https://ataunnabi.blogspot.com/

آدابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیفِ لطیف

لانا ابوالبشیر محمد صالح نقشبندی مجددی

تخریج ۰ محمد نعیم اللہ خان قادری

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ ۰ لاہور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آدابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف لطیف
مولانا ابو البشیر محمد صالح نقشبندی مجددی

تخریج ۰ محمد نعیم اللہ خان قادری

مکتبہ خانہ رضویہ قادری
042-7213575

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نام کتاب ....----.... آداب الرسول ﷺ

نام مؤلف ....----.... صوفی محمد ابوالبشیر صالح نقشبندی مجددی

پروف ریڈنگ ....----.... محمد نعیم اللہ خاں قادری ایم۔اے

اشاعت اوّل ....----.... 2008

کمپوزنگ ....----.... عزیز کمپوزنگ سنٹر دربار مارکیٹ لاہور

تحریک ....----.... چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر ....----.... چوہدری عبدالمجید قادری

قیمت ....----.... =/[redacted] روپے

قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

Hello.042-7213575--0333-4383766

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	دیباچہ	9
2	التماس	10
3	باب اوّل فضائل رسول ﷺ	16
4	انبیاء اور اولیاء کے جسم کو زمین نہیں کھا سکتی	17
5	تمام امت کے اعمال	17
6	انبیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں	18
7	ستر ہزار فرشتے درود شریف پڑھتے ہیں	18
8	سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول ہوگی	18
9	سب سے پہلے بہشت کا دروازہ آپ کھٹکھٹائیں گے	18
10	قیامت کے روز حضور ﷺ سوار ہوں گے باقی سب پیدل	19
11	قیامت کے روز کئی ایک امور میں حضور ﷺ کو فخر ہوگا	19
12	حضور ﷺ ہی عرش کی داہنی طرف کھڑے ہوں گے	20
13	حوض کوثر پر سب سے زیادہ امت محمدی ہوگی	20
14	سب سے پہلے جنت میں حضور ﷺ داخل ہوں گے	21
15	مقام وسیلہ حضور ﷺ کو ہی عطا ہوگا	21
16	حضور ﷺ کو ایک ہزار محل جنت میں ملیں گے	22
17	سب سے پہلے بہشت میں داخل ہونے کی اجازت	22
18	تمام انبیاء اور ملائکہ کے حضور ﷺ امام ہوئے	23
19	حضور ﷺ کے منکر دوزخ میں داخل ہوں گے	23
20	کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا	24
21	جو شخص حضور ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا	25
22	حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم صحابہ کی نگاہ میں	26

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
23	ایک نابینا شخص حضور ﷺ کے توسل سے بینا ہوگیا	27
24	حضور ﷺ کے چچا کے توسل سے نزول باراں ہونا	28
25	حضور ﷺ کے نور سے تمام مخلوق پیدا ہوئی	29
26	حضور ﷺ کے خاندان کا سب سے افضل و اعلیٰ ہونا	30
27	حضور ﷺ آدم کی پیدائش کے باعث ہوئے	31
28	حضرت آدم و حوا کا مہر درود شریف مقرر کیا گیا	32
29	حضرت فاطمہ زہرا اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی	32
30	حضور ﷺ کا اہل بیت سے محبت رکھنے کا حکم	33
31	اہل بیت سے محبت نہ رکھنے والا کبھی مومن نہیں ہوسکتا	34
32	صحابہ کی خیرات کے ثواب کے برابر کسی کو ثواب نہیں ملتا	35
33	مثال اوّل	37
34	باب دوم تعظیم و توقیر رسول اللہ ﷺ	39
35	اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کے ادب کا لحاظ رکھنا	40
36	حضور ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے کی ممانعت	42
37	حضور ﷺ سے پیش دستی کرنے کی ممانعت	48
38	اللہ تعالیٰ کا مومنوں کو طریق آداب رسول ﷺ بتلانا	49
39	حضور ﷺ کو نام سے پکارنے کی ممانعت	52
40	اللہ تعالیٰ کا تمام انبیاء کو نام سے پکارنا مگر اپنے حبیب کو نہیں	53
41	نعت خوانی کا ثبوت	57
42	نعتیہ اشعار کے جواز کا ثبوت	58
43	ابوایوب سختیانی کے عشق رسول ﷺ کی کیفیت	61
44	حضور ﷺ کو گھر میں آواز دینے کی ممانعت	63
45	بے ادبوں کا بیوقوف ہونا	64
46	باب سوم بے ادبی کے نتائج	66

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
47	حضور ﷺ کے ادنیٰ ملال کا باعث عذاب ہونا	69
48	حضور ﷺ کی حکم عدولی سے عذاب کا نازل ہونا	71
49	حضور ﷺ کا نام بے ادبی سے لینے سے منہ کا ٹیڑھا ہو جانا	73
50	کسریٰ شاہ فارس کا حضور ﷺ کے نام کی بے حرمتی کرنا	74
51	کفار مکہ کا حضور ﷺ کی بے ادبی کے باعث عذاب میں مبتلا ہونا	77
52	ابولہب اور اس کی بیوی کا عذاب شدید میں مبتلا ہونا	78
53	ابوجہل کا حضور ﷺ کی بے ادبی کے باعث ذلیل ہو کر مرنا	79
54	ایک شخص کا غیبی تلوار سے مارا جانا	80
55	اہانت رسول کا کفر ہونا	81
56	انبیاء سے استہزاء اور اہانت کرنا کفر ہے	82
57	حضور ﷺ کی عظمت و بزرگی نہ کرنے سے آپ کو اذیت پہنچنا	84
58	باب چہارم اندازۂ عظمت حضور ﷺ بنظر صحابہ	90
59	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول اللہ ﷺ	92
60	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ کو طمانچہ مارنا	94
61	ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر رسول ﷺ پر بیٹھنا خلاف ادب سمجھا	95
62	حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول ﷺ	95
63	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول ﷺ	96
64	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول ﷺ	99
65	امتثال امر نہ ہونے کی وجہ	100
66	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نماز کو حضور ﷺ کی اطاعت کے باعث قضا کرنا	102
67	حضرات قباث، عثمان و عباس رضی اللہ عنہم کا ادب رسول ﷺ	104
68	حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول ﷺ	105
69	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ادب رسول ﷺ	106
70	حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ کا ادب رسول ﷺ	107

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
71	امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	108
72	حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	110
73	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	111
74	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تہدیدی حکم	114
75	حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی میں چلا کر بولنا	115
76	صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ بِأَبِیْ کہتے	118
77	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا ادب کافر بھی کرتے تھے	119
78	امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	120
79	سلطان محمود غزنوی کا طریق ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم	122
80	باب پنجم فوائد آداب بزرگاں	124
81	ایک بدکار کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر بوسہ دینا	125
82	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث لکھنے والے قلم کی تعظیم	126
83	تقبیل الابہامین کے اثبات کے دلائل	129
84	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لینے سے مردے کا زندہ ہونا	130
85	ایک شخص کا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم و ادب کے باعث بخشا جانا	131
86	باب ششم متفرق آداب	133
87	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیاء کی تصویروں کو مٹانے میں ادب کا لحاظ رکھنا	134
88	باب ہفتم طریق ادب	139
89	قرآن مجید کی بے ادبی کرنے والے کا انجام	146
90	تعظیم و شعائر اللہ	149
91	شان نبوت میں گستاخی	152
92	شان نبوت میں گستاخی	153

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يَاصَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَاسَيِّدَ الْبَشَر
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِيْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَايُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اِهْدَاءُ الْاٰدَابِ

لِحَضْرَةِ النَّبِيِّ صَاحِبِ الْمِلَّةِ وَالْكِتَابِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنَ اللّٰهِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ!

یہ بندہ کمترین، ادب و تعظیم کے گلشن کا گلچیں، آداب کے چند پھولوں اور تعظیمات کے متعدد غنچوں کو ارادت وعقیدت کے رشتے میں مربوط کر کے گنبد خضرا کے آستانہ علیا میں پیش کرتا ہے۔

لائق نبود قطرہ بعمان بردن
خار و خسِ صحرا بگلستاں بردن!
امّا چکنم کہ رسم موزوں باشد
پائے ملخے پیشِ سلیماں بردن

ابوالبشیر محمد صالح بن مولوی مست علی مرحوم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نذرِ محبت

۱۴۰۰ھ

تصنیفِ گہرافشاں منہاج القبول فی آداب الرسول

۱۹۸۰ء

جلیل القدر ابوالبشیر مولانا محمد صالح نوراللہ مرقدہ

۱۹۸۰ء

ہو رہی ہے شائع منہاج القبول — جس میں ہیں تحریر آدابِ الرسول
جانِ ایمان و عمل حب رسول — یہ نہ ہو تو عبادت ہے فضول
اتباع سرور کونین ہے — بالیقین یمن و سعادت کا حصول
کیا سجی سلک عقیدت واہ وا — جس میں ہیں عشق ووفا کے تازہ پھول
ہے محمد صالح جن کا اسم پاک — ذات ان کی صدر اربابِ عقول
اہل دنیا کو دیا درسِ خلوص — اور سکھائے ہیں محبت کے اصول
ان کی روح پاک پر شام و سحر — ہو عنایات الٰہی کا نزول
بارگاہ مصطفےٰ میں اے قمر
کاش یہ نذرِ محبت ہو قبول

۱۴۰۰ھ

جمعۃ المبارک
۱۱۔ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

اسیر خلوص ارباب دانش قمر یزدانی
۱۹۸۰ء

پنوانہ ...... ضلع سیالکوٹ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیباچہ

حمد ونعت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

تمام تعریف پروردگارِ عالم کیلئے زیبا ہے جس نے ساری کائنات کو دائرۂ ادب میں پیدا فرمایا پھر ہر مخلوق کو اپنے قانونِ فطرت کے مطابق خاص نظامِ ادب کا پابند بنایا۔ چنانچہ درختوں کو مودبانہ قیام' بہائم کو عاجزانہ رکوع' حشرات کو مستمندانہ سجود اور جبال کو صابرانہ قعود سکھایا۔ اسی طرح نہر کی روانی' دریا کی طغیانی' بجلی کی چمک' بادل کی گرج' ہوا کی تگ ودو' آسمان کی گردش' سورج کی تابش' ستاروں کی رفتار کا ایک خاص ضابطہ ادب ٹھہرا دیا اور ہر مخلوق کو اس ضابطہ کی بجا آوری پر مامور کیا۔

باد و خاک و آب و آتش بندہ اند　　با من و تو مردہ باحق زندہ اند!

جملہ ذراتِ زمین و آسماں　　لشکرِ حق اند گاہِ امتحان

اور درود نامحدود اس کے حبیب پاک سرور عالم فخر بنی آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے درس گاہ غیب سے احسن تادیب کا سبق لیا اور اپنی صفات عالیہ اور اخلاق زاکیہ سے آداب وفضائل کا بہترین نمونہ امت کے سامنے پیش کیا۔ جس نے اس نمونہ کی اقتدا کی وہ فائز المرام ہوا اور جس نے غفلت اختیار کی' وہ ناکام رہا۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید　　کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ط

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

التماس

آں گروہے کز ادب بگر یختند — آبِ مروی و آبِ مرداں ریختند

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ بالا شعر گویا سات سو سال پیشتر کی پیش گوئی ہے' جو آج کل کے مسلمانوں کے حق میں آپ نے فرمائی تھی۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ ادبِ رسول کا جذبہ محبتِ فرزند' محبتِ پدر و مادر' محبتِ وطن' محبتِ مال و جاہ تک کے تمام جذبات پر غالب تھا۔ حضور ﷺ کے ایک اشارے پر صدہا وجود حرکت میں آنے لگتے۔ حضور ﷺ آب دہن گراتے تو کسی نہ کسی ہاتھ پر پڑتا تھا۔ حضور ﷺ مصروفِ تکلم ہوتے تو ہزاروں حاضرین اس طرح سکوت و سکون میں محو ہو جاتے گویا کسی میں حس و حرکت نہیں۔ حضور ﷺ وضو فرماتے تو بقیہ آب کو لینے اور منہ پر ملنے کیلئے لوگ ہر طرف سے ہاتھ پھیلا دیتے۔ حضور ﷺ کا کوئی تراشہ ناخن یا موئے مبارک گرتا تو لوگ ادب سے اٹھا کر احتیاط سے محفوظ رکھتے۔

یہی کمال ادب' یہی فرطِ عقیدت اور یہی غایتِ محبت جسم اسلام میں جان کا کام کر رہی تھی اور یہی وہ طاقت تھی جو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتوں کو الٹتی اور روما اور ایران تک کی عظیم الشان اور بااقتدار سلطنتوں کو پائمال کرتی چلی گئی۔ آج مسلمانوں میں یہ طاقت مضمحل ہو چکی ہے۔ آج محبت رسول اور ادب رسول کا جذبہ سرد پڑ چکا ہے۔ آج دشمنانِ اسلام ناموسِ رسول پر گستاخانہ تعدی کرتے ہیں تو شاذ و نادر کوئی اکا دکا عاشق رسول ہی باز پرس کیلئے جان ہتھیلی پر لے کر نکلے تو نکلے ورنہ کافۂ امت پر عافیت پسندی کی وہ غنودگی طاری ہے کہ اس خارزار میں قدم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رکھنے کی جرأت ہی نہیں رہی۔ آج سوانح رسول اور حدیث رسول ﷺ کی کتابیں کباڑیوں کی دکانوں پر ایک متاع کاسد کی طرح ردی حالت میں پڑی ہیں تو کسی کی رگ حمیت میں حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ ان کے اوراق پنساریوں کی پڑیوں کے کام آتے ہیں تو کسی میں جوش ایمان کا ولولہ نمودار نہیں ہوتا۔ اس قسم کے اخبار جن میں رسول اللہ ﷺ کا نام ذکر اور احوال درج ہوتا ہے' پریس میں پامال ہوتے ہیں' دفتریوں کی دُکانوں میں گندی زمین پر ان کے ڈھیر لگتے ہیں' اشاعت کے بعد ردی کی ٹوکریوں میں چولہوں میں' پاخانوں میں اور گندی نالیوں میں پہنچتے ہیں مگر کسی مسلمان کے جذبۂ ایمانی میں حرارت پیدا نہیں ہوتی۔

یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان نہایت کمزور ہیں' ذلیل ہیں' اور تمام اقوام سے گرے ہوئے ہیں۔ ادب رسول ہی مسلمانوں کی روح تھی۔ اسی روح کے بل پر ترقی کے میدان میں وہ تاب دوش اور زور پرواز رکھتے تھے۔ اب وہی روح ناپید ہو چکی ہے' اس لئے ان کی حیثیت ایک جسم بے جان اور لاش میت کی سی ہے' کوئی اس لاش کو کسی طرح اٹھائے' کہیں لے جائے' کہیں پھینک دے' ان کو مطلق احساس نہیں۔

ادب رسول کے جذبہ کو سب سے پہلے فرقہ شیعہ کے ہاتھوں نقصان پہنچا جس نے کبار صحابہ کے حق میں بے ادبانہ طریق سے منہ کھول کر اسلام میں عام بے ادبی کا فتح باب (دروازہ کھول دیا) کر دیا۔ حتیٰ کہ سب اصحاب کا مکروہ فعل بھی اس فرقہ نے داخل عبادات سمجھ رکھا ہے۔ نعوذ باللہ من الجهل والضلال۔ حالانکہ گالیاں بکنا دنیا کے کسی مذہب میں بھی بشرطیکہ وہ اپنے آپ کو ایک مہذب مذہب سمجھتا ہو' روا نہیں اور اہلسنت کے ہاں تو فرعون' نمرود اور ابوجہل حتیٰ کہ شیطان کو گالیاں دینا بھی کوئی رکن عبادت نہیں جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے۔ اس ترک ادب کی شامت یہ ہے کہ یہ فرقہ جو اپنے آپ کو اہل بیت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا سب سے زیادہ حامی ہوا خواہ اور مداح و معتقد سمجھتا ہے' اپنی روایات اور تمثیلات میں خود اہل بیت ہی کی اس قدر ہتک حرمت اور تخفیف عزت اور تذلیل و تحقیر و توہین کا مرتکب ہوتا ہے جس کی کسی دشمن سے بھی توقع نہ ہو۔ پس اگر یہ لوگ اہل بیت کے دوست ہیں' تو سراسر نادان دوست ہیں۔

مہر ابلہ مہر خرس آمد یقین! کین او مہر است مہر اوست کیں!

عہد او سست و ویران و ضعیف! گفت او زفت و وفائے او نحیف!

اسی ترک ادب کی شومی سے اس فرقہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بھی پورا ادب و احترام نہیں۔ ہمارے ہاں درود شریف پڑھنے کے کلمات عموماً یوں ہوتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰے الخ مگران کے ہاں جب مجمع میں درود پڑھا جاتا ہے تو نہایت غیر مودبانہ لہجہ اور روکھے پھیکے اور غیر جاذب قلوب انداز سے یہ غُل بلند ہوتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ جس میں نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وغیرہ کے مودبانہ الفاظ شامل ہوتے ہیں اور نہ اظہار عقیدت و ابراز محبت کے دوسرے کلمات منضم کئے جاتے ہیں جیسے اہلسنّت کے صلوٰۃ وسلام کے کلمات میں ماثور و متوارث ہیں جن کے بہترین نمونے دلائل الخیرات وغیرہ کتب صلوٰۃ میں موجود ہیں۔ پس یہ سب سَبِّ اصحاب کی شومی ہے۔

زخا کے کہ بر آسمان افگنی سر و چشم خود را زیاں افگنی!

فرقۂ شیعہ کے بعد اسلام میں بے ادبانہ قول وعمل کا مرتکب وہ فرقہ ہے جو تقلید امام کا تارک ہے اور اپنے آپ کو اہلحدیث کہتا ہے۔ جس طرح شیعہ لوگ جمہور صحابہ خصوصاً حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو بے ادبانہ الفاظ سے یاد کرتے ہیں اسی طرح یہ لوگ آئمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم رضی اللہ عنہ کا ذکر نہایت تخفیف شان کے ساتھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتے ہیں۔ اسی لئے سنا ہے کہ حضرت شاہ اسحٰق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس فرقہ کو چھوٹے رافضی کے نام سے موسوم فرمایا کرتے تھے یعنی صحابہ کا رفض کرنے والے بڑے رافضی ہیں تو آئمہ کا رفض کرنے والے چھوٹے رافضی۔ تقلید کو ترک کر دینا یا اس کو اچھا نہ سمجھنا تو ایک علمی اختلاف ہے' ہوا کرے اور علمی و عملی اختلاف محض اختلاف کی حد تک کوئی سوءِ ادب نہیں مگر افسوس یہ ہے کہ یہ لوگ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عالمگیر مقبولیت اور ہفت اقلیم میں ان کے سکہ اجتہاد کا رواج دیکھ کر حسد سے بیتاب ہو جاتے ہیں اور اختلاف کی معتدل حد سے نکل کر سوءِ ادب اور گستاخانہ کلام پر اتر آتے ہیں۔ اس کا ایک نمونہ دیکھنا ہو تو بنارس کے ایک غیر مقلد مولوی کی کتاب ''الجرح علی ابی حنیفہ'' دیکھ لی جائے جس میں اس کے گندہ دہن مولف نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ''سگ'' جیسے ناپاک الفاظ سے یاد کرنے میں بھی دریغ نہیں کیا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشَرِّ اِخْوَانِہٖ تاہم خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ اس بیباک و شوخ چشم گروہ میں بعض ایسے منصف مزاج اور اعتدال پسند اصحاب بھی موجود ہیں' جو اختلاف عقیدت کے باوجود امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی علوشان کے معترف اور ان کی خدمت دین کے ثناء خواں ہیں۔ ہمارے ایک اہل حدیث دوست نے جو انہی نیک اوصاف سے موصوف ہیں' ایک واقعہ بیان کیا جو دونوں قسم کی نظیروں کا مرقع پیش کرتا ہے۔ ہمارے دوست سے ایک طالب علم نے جو اہل حدیث کے ایک دارالعلوم میں تعلیم پاتا تھا کہا کہ میرا خیال ہے۔ ہمارے مولانا (محدث دارالعلوم) امام اعظم سے بڑھ کر ہیں۔ اس بات پر ہمارے دوست کو رنج پہنچا' اور اس کے جواب میں کہا۔ یہ مولانا تو مولانا ہوئے' اگر یہ بھی اور ان کے تمام بزرگ اور سارے شیوخ و اساتذہ بھی مل کر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں کے غلاموں کی خاک پا کی ریس کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آج کل ایک تیسرا دور شروع ہے' جو دنیا کے سیاسی انقلابات کا نتیجہ ہے' اس میں مذہب اور مذہب کے آداب اور بانیان مذاہب کی وقعت و عزت دلوں سے اٹھتی جا رہی ہے' روس اس انقلاب کا علمبردار ہے' جس کے نزدیک خدا اور مذہب کوئی چیز نہیں' صرف انسانی تخیلات کا نتیجہ ہے۔ حقیقت میں جو کچھ ہے' وہ دولت و جاہ ہے' تمام ظاہری و باطنی قوتیں اسی کیلئے صرف کرنی چاہئیں۔ روس کی اس تحریک کے ماتحت قلمروئے روس میں گرجاؤں کا صفایا ہو رہا ہے' اور قیاس غالب ہے کہ چند روز میں یہ عالم ہوگا کہ روس کی طویل و عریض قلمرو میں کسی عبادت گاہ کا نشان تک نظر نہ آئیگا اور نہ کوئی متنفس خدا کے نام سے آشنا ہوگا۔ یہی وبا یورپ کے دوسرے ممالک میں پھیل رہی ہے' اور اس کے اثر سے آج کل نوجوانان ہندوستان (پاک و ہند) جن میں مسلمان' ہندو' سکھ' پارسی وغیرہ سب مذاہب کے لوگ شامل ہیں' متاثر ہوئے جا رہے ہیں۔

ان نوجوانوں کا دعویٰ ہے کہ ہم نہ ہندو ہیں' نہ مسلمان' ہم تو بس ہندوستانی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو مذہب سے' خدائے مذہب سے اور بانی مذہب سے کوئی سروکار نہیں۔ ہمارا تن من دھن تو صرف ملک کی مالی و اقتصادی ترقی کیلئے وقف ہے۔ وہ لوگ اہل مذہب کو' معتقدان انبیاء کو عباد و زہاد کو محض فاتر العقل اور بیوقوف سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو عقل کل جانتے ہیں۔ ان کے دل میں خدا کی' رسول کی' کعبہ کی اور قرآن کی اس قدر بھی وقعت نہیں جس قدر اُڑد پر سفیدی ہوتی ہے۔

مصحف بزیرِ پا لے گزار نداز غرور! دستارِ عقل از سرِ جبریل واکنند!

اسی دورِ فتن کے ناقابل بیان حالات پر مولانا کا یہ شعر صادق آتا ہے کہ

آں گروہے کز ادب بگریختند! آبِ مردان و آبِ مروی ریختند

یعنی جن اسلامی فرقوں کے متعصب لوگوں نے اور جن دُنیا طلب نوجوانوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے رسول اللہ ﷺ کی وقعت اپنے دِل سے اٹھا دی اور آپ کے حق میں بیبا کانہ بکواس کرنا اپنا شیوہ بنالیا' انہوں نے نہ صرف اپنی بلکہ اپنے مذہب کی اور اپنے اکابر اہل مذہب کی عزت کو داغدار کر دیا۔

چو از قومے یکے بیدانشی کرد! نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

لہٰذا خاکسار نے اپنا یہ فرض سمجھا کہ اس گمراہی کے عالم میں حق کی آواز بلند کروں۔ شاید کوئی دیدہ بینا اور گوش شنوا ادھر متوجہ ہو جائے اور اس کی ہدایت کا باعث ہو۔ وَمَا تَوۡفِيۡقِىۡۤ اِلَّا بِاللّٰهِ‌ ؕ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَيۡهِ اُنِيۡبُ۔

آخر میں میں اپنے مکرم ومحترم دوست جناب حکیم مولوی میرزا محمد نذیر صاحب عرشی شارح مثنوی مولانا روم کا نہایت شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اس مسودہ کو اوّل سے آخر تک بالاستیعاب پڑھ کر جا بجا حک وترمیم سے اس کی اصلاح اور کئی جگہ مفید باتوں کا اضافہ کیا۔ جزاہ اللہ عنا خیر الجزء۔

ابوالبشیر محمد صالح بن مولوی مست علی مرحوم
میتراں والی ضلع سیالکوٹ (پنجاب)
۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۴۹ھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب اوّل

فضائلِ رسول ﷺ

بقول اَلدِّیْنُ کُلُّہٗ ادب اسلام کا تمام تر مدار ادب پر ہے۔ اسلام کے معنی ہیں سر جھکا دینا یعنی امر حق کیلئے اعتراف کا سرخم کر دینا' جو ادب کی خاص شان ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ دین سراپا ادب ہے' اگر ادب نہیں تو دین بھی نہیں۔ ادب کس کا کیا جاتا ہے؟ جس کو اپنے سے برتر اور افضل سمجھا جائے۔ کائنات میں جناب رسول اللہ ﷺ سے برتر و افضل کون ہو سکتا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پس آپ کی تعظیم اور آپ کیلئے رعایت ادب بھی اس قدر لازم ہے' جو خدائے تعالیٰ کے بعد اور کسی کا حق نہیں۔ بعض بیباک اور بے ادب لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی عظمت و بزرگی کو کماحقہ نہیں مانتے۔ اور وہ آپ کو معاذ اللہ بَشَرٌ مِّثْلُنَا (سورہ الانبیاء آیت نمبر۳) جانتے ہیں۔ حالانکہ حدیث صحیح میں ہے کہ جب تک رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوق سے برتر اور اعلیٰ نہ مانا جائے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا۔

ع گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔ تو ان کی قسمت!

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

مدارج النبوت اور مواہب اللدنیہ میں مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھتا رہے' وہ کبھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ پڑھے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی معنوی میں ایک جگہ خوب بتایا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو دوسرے لوگوں کے برابر سمجھتے ہیں، وہ صورت پرست ہیں کیونکہ ان کو رسول اور غیر رسول کی صورت یکساں نظر آتی ہے۔ حالانکہ فرق مراتب کا باعث امر معنوی ہے، جس سے رسول رسول ہے اور غیر رسول غیر رسول۔

گر بصورت آدمی انساں بدے
احمد و بوجہل خود یکساں بدے!

احمد و بوجہل در بت خانہ رفت　　زیں شدن تا شدن فرقیست رفت
آں در آیدٔ سرنہند اُورا بتاں　　ایں در آیدٔ سرنہد چُوں اُمتاں!

جمیع انبیاء علیہم السلام عموماً اور جناب رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ خصوصاً ادب و تعظیم کے مستحق کیوں ہیں؟ اس لئے کہ وہ تمام بنی آدم بلکہ جملہ ماورائے حق تعالیٰ سے افضل ہیں۔ اب ذرا ان کی افضلیت کی وجوہ سن لیجئے۔

انبیاء واولیاء کے جسم کو زمین نہیں کھا سکتی اور وہ قبر میں زندہ ہیں

ابن ماجہ میں ابوالدردا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم مبارک کو کھا سکے۔ پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ)

تمام امت کے اعمال رسول اللہ ﷺ کے روبرو قبر میں پیش ہوتے ہیں

مواہب لدنیہ میں ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انبیاء اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں

بیہقی وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ (مواہب اللدنیہ)

روضۂ مبارک پر ہر روز نئے ستر ہزار فرشتے آ کر درود پڑھتے ہیں

دارمی شریف میں بنیہ بن وہب سے مروی ہے کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کو بازو مارتے ہوئے احاطہ کر لیتے ہیں اور آپ پر درود پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے تو وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے اسی طرح کے اترتے ہیں' اور ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب قیامت کے دن زمین قبر شق ہوگی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے کہ وہ آپ کو لے چلیں گے۔

سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول ہوگی

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں سردار ہوں گا اولادِ آدم کا (یعنی کل آدمیوں کا) قیامت کے روز اور میں ان سب میں پہلا ہوں گا جن کی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے اوّل میں قبر سے اٹھوں گا) اور سب شفاعت کرنیوالوں سے پہلا شفاعت کرنیوالا میں ہوں گا اور سب سے اوّل میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

(مسلم کتاب الفضائل' مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)

سب سے پہلے بہشت کا دروازہ آپ کھٹکھٹائیں گے

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیامت کے روز میرے تابعین ہر پیغمبر کے تابعین سے زیادہ ہوں گے اور میں سب سے پہلے بہشت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

(مسلم شریف کتاب الایمان' مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین پہلی فصل)

قیامت کے روز حضور ﷺ سوار ہوں گے باقی سب پیدل

مواہب الدنیہ میں ابن زنجویہ سے بروایت کثیر بن مروہ حضرمی رضی اللہ عنہ روایت ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں قیامت کے روز براق پر ہوں گا اور میں اس کے ساتھ تمام انبیاء میں سے اس روز مختص ہوں گا۔

لواء الحمد قیامت کے دن حضور ﷺ کے ہی دست مبارک میں ہوگا

صحیح ترمذی میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ میں قیامت کے روز لواء الحمد ہوگا اور یہ میں فخر کی راہ سے نہیں کہتا اور جتنے نبی ہیں آدم بھی اور ان کے سوا اور بھی وہ سب میرے اس لواء کے نیچے ہوں گے۔

(ترمذی ابواب المناقب' مشکوۃ فضائل سید المرسین دوسری فصل)

قیامت کے روز کئی ایک امور میں حضور ﷺ کو فخر ہوگا

صحیح ترمذی اور دارمی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں سب سے پہلے قبر سے نکلوں گا۔ جب لوگ مبعوث ہوں گے اور میں ان کا پیش رو ہوں گا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی پیشی میں آئیں گے' میں ان کی طرف سے شفاعت کیلئے بات چیت کروں گا۔ جب وہ خاموش ہوں گے' ان سب میں مجھ سے شفاعت کیلئے درخواست کی جائے گی۔ جب وہ موقف میں حساب سے محبوس کئے جائیں گے' میں ان کا بشارت دینے والا ہوں گا۔ جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ کرامت اور ہر خیر کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الحمد اس روز میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے پروردگار کے نزدیک تمام بنی آدم سے زیادہ مکرم ہوں گا۔ ایک ہزار خادم میرے اکرام و خدمت کیلئے میرے پاس آمد و رفت کریں گے اور ایسے حسین ہونگے گویا کہ وہ بیضے میں جو غبار وغیرہ سے محفوظ ہوں یا موتی ہیں جو بکھرے پڑے ہوں۔ (مشکوٰۃ فضائل سید المرسلین دوسری فصل)

حضور ﷺ ہی عرش کی داہنی طرف کھڑے ہوں گے

صحیح ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑہ پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کی داہنی طرف کھڑا ہوں گا کہ کوئی شخص خلائق میں سے بجز میرے اس مقامؒ پر کھڑا نہ ہوگا۔ (غالباً یہ مقام محمود ہے)

(ترمذی ابواب المناقب، مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین دوسری فصل)

پل صراط سے سب سے پہلے حضور ﷺ گزریں گے

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ جہنم کے وسط میں پل صراط قائم کیا جائے گا۔ سو سب رسولوں سے پہلے میں اپنی امت کو لے کر گزروں گا۔

(متفق علیہ، مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الحوض والشفاعۃ پہلی فصل)

حوضِ کوثر پر سب سے زیادہ اُمتِ محمدی ہوگی

صحیح ترمذی میں حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ ہر نبی کا ایک حوض ہوگا اور وہ سب اس بات پر فخر کریں گے کہ کس کے حوض پر لوگ زیادہ آتے ہیں اور مجھ کو امید ہے کہ میرے حوض پر لوگ بہت آئیں گے کیونکہ میری امت زیادہ ہوگی۔ (ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ، باب ماجاء فی صفۃ الحوض)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سب سے پہلے جنت میں حضور ﷺ داخل ہوں گے

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آؤں گا اور اس کو کھلواؤں گا۔ خازن جنت پوچھے گا کہ کون ہے؟ میں کہوں گا محمد۔ وہ کہے گا کہ آپ ہی کی نسبت مجھ کو حکم ہوا ہے کہ آپ کے قبل کسی کیلئے نہ کھولوں۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب الحوض والشفاعۃ' پہلی فصل)

کوثر صرف حضور ﷺ ہی کو عطا ہوگا

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کوثر کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک نہر ہے جو مجھ کو میرے پروردگار نے عطا فرمائی ہے۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ (مشکوٰۃ باب صفۃ الجنۃ واھلھا' دوسری فصل)

مقام وسیلہ حضور ﷺ کو ہی عطا ہوگا

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تم موذن کی اذان سنا کرو تو جو وہ کہے تم بھی کہا کرو۔ پھر مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ دس بار رحمتیں بھیجتا ہے پھر میرے لئے وسیلہ کی دعا کیا کرو اور وہ وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے کہ تمام بندگانِ خدا میں سے اس کا مستحق ایک ہی بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا سو جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا۔ اس کیلئے میری شفاعت حلال ہوگی۔ (مشکوٰۃ باب فضل الاذان واجابۃ الموذن پہلی فصل' سنن نسائی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الاذان)

مسند امام احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے ارشاد نبوی ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک درجہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی درجہ نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہزار محل جنت میں ملیں گے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (پ۳۰ سورہ الضحیٰ آیت نمبر۵) مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہزار محل جنت میں دیئے ہیں اور ہر محل میں آپ کی شان کے لائق ازواج اور خادم ہیں (روایت کیا اس کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے)

سب سے پہلے بہشت میں داخل ہونے کی اجازت

صحیح ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سب سے پہلے جنت کا حلقہ ہلاؤں گا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے دروازہ کھول دے گا اور مجھ کو اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے۔

(مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین، دوسری فصل)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام اوّلین و آخرین سے زیادہ مکرم

صحیح ترمذی اور دارمی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اوّلین و آخرین میں زیادہ مکرم ہوں۔

(مشکوۃ باب فضائل سید المرسلین دوسری فصل)

مخلوق کی نسبت وفضیلت بیان کرنا

صحیح ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب معراج میں براق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہونے کے وقت شوخی کرنے لگا۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایسا کرتا ہے۔ تجھ پر ایسا کوئی شخص سوار ہی نہیں ہوا ہے جو ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ہو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس وہ (شرم سے) پسینہ پسینہ ہو گیا۔

تمام انبیاء اور ملائکہ کے حضور ﷺ امام ہوئے

امام احمد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ جب آپ شبِ معراج کو بیت المقدس میں تشریف لائے اور نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو تمام انبیاء آپ کے ہمراہ مقتدی ہوکر نماز پڑھنے لگے اور حضرت ابو سعید کی روایت میں ہے کہ بیت المقدس میں داخل ہوکر فرشتوں کے ساتھ نماز ادا کی (یعنی فرشتے بھی مقتدی تھے) پھر انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملاقات ہوئی اور سب نے اللہ تعالیٰ کی ثناء کے بعد اپنے اپنے فضائل بیان کئے۔ جب حضور ﷺ کے خطبہ کی نوبت آئی۔ جس میں آپ نے اپنا رحمۃ للعالمین ہونا اور مبعوث الیٰ کافۃ الناس (السبا: ۲۸) ہونا۔ اور اپنی امت کا خیر الامم وامت وسط ہونا اور خاتم النبیین ہونا بھی بیان فرمایا۔ اس کو سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب انبیاء کو خطاب فرمایا۔ بِھٰذَا فَضَّلَکُمْ مُحَمَّدٌ یعنی ان ہی فضائل سے محمد (ﷺ) تم سب سے بڑھ گئے۔ (مواہب اللدنیہ)

حضور ﷺ تمام انبیاء و ملائکہ سے بڑھ کر بزرگ ہیں

دارمی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو انبیاء پر فضیلت دی اور آسمان والوں یعنی فرشتوں پر بھی۔

حضور ﷺ کے منکر دوزخ میں داخل ہوں گے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک بار اپنے کلام میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مطلع کر دو کہ جو شخص مجھ کو اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد کا منکر ہوگا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا۔ خواہ کوئی ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمد کون ہیں؟ ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ قسم ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنی عزت و جلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جس میں کوئی ان سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو۔ میں نے ان کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا۔ قسم ہے اپنی عزت اور جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمد اور ان کی امت اس میں داخل نہ ہو جائیں۔ (الحدیث) (روایت کیا اس کو حلیہ میں)

کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز میرے نفس کے جو میرے پہلو میں ہے یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک خود اس کے نفس سے بھی زیادہ اس کو میں محبوب نہ ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی کہ آپ میرے نزدیک اس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بس اب بات ٹھیک ہوئی۔

(مواہب اللدنیہ)

ہر کہ اورا دوست ترا ز خود نداند رانده است
گرچه آرو یک جہاں طاعت بروئش وازنند

حضرت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مستند حدیث اپنی کتاب جامع صغیر میں نقل کی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰی ثَلٰثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِیِّكُمْ وَحُبِّ اَھْلِ بَیْتِهٖ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ الحدیث یعنی اپنی اولاد کو تین باتوں کی تادیب کرو۔ ایک اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھنا' دوسرے ان کے اہل بیت سے محبت رکھنا' تیسرے قرآن مجید پڑھنا۔ الخ

جو شخص حضور ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر جس نے میرا کہنا قبول نہ کیا۔ عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہیں کیا؟ فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے قبول نہیں کیا۔

(مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ پہلی فصل)

جو شخص حضور ﷺ سے محبت رکھتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا

صحیح ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے میری سنت سے محبت کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی' وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

(مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ' دوسری فصل ترمذی ابواب العلم باب الاخذ بالسنۃ)

محبت آدمی رکھتا ہے جس سے قیامت کو وہ ہوگا ساتھ اس کے

گستاخی کرنے والے کو مار ڈالنے سے قصاص نہیں لیا جاتا

ابوداؤد کتاب الحدود میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نابینا کی ایک ام ولد تھی جو حضور ﷺ کی شان میں بیہودہ حکایت کہا کرتی اور گستاخی کیا کرتی تھی۔ وہ نابینا منع کیا کرتا۔ وہ باز نہ آتی۔ وہ اس کو ڈانٹتا مگر وہ نہ مانتی۔ ایک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رات اسی طرح اس نے کچھ بکنا شروع کیا۔ اس نابینا نے ایک چھرا لے کر اس کے پیٹ میں بھونک دیا اور اس کو ہلاک کر ڈالا۔ صبح کو اس کی تحقیقات ہوئی۔ اس نابینا نے حضور ﷺ کے سامنے اس کا اقرار کیا اور تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا سب گواہ رہو کہ اس کا خون رائیگاں ہے یعنی قصاص وغیرہ نہ لیا جائے گا۔

حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم صحابہ کی نگاہ میں

امام بخاری نے کتاب الشروط میں قصہ حدیبیہ کی ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ اس میں یہ بھی ہے کہ عروہ بن مسعود رئیس مکہ نے آپ کی مجلس شریف سے مکہ واپس جا کر لوگوں سے بیان کیا کہ اے میری قوم واللہ! میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں اور قیصر وکسریٰ ونجاشی کے پاس گیا ہوں واللہ! میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اس قدر تعظیم کرتے ہوں۔ جس قدر صحابہ محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں۔ واللہ! جب کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پہنچتی ہے اور وہ اس کو اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتے ہیں اور جب آپ ان کو کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ آپ کے حکم کی طرف دوڑتے ہیں اور جب آپ وضو کرتے ہیں تو ان لوگوں کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وضو کا پانی لینے کیلئے گویا اب لڑ پڑیں گے اور جب آپ کلام فرماتے ہیں تو وہ اپنی آوازوں کو آپ کے سامنے پست کر لیتے ہیں اور وہ لوگ آپ کی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے تک نہیں۔ (بخاری ج ا ص ۳۷۹)

حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم حیاً ومیتاً یکساں ضروری ہے

جس طرح حضور ﷺ کے سامنے رفع صوت جائز نہ تھا اسی طرح آپ کے کلام کے درس اور شرع کے احکام کی نقل کے وقت بھی رفع صوت حاضرین و سامعین کیلئے خلاف ادب ہے اور اسی طرح محل جسد شریف کے قریب بھی۔ چنانچہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مواہب اللدنیہ میں ایک حکایت نقل کی ہے کہ امیر المومنین ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی مسئلہ میں مسجد نبوی میں گفتگو کی تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے امیر المومنین تم کو کیا ہوا اس مسجد میں آواز مت بلند کرو کہ حضور نبوی کا احترام وصال کے بعد وہی ہے جو حالت حیات میں تھا۔ سو ابو جعفر دب گیا۔ چنانچہ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو شخص اہل طائف کو تہدیداً فرمایا تھا کہ تم مسجد نبوی میں اپنی آواز بلند کرتے ہو۔ واللہ اگر تم اہل مدینہ سے ہوتے تو میں تمہارے درے لگاتا۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حدیث کا درس دے رہے تھے کہ یکا یک آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوگیا مگر آپ درس میں مشغول رہے اور کوئی حرکت نہیں کی۔ تھوڑی دیر بعد پھر دوبارہ آپ کا رنگ بدل گیا مگر پھر بھی آپ سے کوئی بات ظاہر نہ ہوئی اور بدستور درس حدیث پر متوجہ رہے۔ تیسری مرتبہ پھر آپ کا چہرہ متغیر ہوا۔ اتنے میں درس بھی ختم ہوگیا تو آپ نے اپنی قمیض کو الٹایا تو اس میں سے سرخ زنبور نکلی جس نے متواتر تین مرتبہ آپ کے جسم میں کاٹا مگر آپ نے محض حدیث کے ادب سے یہ پسند نہ کیا کہ قمیض کو الٹائیں یا زنبور کے کاٹنے کی جگہ کو کھجلائیں یا حاضرین سے اسکا ذکر کریں جس سے درس میں انقطاع لازم لائے۔

مکن زغصہ شکایت کہ در طریق ادب براحتے ترسید آنکہ زحمتے نکشید!

ایک نابینا شخص محض حضور ﷺ کے توسل سے بینا ہو گیا

ابن ماجہ باب صلوٰۃ الحاجت میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نابینا نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے، اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے اس کو ملتوی رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر تو چاہے تو دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے۔ اور یہ دعا کرے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ یعنی اے اللہ! میں درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ محمد ﷺ نبی رحمت کے یارسول اللہ! میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ پوری ہووے۔ اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے۔ بیہقی میں ہے کہ وہ اندھا کھڑا ہو گیا اور بینا ہو گیا۔

(ابن ماجہ ص ۱۰۰، ترمذی ۲/۱۹۷، مسند احمد ۴/۱۳۸)

علمائے محققین ارقام فرماتے ہیں کہ یا محمد کی بجائے یارسول اللہ کہنا چاہیے۔ کیونکہ نام مبارک لے کر پکارنے میں بے ادبی ہے۔

حضور ﷺ کے چچا کے توسل سے نزولِ باراں ہونا

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب لوگوں پر قحط ہوتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بارش کی دعا کیا کرتے اور فرماتے کہ اللہ ہم (پہلے) آپ کے دربار میں اپنے نبی ﷺ کا توسل کیا کرتے تھے، آپ ہم کو بارش دیتے تھے۔ اور اب ہم آپ کے دربار میں پیغمبر کے چچا کا توسل کرتے ہیں سو ہم کو بارش دیجئے۔ چنانچہ بارش ہو جاتی تھی۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۳۷)

حضور ﷺ کے روضہ مبارک کے توسل سے بارش کا ہونا

دارمی میں ابوالجوز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ میں سخت قحط ہوا، لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا نبی کریم ﷺ کی قبر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی طرف اس میں ایک منفذ کر دو یہاں تک کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴۵ باب الکرامات)

حضور ﷺ کے نور سے تمام مخلوق پیدا ہوئی

عبدالرزاق نے اپنی مسند میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے عرض کیا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ مجھ کو خبر دیجئے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کون سی چیز پیدا کی؟ آپ نے فرمایا اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی ﷺ کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔ پھر وہ نور قدرت الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا اور نہ بہشت تھی اور نہ دوزخ تھا اور نہ فرشتہ تھا اور نہ آسمان تھا اور نہ زمین تھی اور نہ سورج تھا نہ چاند تھا اور نہ جن تھا اور نہ انسان تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کئے اور ایک حصہ سے قلم پیدا کیا اور دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش۔

(مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۳۴، زرقانی ج ۱ ص ۴۷، سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۱، مدارج النبوت ص ۳۶۰)

از ظلمات عدم راہ کہ بردے بروں　　گر نہ شدے نور تو شمع روان ہمہ

حضور ﷺ پیدائش آدم سے پہلے نبی تھے

احمد بیہقی اور حاکم نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ہنوز اپنے خمیر ہی میں پڑے تھے۔ یعنی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔

(مشکوٰۃ فضائل سید المرسلین دوسری فصل)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آدم سر و تن در آب و گل داشت! کو حکم بملک جان و تن داشت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں بلٰی کہا

ابی سہل قطان کی امالی کے ایک جزو میں سہل بن صالح ہمدانی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے ابو جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد باقر) سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب انبیاء سے تقدم کیسے ہوگیا حالانکہ آپ سب کے آخر میں مبعوث ہوئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے یعنی ان کی پشتوں میں سے ان کی اولاد کو عالم میثاق میں نکالا اور ان سب سے ان کی ذات پر یہ اقرار کیا کہ میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب سے اوّل جواب میں بَلٰی (کیوں نہیں) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اور اسی لئے آپ کو تمام انبیاء سے تقدم ہے' گو آپ سب سے آخر میں مبعوث ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا سب سے افضل و اعلیٰ ہونا

صحیح ترمذی میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''میں محمد ہوں' عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجھ کو اچھے گروہ میں بنایا۔ یعنی انسان بنایا پھر انسان میں دو فرقے پیدا کئے' عرب اور عجم' مجھ کو اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا۔ پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلے میں پیدا کیا' یعنی قریش میں۔ پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا' یعنی بنی ہاشم میں' پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔

(مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین دوسری فصل ترمذی ابواب المناقب

جبرائیل علیہ السلام کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کا اظہار کرنا

دلائل ابو نعیم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے نقل کرتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں تمام مشارق و مغارب میں پھرا' میں نے کوئی شخص محمد ﷺ سے افضل نہیں دیکھا اور نہ کوئی خاندان بنی ہاشم سے افضل دیکھا۔ ولنعم ما قیل

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

حضور ﷺ آدم علیہ السلام کی پیدائش کے باعث ہوئے

حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد (ﷺ) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

آدم علیہ السلام کی خطا حضور ﷺ کے وسیلہ سے معاف ہوئی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب آدم علیہ السلام سے خطا کا صدور ہوا تو انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ اے پروردگار! میں آپ سے بواسطہ محمد ﷺ کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم! تم نے محمد ﷺ کو کس طرح پہچانا؟ حالانکہ ہنوز میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا۔ عرض کیا کہ اے رب! میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی روح میرے اندر پھونکی تو میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہوگا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم! تم سچے ہو' فی الواقع وہ میرے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور جب تم نے انکے واسطہ سے مجھ سے درخواست

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔ (روایت کیا بیہقی نے اپنے دلائل میں اور حاکم اور طبرانی نے)

حضرت آدم وحوا کا مہر درود شریف مقرر کیا گیا

ابن الجوزی نے اپنی کتاب صلوۃ الاحزان میں ذکر کیا ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے حوا علیہا السلام سے قربت کا ارادہ کیا تو انہوں نے مہر طلب کیا۔ آدم علیہ السلام نے دعا کی کہ اے پروردگار! میں ان کو مہر میں کیا چیز دوں؟ ارشاد ہوا کہ اے آدم! میرے حبیب محمد بن عبداللہ (ﷺ) پر بیس دفعہ درود بھیجو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

حضور ﷺ کے صحابہ ابوبکر اور عمر اہل جنت کے سردار ہوں گے

صحیح ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بجز انبیاء و مرسلین کے تمام اگلے اور پچھلے میانہ عمر والے اہل جنت کے سردار ہوں گے۔ (یہ فضیلت بھی آپ کی فضیلت کے سبب سے ہے)

(مشکوۃ باب مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما' دوسری فصل ترمذی ابواب المناقب)

حضرت فاطمہ زہرا اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی

صحیح ترمذی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک فرشتہ آیا ہے جو اس شب سے قبل کبھی زمین پر نہیں آیا' اس نے اللہ تعالیٰ سے اجازت چاہی کہ مجھ کو آکر سلام کرے اور مجھ کو بشارت دے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام اہل جنت کی بیبیوں کی سردار ہوں گی اور حسن حسین رضی اللہ عنہما تمام اہل جنت کے جوانوں میں سردار ہوں گے۔

(مشکوۃ باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ دوسری فصل ترمذی ابواب المناقب)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ کا اہل بیت سے محبت رکھنے کا حکم

صحیح ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ سے اس لئے محبت رکھو کہ وہ تمہیں کھانے کو نعمتیں دیتا ہے اور مجھ سے محبت رکھو۔ اللہ تعالیٰ کیساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی اللہ تعالیٰ جب محبوب ہے اور میں اس کا رسول اور محبوب ہوں۔ اس لئے مجھ سے محبت رکھو) اور میرے اہل بیت سے محبت رکھو میرے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے۔ (یعنی جب میں محبوب ہوں۔ اور اہل بیت میرے منتسب و محبوب ہیں تو ان سے بھی محبت رکھو)

مشکوٰۃ باب مناقب اھل بیت النبی ﷺ تیسری فصل ترمذی ابواب المناقب باب مناقب اھل بیت النبی ﷺ)

اہل بیت کی محبت موجب نجات ہے اور بغض و عداوت باعث ہلاکت

احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے اہل بیت کی مثال تم میں ایسی ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی، جو شخص اس میں سوار ہوا اس کو نجات ہوئی اور جو شخص اس سے جدا رہا، ہلاک ہوا یعنی ان کی محبت و متابعت موجب نجات ہے اور بغض و مخالفت سبب ہلاکت ہے۔

(مشکوٰۃ باب مناقب اھل بیت النبی ﷺ تیسری فصل)

صحیح ترمذی میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم ان کو تھامے رہو گے تو کبھی میرے بعد گمراہ نہ ہو گے، اور ان میں ایک چیز دوسری سے بڑی ہے، ایک تو کتاب اللہ کہ وہ رسی ہے آسمان سے زمین تک اور دوسری میری عترت یعنی اہل بیت، اور ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر پہنچیں گے' سو ذرا خیال رکھنا کہ میرے بعد ان دونوں سے کیا معاملہ کرتے ہو۔
(مشکوٰۃ باب مناقب اھل بیت النبی ﷺ پہلی فصل ترمذی ابواب المناقب' باب مناقب اھل بیت النبی ﷺ)

اہل بیت سے محبت نہ رکھنے والا کبھی مومن نہیں ہوسکتا

ترمذی شریف میں حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ کسی شخص کے قلب میں ایمان داخل نہ ہوگا جب تک تم لوگوں سے (کہ میرے اہل بیت ہو) اللہ اور رسول کے واسطے محبت نہ رکھے۔ (مشکوٰۃ باب مناقب اھل بیت النبی ﷺ دوسری فصل)

سوال: بعض سید صحیح النسب سنت کے خلاف ہوتے ہیں تو کیا ان سے بھی محبت رکھنی چاہیے یا نہیں؟

جواب: یہ محبت محض اللہ اور اس کے رسول کے سبب سے ہے۔ جب کوئی شخص اللہ و رسول ہی کا مخالف ہے تو اس سے محبت بھی نہ ہوگی۔

صحابہ کرام تمام لوگوں سے بڑھ کر ہیں

نسائی شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے اصحاب کا اکرام کرو کہ وہ تم سب میں بہتر ہیں۔

(مشکوٰۃ باب مناقب الصحابۃ رضی اللہ عنہم' دوسری فصل)

جس نے صحابہ کو ایذا دی گویا اس نے حضور ﷺ کو ایذا دی

صحیح ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے ڈرو' اللہ سے ڈرو' میرے اصحاب کے بارے میں میرے بعد ان کو نشانہ (اعتراضات کا) نہ بنانا' جو شخص ان سے محبت کرے گا' وہ میری محبت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے ان سے محبت کرے گا اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا وہ میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا اور جو ان کو ایذا دے گا اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دینے کا ارادہ کیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے گا۔

(مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ رضی اللہ عنہم' دوسری فصل)

صحابہ کی خیرات کے ثواب کے برابر کسی کو ثواب نہیں ملتا

صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے اصحاب کو برا نہ کہو کیونکہ اگر تم میں کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تب بھی ان صحابہ کے ایک مد (۰۲ پاؤ) بلکہ نصف مد کے درجہ کو بھی نہ پہنچے۔ (متفق علیہ' مشکوٰۃ باب مناقب الصحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین پہلی فصل)

حضرت ابوبکر اور عمر کی اقتداء کرنے کا حکم

صحیح ترمذی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ان دو شخصوں کی اقتداء کرنا جو میرے بعد ہوں گے۔ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما' دوسری فصل)

صحابہ کی اقتداء سے نجات ملتی ہے

زرین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میرے اصحاب مثل ستاروں کی ہیں' جس کی اقتداء کرلو گے ہدایت پاؤ گے (مشکوٰۃ مناقب الصحابہ تیسری فصل) یہ فضیلت بھی حضور ﷺ کے طفیل سے ہے جو کسی اور کو نصیب نہیں ہو سکتی۔

الحاصل وہ شخص جو عقل سلیم رکھتا ہے۔ مذکورہ بالا احادیث صحیحہ کے مطالعہ سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ واقعی حبیب خدا اشرف انبیاء اور ان کے خویش و اقارب اور دوست و آشنا کی شان و عظمت تمام مخلوق سے اعلیٰ اور ارفع ہے اور آپ بے نظیر اور بے مثل انسان ہیں۔ کوئی شخص آپ کے مرتبہ کو اب تک نہ پہنچا ہے اور نہ ہی پہنچ سکتا ہے۔

ع سپردہ جا بتو ہر کس ز بزم بیروں رفت
توئی بجائے ہمہ ہیچکس بجائے تو نیست

بعض بے ادب لوگ اپنی جہالت سے انبیاء و اولیاء کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ایسے نادانوں کیلئے مولانائے روم اپنی مثنوی میں کیا اچھا وعظ فرماتے ہیں۔

کار پاکاں را قیاس۔ از خود مگیر | گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد! | کم کسے زا بدال حق آگاہ شد!
اشقیاء را دیدۂ بینا نہ بود | نیک و بد در دیدۂ شاں یکساں نمود
ہمسری با انبیاء برداشتند! | اولیاء را ہمچو خود پنداشتند!
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر | ماؤ ایشاں بستۂ خوابیم و خور!!
ایں ندانستند ایشاں از عما | ہست فرقے درمیاں بے منتہا!!

یعنی بزرگوں کے افعال کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو۔ اگرچہ ظاہر میں دونوں فعل یکساں ہیں جس طرح شیر و شیر لکھنے میں یکساں ہیں۔ اکثر لوگ اسی وجہ سے خراب ہو گئے ہیں کہ اولیاء اللہ کے حالات سے کم واقف ہوتے ہیں۔ شقی لوگوں کو دیدۂ بینا میسر نہ ہوئی۔ اچھے اور برے ان کی نظر میں یکساں نظر آتے تھے' اس وجہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام سے ہمسری کا دعویٰ کیا۔ اولیائے کرام کو اپنی مثل سمجھا اور کہنے لگے کہ ہم بھی بشر ہیں' یہ انبیاء بھی بشر ہیں ہم اور یہ دونوں خواب و خورش کے مقید

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ یہ ان کو کوریٔ دل سے نظر نہ آیا کہ دونوں کے درمیان بے انتہاء فرق ہے۔

اس کے بعد مولانا صاحب اس پر چند مثالیں بیان فرماتے ہیں۔

ہر دو یک گل خورد زنبور و نحل لیک زیں شد نیش وزاں دیگر عسل

ہر دو گوں آہو گیا خور دند و آب زیں یکے سرگیں شد وزاں مشک ناب

ہر دو نے خوردند از یک آب خور آں یکے خالی و آں پر از شکر!

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بیں فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں!

مثالِ اوّل

دونوں قسم کے زنبور ایک ہی قسم کے پھول چوستے ہیں یعنی جس طرح کے پھول ایک کی غذا ہیں، وہی دوسرے کی مگر ایک سے صرف نیش پیدا ہوتا ہے اور دوسرے سے شہد پیدا ہوتا ہے۔

دُوسری مثال

دونوں قسم کے آہو یہی گھاس اور پانی کھاتے اور پیتے ہیں۔ ایک سے صرف سرگین پیدا ہوتا ہے اور دوسرے سے مشک خالص حاصل ہوتا ہے۔

تیسری مثال

دونوں قسم کے نے ایک ہی گھاٹ پانی پیتے ہیں مگر ایک تو خالی یعنی نرکل اور دوسرا شکر سے پر ہوتا ہے یعنی نیشکر۔ اسی طرح لاکھوں نظائر دیکھ لو اور ان میں بہت سا فرق ملاحظہ کرلو۔ خلاصہ یہ کہ دو چیزوں کے کسی ایک امر میں شریک ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ باقی تمام پہلوؤں سے بھی یکساں ہیں۔

ایں خورد گردد پلیدی زو جدا واں خورد گردد ہمہ نورِ خدا

ایں خورد زاید ہمہ بخل و حسد واں خورد زائد ہمہ عشقِ احد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اس طرح سمجھ لو کہ اشقیاء اور اتقیاء میں بہت سا فرق ہے۔ ایک طعام کھاتا ہے تو اس سے پلیدی و بخل و حسد پیدا ہوتا ہے اور دوسرا کھاتا ہے تو اس سے تمام تر نورِ خدا یعنی عشق الٰہی پیدا ہوتا ہے۔

ایں زمینِ پاک وآں شوراست وبد — ایں فرشتہ پاک وآں دیواست ودو
ہر دو صورت گربہم ماند رو است — آب تلخ وآبِ شیریں را صفا است
جز کہ صاحب ذوق نشاسد شراب — اوشناسد آبِ خوش از شورہ آب
جز کہ صاحب ذوق نشناسد طعوم — شہد را نا خوردہ کے داند زموم!

اس میں شقی اور سعید کے فرق کا بیان ہے کہ ایک تو مثل پاکیزہ زمین کے ہے یعنی سعید اور دوسرا مثل زمین شور کے ہے یعنی شقی۔ اور اسی طرح ایک مانند فرشتہ کے ہے یعنی سعید اور دوسرا مثل شیطان و درندہ کے ہے یعنی شقی۔ اس تفاوت کے ساتھ بھی اگر ظاہراً دونوں میں مشابہت ہو تو ممکن ہے دیکھو آبِ شور اور آبِ شیریں میں کتنا فرق ہے مگر ظاہراً صفائی کی صفت دونوں میں ہے' اس فرق معنوی کو ہر شخص نہیں سمجھتا۔ مثلاً پینے کی چیزوں کو وہی پہنچائے گا' جس کی قوت ذائقہ درست ہو' اسی کو تمیز ہوگی کہ یہ شیریں پانی ہے اور یہ شور۔ اسی طرح مزوں کے تفاوت کو وہی پہچانے گا جس کی قوت ذائقہ صحیح ہو۔ اسی طرح شہد اور موم کے مزے کے فرق کو بے کھائے کب سمجھ سکتا ہے' حاصل یہ کہ اسی طرح جب تک ذوق باطنی صحیح نہ ہو نیک و بد میں (جبکہ وہ ظاہر میں متشابہ ہوں) امتیاز نہیں ہوسکتا۔

کافراں دیدند احمد را بشر
ایں نے دانند آں شق القمر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب دوم

تعظیم وتوقیر رسول اللہ ﷺ

حضور ﷺ کی تعظیم کرنے کا لازمی حکم

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور تعظیم کو لازم فرمایا ہے۔

چنانچہ پ ۲۶ سورۃ فتح رکوع ۱ آیت نمبر ۹،۸ میں ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط

یعنی بیشک بھیجا ہم نے آپ کو (اے محمد ﷺ) گواہ (کہ اپنی امت کے احوال اور جملہ انبیاء کی تبلیغ رسالت پر قیامت کے روز گواہی دیں) اور خوشخبری دینے والے اور ڈرسنانے والے، تاکہ تم لوگ ایمان لاؤ' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر اور تعظیم وتوقیر کرو رسول اللہ (ﷺ) کی۔

ظاہراً سیاق آیت شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبعوث کرنے سے آپکی تعظیم وتوقیر ایک مقصود اصلی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ لام علت کے تحت میں بیان فرمایا۔

نجات کا انحصار محض حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم پر ہے

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتکریم کے بغیر نجات ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ پ ۹ سورۂ اعراف رکوع ۹ آیت نمبر ۱۵۷ میں ارشاد فرماتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

یعنی پس جو لوگ ایمان لائے ان پر (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ پر) اور تعظیم کی ان کی اور مدد دی ان کو اور پیروی کی اس نور کی کہ اتارا گیا ہے ان کے ساتھ یعنی قرآن مجید' یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی تعظیم کے بغیر نجات ممکن نہیں ہے کیونکہ بلاغت کا یہ قاعدہ ہے کہ جب مسند پر ضمیر آئے تو وہ حصر کا افادہ کرتی ہے۔ چنانچہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کا مطلب یہ ہوا کہ رستگاری اور نجات خاص انہیں لوگوں کو ہے جن میں یہ سب صفات مذکورہ بالا موجود ہوں۔

محمد عربی کا بروئے ہر دو سرا ست   کسیکہ خاک درش نیست خاک برسرِ او

اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کے ادب کا لحاظ رکھنا

اللہ تعالیٰ قرآن میں متعدد مقام پر حضور ﷺ کے ادب و آداب کے بارے میں تاکید فرماتا ہے۔ چنانچہ پ ۱۸ سورۂ نور رکوع ۲ آیت نمبر ۱۶' ۱۷ میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

یعنی اور ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اس کو سنا تھا تو بول اٹھتے کہ نہیں لائق ہم کو کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔ الٰہی تو پاک ہے' یہ تو بڑا بہتان ہے' اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم مسلمان ہو۔

منافقوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت ایک ایسی بات مشہور کی تھی جس کی حکایت بھی مذموم سمجھی جاتی ہے۔ جب ہر طرف اس کا چرچا ہونے لگا تو صحابہ کرام نے بھی اس خبر کو حیرت سے آپس میں ذکر کیا۔ ہر چند رسول اللہ ﷺ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے اس امر میں نہایت حلم کو کام فرمایا مگر اللہ تعالیٰ کو یہ کب گوارا تھا کہ اپنے حبیب کریم ﷺ کے ناموس میں کسی قسم کا دھبہ مسلمانوں کے خیال میں لگے۔ چنانچہ اسی وقت غیرت کبریائی جوش میں آئی اور کمال عتاب سے فرمایا کہ اس خبر کے سنتے ہی، تم نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ بہتان ہے۔ پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا کہ تم بچ گئے ورنہ عذاب شدید میں مبتلا کئے جاتے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ

(پ ۱۸ سورۂ نور رکوع ۲ آیت نمبر ۱۴، ۱۵)

یعنی اور اگر نہ ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا و آخرت میں تو تم پر آپڑتی اس کے چرچا کرنے میں کوئی بڑی آفت جب تم اس کو لینے لگے اپنی زبانوں پر اور بکنے لگے اپنے منہ سے ایسی بات جس کی تم کو خبر نہیں اور تم اس کو سمجھتے ہو ہلکی بات حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی بات ہے۔

اس میں شک نہیں کہ جن لوگوں نے یہ خبر اڑائی تھی، منافق تھے، جیسا کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (سورہ نور رکوع ۲ آیت نمبر ۱۱) یعنی اور جس نے طوفان کا بڑا حصہ لیا ان میں سے۔ اس کیلئے بڑا عذاب ہے۔

اسکی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی ابن سلول ہے جو منافقوں کا سرغنہ تھا مگر صحابہ کرام یہ تو جانتے ہی نہ تھے کہ وہ لوگ منافق ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے جن کو دشمنوں کی بھی پردہ دری منظور نہ تھی، منافقوں کے نام عموماً بتائے نہ تھے جس سے اس خبر کے سننے والے جان لیتے کہ اس کا منشاء انہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

موذیوں کا خبث باطن ہے۔ پھر ان حضرات کے نزدیک کون سی دلیل تھی جس سے اس خبر کی قطعاً تکذیب کر دیتے اور اس عام افواہ کو باطل سمجھتے۔ اگر نفس خبر کو دیکھئے تو شرعاً اور عرفاً ہر طرح سے متحمل صدق و کذب ہے اور اگر مخبروں کے تعدد اور خبر کی شہرت کا لحاظ کیجئے تو دوسری جانب کی ترجیح ہوئی جاتی ہے۔ باوجود اس کے کلام الٰہی جو زجر و توبیخ کر رہا ہے کہ اس کی تکذیب میں تامل کیوں کیا۔ پھر اس کے علاوہ یہ سرزنش کہ خدا تعالیٰ کا فضل تھا جو بچ گئے ورنہ اس معاملہ میں سخت عذاب نال ہوتا۔ اس کی کوئی وجہ ظاہر نہیں ہوتی۔ سوائے اس کے کہ پاس ادب میں تساہل کیا گیا۔ کمال ادب و حسن عقیدت کا تقاضا یہی تھا کہ صاف کہہ دیتے کہ ازواجِ مطہرات جن کو ایک خاص نسبت حضور ﷺ کے ساتھ حاصل ہے۔ انؐ کی شان میں ہم ایسا گمان فاسد ہرگز نہیں کر سکتے۔ اس خبر کی تکذیب کے واسطے یہ ایک قرینہ ایسا کافی و وافی تھا کہ اس کے مقابل اگر ہزار شہرت بھی ہو۔ قابل التفات نہیں۔

الحاصل اس معاملہ میں ایک قسم کی کسر شان حضور ﷺ کی لازم آتی تھی۔ اس لئے ان آیات میں مسلمانوں کی تادیب کر دی گئی اور اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوا کہ ہمیشہ اس قسم کے امور سے احتراز اور اجتناب کیا کریں۔ چنانچہ سورۂ نور آیت نمبر ۱۷ میں ارشاد ہوتا ہے۔

يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

یعنی اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر کبھی ایسا نہ کرنا اگر تم مسلمان ہو۔

حضور ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند کرنے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ کا پاس ادب یہاں تک ملحوظ ہے کہ آپ کی آواز سے بلند آواز کرنے کی بھی ممانعت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورہ حجرات پ ۲۶ رکوع ۱۴ میں ارشاد فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ یعنی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اے ایمان والو! بلند نہ کرو اپنی آوازوں کو نبی (ﷺ) کی آواز سے اور نہ رسول کیساتھ بہت زور سے بات کرو جیسے زور زور سے بات کیا کرتے ہو ایک دوسرے سے ایسا نہ ہو کہ تمہارا سب کیا کرایا اکارت ہو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی کہ اب میں رسول اللہ ﷺ سے ایسی آہستہ بات کروں گا جیسے کوئی راز کی بات کہتا ہے۔ علاوہ اس کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے اس قدر آہستہ بات کیا کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو دوبارہ پوچھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔

﴿۱﴾ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ کَادَالْخَیِّرَانِ یَھْلِکَا اَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ رَفَعَا اَصْوَاتَھُمَا عِنْدَالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَدِمَ عَلَیْہِ رَکْبُ بَنِیْ تَمِیْمٍ فَاَشَارَ اَحَدُھُمَا بِالْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ اَخِیْ بَنِیْ مُجَاشِعٍ وَاَشَارَالْاٰخَرُ بِرَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ نَافِعٌ لَا اَحْفَظُ اسْمَہٗ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ لِعُمَرَ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا خِلَافِیْ قَالَ مَا اَرَدْتُّ خِلَافَكَ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُھُمَا فِیْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تَرْفَعُوْآ اَصْوَاتَکُمْ الْاٰیۃ قَالَ ابْنُ الزُّبَیْرِ فَمَا کَانَ عُمَرُ یُسْمِعُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی یَسْتَفْھِمَہٗ (رواہ البخاری فی تفسیر سورۃ الحجرات)

صحیح بخاری میں حضرت نافع بن عمر حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ دو نیک شخص یعنی ابوبکر و عمر ہلاک ہونے کو تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے روبرو اپنی آوازیں بلند کیں۔ جبکہ آپ کے پاس قبیلہ بنی تمیم کے سوار آئے۔ ایک نے کہا کہ اقرع بن حابس جو قبیلہ بنی مجاشع میں سے ہے امیر مقرر ہو۔ دوسرے نے کسی اور کیلئے اشارہ کیا۔ حضرت نافع کہتے ہیں مجھ کو اس کا نام یاد نہیں رہا۔ اس وقت حضرت ابوبکر نے حضرت عمر سے کہا: اس معاملہ میں تم صرف میری مخالفت کرتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں تمہاری مخالفت نہیں چاہتا۔ اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مسلمانو! اپنی آوازیں بلند نہ کرو الخ۔ ابن زبیر کا قول ہے کہ پھر تو حضرت عمر کا یہ طریقہ ہو گیا کہ جب تک رسول اللہ ﷺ پوچھ نہ لیتے تھے کہ یہ تم کیا کیا کہا۔ حضرت عمر کی کوئی بات سمجھ نہ سکتے تھے۔ (رواہ البخاری فی تفسیر سورۃ الحجرات)

﴿۲﴾ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهٗ فَاَتَاهُ فَوَجَدَهٗ جَالِسًا فِيْ بَيْتِهٖ مُنَكِّسًا رَاْسَهٗ فَقَالَ لَهٗ مَا شَاْنُكَ فَقَالَ شَرٌّ كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهٗ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ مُوْسٰى فَرَجَعَ اِلَيْهِ الْمَرَّةَ الْاٰخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فَقَالَ اذْهَبْ اِلَيْهِ فَقُلْ لَهٗ اِنَّكَ لَسْتَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَلٰكِنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ (رواہ البخاری فی تفسیر سورۃ الحجرات)

حضرت موسیٰ بن انس نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے ثابت بن قیس کو تلاش کیا تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس ان کی خبر لائے دیتا ہوں۔ چنانچہ گئے تو ان کو اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے پایا پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ ثابت نے کہا۔ برا حال ہے۔ میں اپنی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اونچی رکھا کرتا تھا۔ اس لئے میرے عمل نابود ہو گئے اور میں دوزخی ہو گیا۔ پھر وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ ثابت رضی اللہ عنہ یہ کہتے ہیں۔ موسیٰ کا قول ہے کہ وہ شخص حضرت ثابت کے پاس دوسری مرتبہ بہت بڑی بشارت لے کر گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ ثابت سے کہہ دو کہ تم دوزخیوں میں سے نہیں ہو بلکہ جنتیوں میں سے ہو۔

(چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے) یعنی آیت کا یہ مطلب نہیں ہے جو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے سمجھا بلکہ بے ادبی سے شور کرنا پیغمبر کے روبرو منع ہے اور جس کی پیدائشی آواز بلند ہو تو وہ معذور ہے۔

سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کیا باادب تھے اور دل میں کس قدر خوف وخشیت تھی۔

لاتخافوا ہست نزلِ خائفاں ہست درخور از برائے خائف آں

نے زور یا ترس و نے از موج و کف چوں شنیدی تو خطاب لاتخف

﴿۳﴾ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ اَبُوْبَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَ صَوْتَ عَائِشَةَ عَالِيًا فَلَمَّا دَخَلَ تَنَاوَلَهَا لِيَلْطِمَهَا وَقَالَ اَلَا اَرَاكِ تَرْفَعِيْنَ صَوْتَكِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْجُزُهٗ وَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ مُغْضَبًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ كَيْفَ رَاَيْتِنِيْ اَنْقَذْتُكِ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ فَمَكَثَ اَبُوْبَكْرٍ اَيَّامًا ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمَا قَدِ اصْطَلَحَا فَقَالَ لَهُمَا اَدْخِلَانِيْ فِيْ سِلْمِكُمَا كَمَا اَدْخَلْتُمَانِيْ فِيْ حَرْبِكُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا (رواہ ابوداؤد فی کتاب الادب)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی اور اتفاقاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بڑی آواز سے بولتے سنا۔ آپ نے گھر میں جا کر حضرت عائشہ کو طمانچہ مارنے کیلئے پکڑا اور یہ کہا میں تم کو دیکھتا ہوں کہ اپنی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اونچی رکھتی ہو۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق کو روکتے رہے اور حضرت ابوبکر خفا ہو کر چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کے چلے جانے کے بعد فرمایا۔ کیوں دیکھا میں نے تم کو ایک مرد کے ہاتھ سے بچالیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نعمان کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے چند یوم توقف کیا اور ایک دن پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی اور یہ دیکھا کہ یہ دونوں نے صلح کر لی ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا جس طرح تم دونوں نے مجھے اپنی لڑائی میں دخیل کر لیا تھا صلح میں بھی کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا ہمیں منظور ہے۔ اچھا ہمیں منظور ہے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے کتاب الادب میں

الحاصل غور کرنے کا مقام ہے کہ صرف اتنی بے ادبی کہ بات کہنے میں آواز بلند ہو جائے اسکی یہ سزا ٹھہرائی گئی کہ صحابہ کرام کے تمام اعمال اور عمر بھر کی جانفشانیاں حبط اور اکارت ہو جائیں، جن کے ایک عمل کے برابر ہماری ساری عمر کے اعمال نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص کوہ احد کے برابر سونا خیرات کرے تو صحابی کی ایک مد بلکہ آدھی مد کے برابر نہیں ہو سکتا جن کا وزن پاؤ سیر سے کچھ زیادہ ہوتا ہے پھر اس سزا کو دیکھئے تو وہ سزا ہے جو کافروں کے واسطے مقرر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ توبہ پ ۱۰ رکوع ۳ آیت نمبر ۱۷ میں فرماتا ہے۔

أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ

یعنی یہ وہی لوگ ہیں کہ اکارت ہو گئے ان کے اعمال اور یہی لوگ آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ اس کا منشا کیا تھا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کا حلم کچھ اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ بلند آواز سے بات کرنا تو کیا کافروں نے دندان مبارک کو شہید کر دیا اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائیں مگر کچھ نہ کہا بلکہ اور دعائیں دیں۔ (شفا) تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ بسا اوقات دست بوسی سے منع فرمایا۔ اس ارشاد کے ساتھ کہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے کہ اپنے سلاطین کی دست بوسی کیا کرتے ہیں اور میں ایک شخص تمہیں میں سے ہوں۔ حالانکہ حدیث شریف سے دست بوسی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلکہ پابوسی ثابت ہے۔ (شفا) اگر کوئی تعظیم کیلئے اٹھنا چاہتا تو منع فرمادیتے حالانکہ خود حدیث شریف سے اس قیام کی اجازت ثابت ہے۔ (شفا)

الحاصل اس قسم کی بیشمار حدیثیں ہیں جن سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی سی تواضع اور اخلاق دوسرے سے ممکن نہیں اور کیونکر ہوسکے۔ حضور ﷺ کے وہ اخلاق تھے جن کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (۲۹ سورہ القلم آیت نمبر۴) یعنی یقیناً آپ بہت بڑے خلق پر ہیں اور خوش خلقی کا جزو اعظم یہی صفت ہے کیونکہ یہ بات تو تجربہ سے بھی ظاہر ہے کہ جس میں تواضع نہیں ہوتی' وہ شخص خوش خلق نہیں ہوتا اور جس شخص کے اخلاق درست ہوتے ہیں۔ اس میں تواضع ضرور ہوتی ہے۔

غرض حضور ﷺ کی تواضع اور خوش خلقی کی وجہ سے وہ آداب جو حضور ﷺ کے ساتھ متعلق ہیں مسلمانوں کو شرعاً معلوم ہونے کی کوئی صورت نہ تھی۔ سوائے اس کے کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بیان فرمادے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس آیت شریف میں ایک ادنیٰ سی بات کو ذکر فرمایا کہ اگر کوئی شخص حضور ﷺ کے روبرو پکار کے بات کرے۔ اسکے سارے اعمال اکارت اور برباد ہوجائیں گے۔ پس عقلمند کو چاہیے کہ اس پر قیاس کرلے کہ جب ادنیٰ سی بے ادبی اور گستاخی کا انجام یہ ہوتو اور گستاخیوں کا کیا حال ہوگا۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اتنی سی گستاخی کی جو اس قدر سخت سزا ٹھہرائی گئی۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی کوئی درخواست نہ تھی۔ بلکہ اس کا منشا صرف غیرت الٰہی تھا کہ اپنے حبیب کریم ﷺ کی کسر شان کسی قسم سے نہ ہونے پائے۔ اسی وجہ سے صحابۂ کرام ہمیشہ خائف و ترساں رہتے تھے کہ کہیں کوئی ایسی حرکت صادر نہ ہو جس سے غیرت الٰہی جوش میں آجائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

پھر جب حضور ﷺ اس عالم سے تشریف لے گئے تو کیا ہوسکتا ہے کہ حضور ﷺ کی محبوبیت میں یا غیرت کبریائی میں کوئی فرق آ گیا ہو۔ نعوذ باللہ من ذلک' کوئی مسلمان اس کا قائل نہ ہوگا کیونکہ صفات الٰہیہ میں کسی قسم کا تغیر ممکن نہیں پس ہر مسلمان کو چاہیے کہ آیت اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ (پ ۲۶ سورہ حجرات آیت نمبر۲) یعنی ایسا نہ ہو کہ اکارت ہو جائے تمہارا سب کیا کرایا اور تم کو خبر بھی نہ ہو کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور حضور ﷺ کیساتھ ظاہر اور باطن میں ایسا مودب رہے۔ جیسے صحابۂ کرام رہتے تھے اور یہ نہ سمجھے کہ صرف حضور ﷺ کے روبرو ہی ادب کی ضرورت تھی۔ اب نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کا ہمیشہ ہی حامی ہے۔

اگر حضور ﷺ کے روبرو صحابہ کا بلند آواز سے بات کرنا مستوجب سزا ٹھہرایا گیا تو موجودہ حالت میں ہمارے لئے حضور کے ذکر میں یا حضور کی حدیث کے بیان میں بلند آواز سے بولنا اور آپ کی شان ادب کو ملحوظ نہ رکھنا جرم کا مترادف ہے۔

ع ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

حضور ﷺ سے پیش دستی کرنے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ سے کسی حالت میں بھی پیش دستی یا سبقت کرنے کی اجازت نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ پ ۲۶ سورۂ حجرات رکوع ۱ آیت نمبر۱ میں ارشاد فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

یعنی اے ایمان والو! پیش دستی نہ کرو اللہ اور اس کے رسول کے روبرو اور ڈرو اللہ سے بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شانِ نزول

اس آیت کا نزول اس طرح پر ہے کہ چند لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے قربانی کرنے سے پہلے عیدالاضحیٰ کو قربانیاں کرلیں۔ اس امر کی مخالفت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ گویا انہیں حضور ﷺ پر سبقت کرنے سے منع فرمایا کہ اے ایمان والو قربانی نہ کرو۔ تم اپنے نبی کے قربانی کرنے سے پہلے اور نہ روزہ رکھو تم اپنے نبی کے روزہ رکھنے سے پہلے۔ (روایت کیا اس کو حضرت جابر و عائشہ نے)

مقصود اس آیت سے مسلمانوں کو ادب سکھلانا ہے کہ کسی قول و فعل میں رسول اللہ ﷺ سے پیش دستی نہیں کرنی چاہیے۔

مسجد نبوی میں اگر کوئی شخص کچھ دریافت کرے تو خود جواب نہ دے بیٹھے بلکہ منتظر رہے کہ رسول اللہ ﷺ کیا جواب دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے پہلے کسی بات کا اپنی طرف سے جواب دے دینا یا کسی کام کا کر بیٹھنا سب سے بے ادبی ہے۔

نگاہدار ادب در طریق عشق و نیاز　　که گفته اند طریقت تمام او ادب است

اللہ تعالیٰ کا مومنوں کو طریق آداب رسول ﷺ بتلانا

اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کا ادب مومنوں کو بتلاتا ہے کہ کوئی ذو معنیین لفظ جس کے ایک معنے توہین آمیز ہوں رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کرتے وقت استعمال نہ کیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ پ ا سورہ بقرہ رکوع ۱۲ آیت نمبر ۱۰۴ میں ارشاد فرماتا ہے۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ

اے ایمان والو راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

تفسیر درمنثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رسول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھ کر آپ کے پند و نصائح سنا کرتے تھے اور جب کوئی بات اچھی طرح سمجھ میں نہیں آتی تھی تو رَاعِنَا کہتے تھے یعنی ہماری رعایت کیجئے اور مکرر فرمایئے یہودی کمبخت بھی یہی لفظ عین کے کسرہ کا اشباع کر کے کہتے تھے۔ رَاعِیْنَا (یعنی اے ہمارے چرواہے) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اس بات کو سمجھ گئے اور ان کم بختوں سے کہنے لگے کہ اے دشمنانِ خدا! اب اگر میں نے تم سے یہ لفظ سنا تو بخدا تم کو قتل کر ڈالوں گا۔ وہ بولے کہ تم خود بھی تو یہی کہتے ہو۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی جس کے معنی یہ ہیں کہ اے مسلمانوں تم اس لفظ رَاعِنَا ہی کو چھوڑ دو۔ (جس کے دو معنی ہو سکتے ہیں اگر چہ تم اچھے معنی میں اس کا استعمال کرتے ہو لیکن کافروں کو وہ لفظ دوسرے معنے میں استعمال کرنے کا موقع مل جاتا ہے) لہٰذا اُنْظُرْنَا کہا کرو اور سنا کرو اور کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ اگرچہ کافر رَاعِنَا کی جگہ رَاعِیْنَا دبا کر کہتے تھے مگر بیان واقعی تھا کچھ غلط نہ تھا یعنی فی الواقعہ آپ نے بکریاں چرائی ہیں اور ایک آپ پر ہی کیا منحصر ہے حضرت یوسف، حضرت موسیٰ علیہما السلام وغیرہما ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔ بلکہ بزرگانِ دین نے لکھا ہے کہ ہر نبی کا راعی غنم ہونا حکمت الٰہیہ پر مبنی ہے۔ تاکہ اس میں رعایٔ امت ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بحکمِ آنکہ امت پروری را ۔۔۔ شبان لائق بود پیغمبری را

چو یوسف باہزاراں کامرانی ۔۔۔ ہمیز و سر تمنائے شبانی

مسلمان تو فقط رَاعِنَا کہتے تھے۔ کافروں کے معنے مقصود کا تصور ان کے دل میں نہ تھا پھر ممانعت کی گئی تو اس کی وجہ کیا تھی؟ وجہ یہ تھی کہ رَاعِنَا یا رَاعِیْنَا کسی معنی میں بھی نبی ﷺ کیلئے موجب توہین نہ تھا مگر کفار کا اس کو موجب توہین سمجھ کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استعمال کرنا بھی غیرت الٰہیہ کو گوارا نہ ہوا۔ اور مسلمانوں کی زبان سے ایک ایسے لفظ کا استعمال بھی ناپسند ٹھہرایا گیا جو اگرچہ کسی پہلو سے بھی موجب اہانت نہیں مگر کفار کے اختیار کردہ لفظ کے ساتھ اس کو لفظی اشتراک ہے۔ یہ آپ کیلئے کمال رعایت ادب ہے۔

باصاف ضمیران بادب باش کہ بسیار   از آب گہر آئینہ زنگار گرفت است

غرض ہر چند صحابہ کرام اس لفظ کو نیک نیتی سے تعظیم کے محل میں استعمال کیا کرتے تھے۔ مگر چونکہ دوسری زبانوں میں اس کا استعمال توہین کی غرض سے تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے استعمال سے مطلقاً منع فرما دیا۔ اب یہاں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جس لفظ میں کنایۃً بھی توہین مراد نہ تھی بلکہ صرف دوسری زبان کے لحاظ سے اس کا استعمال ناجائز ٹھہرا تو وہ الفاظ ناشائستہ جس میں صراحۃً کسر شان ہو۔ کیونکر جائز ہوں گے۔ اگر کوئی کہے کہ مقصود ممانعت سے یہ تھا کہ یہود اس لفظ کو استعمال نہ کریں۔ تو ہم کہیں گے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے مگر اس میں شک نہیں کہ نہی صراحۃً خاص مومنین کو ہوئی جن کے نزدیک یہ لفظ محل تعظیم میں مستعمل تھا۔ اس میں نہ یہود کا ذکر ہے نہ ان کے لغت کا اگر صرف یہی مقصود ہوتا تو مثل اور ان کی شرارتوں کے اس کا ذکر بھی یہیں ہو جاتا۔ صرف مومنین کو مخاطب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے الفاظ کو نیک نیتی سے بھی استعمال کرنا درست نہیں۔ پھر اس کی سزا یہ ٹھہرائی گئی کہ جو شخص یہ لفظ کہے۔ خواہ کافر ہو یا مسلمان۔ اس کو قتل کر دیا جائے۔ بالفرض اگر کوئی مسلمان بھی یہ لفظ کہتا تو اس وجہ سے کہ وہ حکم عام تھا۔ بیشک مارا جاتا اور کوئی یہ نہ پوچھتا کہ تم نے اس سے کیا مراد لی تھی۔

اب غور کرنا چاہیے کہ جو الفاظ خاص توہین کے محل میں استعمال ہوتے ہیں۔ بھلا وہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت استعمال کرنا خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً کس درجہ قبیح اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مذموم ہوں گے اگر صحابہ کرام کے روبرو جن کے نزدیک راعنا کہنے والا مستوجب قتل تھا کوئی اس قسم کے الفاظ کہتا تو کیا اس کے قتل میں کچھ تامل ہوتا۔ یا یہ تاویلات باردہ مفید ہوسکتیں۔ ہرگز نہیں۔ مگر اب کیا ہوسکتا ہے۔ سوائے اس کے کہ اس زمانہ کو یاد کرکے اپنی بے بسی پر رودیا کریں۔ اب وہ پرانے خیالات والے پختہ کار لوگ کہاں؟ جنکی حمیت نے اسلام کے جھنڈے مشرق و مغرب میں نصب کردیئے تھے ان خیالات کے جھلملاتے ہوئے چراغ کو آخری زمانہ کی ہوا دیکھ نہ سکی۔ غرض میدان خالی پاکر جس کا جی چاہتا ہے۔ کمال جرأت کے ساتھ کہہ دیتا ہے پھر اس دلیری کو دیکھئے کہ وہ گستاخیاں اور بے ادبیاں جو قابل سزا تھیں انہیں پر ایمان کی بنا قائم کی جارہی ہے۔ جب ایمان یہ ہوتو بے ایمانی کا مضمون سمجھنے میں البتہ غور و تامل درکار ہے۔

گر تو ہستی طالب راہ ہدے ذرہ ذرہ کن ادب باکبریا
در ہمہ کردار با اخلاص رب استقامت دار در راہ ادب
ہرچہ فرماید ترا شرع رسول یک سرموزاں نمے باید عدول
اے پسر ہرگز مکن ترک ادب تانیفتی از مقام قرب رب
مرد یا بد از ادب راہ ہدے بلکہ یابد از ادب قرب خدا
از ادب زندیق صدیقے شود بے ادب صدیق زندیقے شود
گر ادب در جملہ شے داری نگاہ بیگماں گردی زخاصانِ الٰہ

حضور ﷺ کو نام سے پکارنے کی ممانعت

امم سابقہ اپنے انبیاء کو نام لے کر پکارا کرتیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔

(۱) اسباط نے کہا یٰمُوْسٰی لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ

(پ۱ سورہ بقرہ رکوع ۷ آیت نمبر ۶۱)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اے موسیٰ ہم ہرگز نہ رہیں گے ایک کھانے پر۔

(۲) حواریوں نے کہا یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ هَلۡ یَسۡتَطِیۡعُ رَبُّكَ اَنۡ یُّنَزِّلَ عَلَیۡنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (پ ۷ سورہ مائدہ رکوع ۱۵ آیت نمبر ۱۱۲) یعنی اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تمہارے پروردگار سے ہوسکے گا کہ ہم پر آسمان سے بھرا خوان اتارے۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی تعظیم وتوقیر کیلئے امت محمدیہ کو انکا نام لے کر پکارنے سے منع فرمایا۔ چنانچہ پ ۱۸ سورۂ نور رکوع ۹ آیت نمبر ۶۳ میں ہے۔ لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَیۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا یعنی مسلمانو! رسول کے بلانے کا وہ طریقہ اختیار نہ کرو جیسے آپس میں تم میں ایک دوسرے کو بلایا کرتا ہے۔

تفسیر درمنثور میں مرقوم ہے کہ حضرت ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یوں رقمطراز ہیں کہ پہلے لوگ رسول اللہ ﷺ کو یا محمد یا ابا القاسم (یعنی بحسب عرف صرف نام وکنیت کے ساتھ) کہہ کر بلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کی خاطر نام سے پکارنے کو منع فرمایا۔ تب سے صحابۂ کرام نے یا نبی اللہ یارسول اللہ کہنا شروع کیا۔ مقصود یہ کہ عجز و نیاز کے ساتھ پکارا کریں۔ جس سے حضور ﷺ کی تعظیم وتکریم ظاہر ہو۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کا نام لے کر پکارنا بھی سخت ناگوار گذرا اور کہا کہ میرے محبوب کا نام لینا بھی بے ادبی میں داخل ہے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک لیکر پکارنا نہ صرف منع ہے۔ بلکہ حرام ہے۔

واقعی انصاف یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو نام لیکر نہ پکارے تو غلام کی کیا مجال ہے کہ آقا کا نام لے کر پکارے۔

اللہ تعالیٰ کا تمام انبیاء کو نام سے پکارنا مگر اپنے حبیب کو نہیں!

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں رسول ﷺ کو ذاتی نام کے ساتھ کہیں بھی مخاطب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں کیا۔ بلکہ جب کہیں خطاب کیا تو صفات کمالیہ ہی سے یاد کیا۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو رسول ﷺ کی کمال درجہ کی عظمت و بزرگی معلوم کرانا منظور ہے ورنہ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر اولوالعزم انبیاء کو باوجود ان کی جلالت شان کے نام ہی کے ساتھ برابر خطاب کیا گیا۔

(۱) چنانچہ آدم علیہ السلام کو یوں پکارا۔

یٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ

(پ ۱ سورہ بقرہ ع ۴ آیت نمبر ۳۵ سورہ اعراف ع ۲)

ترجمہ: یعنی اے آدم رہ تو اور تیری بیوی جنت میں۔

یا ادم است باپدر انبیاء خطاب   یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ خطاب محمدی است

(۲) نوح علیہ السلام کو اس طرح پکارا۔

یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا   (پ ۱۱ سورہ ہود رکوع ۴ آیت نمبر ۴۸)

ترجمہ: یعنی اے نوح اتر سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے)

(۳) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یوں خطاب ہوا۔

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا (پ ۲۳ سورۂ والصفت ع ۳ آیت نمبر ۱۰۴، ۱۰۵)

ترجمہ: یعنی اے ابراہیم! بیشک تو نے سچ کر دکھلایا خواب کو۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح بلایا۔

یٰمُوْسٰۤی اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ   (پ ۱۶ سورہ طٰہٰ ع ۱ آیت نمبر ۱۱، ۱۲)

ترجمہ: یعنی اے موسیٰ! میں ہوں تیرا پروردگار تو اُتار ڈال اپنی جوتیاں۔

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوں پکارا۔

یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ (پ ۳ سورۂ آل عمران رکوع ۶ آیت نمبر ۵۵)

ترجمہ: یعنی اے عیسیٰ میں دنیا میں تیرے رہنے کی مدت پوری کروں گا اور تجھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو اٹھالوں گا اپنی جانب۔

(۶) حضرت داؤد علیہ السلام کو یوں پکارا۔

یَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ (پ۲۳ سورہ ص ع۲ آیت نمبر۲۶)

ترجمہ: یعنی اے داؤد! ہم نے تجھ کو بنایا نائب ملک میں۔

(۷) حضرت زکریا علیہ السلام کو یوں پکارا۔

یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ یَحْیٰی (پ۱۶ سورہ مریم ع۱ آیت نمبر۷)

ترجمہ: یعنی اے زکریا! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جسکا نام یحییٰ ہے۔

(۸) حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اس طرح بلایا۔

یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (پ۱۶ سورہ مریم رکوع ۱ آیت نمبر۱۲)

ترجمہ: یعنی اے یحییٰ پکڑ لے کتاب یعنی توریت کو مضبوطی سے۔

دیکھئے تمام پیغمبروں کو تو نام بنام پکارا گیا مگر اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جہاں کہیں بھی پکارا تو پیارے خطاب نرالے القاب سے ہی یاد فرمایا۔ جو صاف و صریح اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اسکی بارگاہ عالی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ کوئی محبوب اور پیارا عزت و توقیر والا نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

(۱) یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ (پ۲۲ سورۂ احزاب آیت نمبر۴۵)

ترجمہ: یعنی اے نبی ﷺ! ہم نے تجھے رسول کیا۔

(۲) یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

(پ۶ سورہ مائدہ ع۱۰ آیت نمبر۶۷)

ترجمہ: یعنی اے رسول ﷺ! پہنچا دے وہ احکام جو تجھ پر اترے تیرے پروردگار کی طرف سے۔

(۳) یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْهِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(پ ۲۹ سورہ مزمل آیت نمبر ۱ تا ۴)

ترجمہ: یعنی اے چادر اوڑھنے والے! کھڑا رہو رات کو مگر کسی رات کو نہ ہو تو معاف ہے۔ آدھی رات تک کھڑا رہا کر۔ یا اس میں سے کچھ کم کرلے یا آدھی سے کچھ بڑھا دیا کر۔

(۴) یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ (پ ۲۹ سورہ مدثر آیت نمبر ۱، ۲، ۳)

ترجمہ: یعنی اے الحاف میں لپٹے ہوئے کھڑا ہو لوگوں کو ڈرا اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کر۔

(۵) یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

(پ ۲۲ سورہ یٰسین آیت نمبر ۱، ۲، ۳)

ترجمہ: یعنی اے سردار! قسم ہے قرآن محکم کی۔ بیشک تو پیغمبروں میں سے ہے۔

(۶) طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی (پ ۱۶ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۱، ۲)

ترجمہ: یعنی اے چودھویں رات کے چاند! ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تو مشقت اٹھائے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ تمام امراء کو نام لیکر پکارے اور ان میں سے خاص ایک کو یوں ندا کرے۔ اے مقرب بارگاہ۔ اے نائب سلطنت اے صاحب عزت اے سردار مملکت تو کیا کسی کو اس امر میں کسی طرح کا شک وشبہ باقی رہے گا کہ وہ بادشاہ کے نزدیک تمام عمائد سلطنت اور اراکین مملکت سے زیادہ محبوب و پیارا اور عزت و وجاہت والا ہے۔

القاب کیسے کیسے خدا نے کئے عطا
حضرت رسول پاک کو قرآن میں جا بجا
یٰسین کہیں پکارا تو طٰہٰ کہیں کہا
حٰمٓ و نون اور کہیں والشمس والضحیٰ
کیا میرا علم و عقل صفت آپ کی کروں
تم سب پڑھو درود میں ذکر نبی کروں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی رَسُوْلِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اللہ تعالیٰ کا حضرت محمد ﷺ کے ذاتی نام کے بجائے وصفی نام لینے کا اصلی جواز

نعت خوانی کا ثبوت

خطاب وصفی نبی ﷺ سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ قرآ ن مجید ۔ گویا ایک قسم کا التزام نعت نبوی کا ذکر کیا ہے۔ اس لئے کہ ظاہر ہے کہ مقصود ندا سے یہی ہوتا ہے کہ منادا اپنی ذات سے ندا کرنے والے کی طرف متوجہ ہو تو چاہیے کہ ندا ان الفاظ کیساتھ ہو جو منادیٰ کی ذات پر دلالت کریں۔ اس مقصود کے پورا کرنے میں علم یعنی نام درجۂ اوّل میں سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اصلی غرض اس سے یہی ہے کہ ذات پر دلالت کرے۔ پھر کسی خاص صفت کے ساتھ ندا جو جائز ہے۔ اس کی یہی وجہ ہوگی کہ اس سے ذات پر دلالت ہو جاتی ہے جو اس مقام پر مقصود بالذات ہے ورنہ معنی وصفی جو زائد علی الذات اور مقتضی نکارت ہیں۔ اس کو ندا کیساتھ جو مقتضی تعیین ہے۔ کوئی مناسبت نہیں بہرحال منادیٰ کا اسم علم ذکر نہ کر کے اوصاف جو ذکر کئے جاتے ہیں۔ وہاں دو مقصود پیش نظر ہوتے ہیں۔ ایک توجہ منادیٰ کی۔ دوسری توصیف۔ اگرچہ باعتبار ندا کے توصیف ایک امر زائد ہے لیکن اس وجہ سے کہ قصداً اوصاف ذکر کئے جاتے ہیں۔ توصیف بھی وہاں ایک امر مستقل اور مقصود بالذات ہو جاتی ہے۔

اب اس تقریر کو ما نحن فیہ پر منطبق کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اوصاف حضور ﷺ کے ندا کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔ اگرچہ وہاں ندا مقصود بالذات ہے مگر خاص اوصاف ہی کو ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ نعت بھی ایک مقصود اصلی اور مستقل برأسہ ہے۔ ورنہ مثل اور انبیاء علیہم السلام کے نام مبارک کے ساتھ ندا فرماتا پھر جب تمام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن مجید میں یہ التزام کیا گیا تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس قدر نعت شریف کا اہتمام منظور ہے۔

باوصافش رسیدن کے توانند انبیاء اورا — کہ تا نعتش نمیگوید نے خواند خدا اورا

نعتیہ اشعار کے جواز کا ثبوت

رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعدی رضی اللہ عنہ کو دعا دی، جب انہوں نے اشعار نعتیہ پڑھے۔ چنانچہ مواہب اللدنیہ اور شرح زرقانی میں مرقوم ہے کہ حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے روبرو ایک طولانی قصیدہ پڑھا جس کے شعر قریب دو سو کے تھے۔ جب وہ ان شعروں پر پہنچے۔

وَلَا خَيْرَ فِيْ حِلْمٍ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَّهٗ — بَوَادِرُ تَحْمِيْ صَفْوَهٗ اَنْ يُّكَدَّرَا

وَلَا خَيْرَ فِيْ عِلْمٍ اِذَا لَمْ يَكُنْ لَّهٗ — حَلِيْمٌ اِذَا مَا اَوْرَدَا لْاَمْرَ اَصْدَرَا

یعنی نہیں ہے حلم میں کچھ خیر جب نہ ہو اس کیساتھ حدت غضب جو بچائے اس کے صافی کو مکدر ہونے سے اور نہیں ہے علم میں کچھ خیر جب علم والا ایسا حلیم نہ ہو کہ کوئی امر پیش آئے تو اپنے کو مہلکوں سے روکے"۔

تو حضور ﷺ نے سن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کی مہر کو نہ توڑے یعنی تمہارے دانت نہ گریں اور منہ کی رونق نہ بگڑے۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت جعدی نے باوجودیکہ سو برس یا دو سو برس سے زیادہ عمر پائی مگر ان کے دانت سب اچھے تھے اور جب کوئی دانت ان کا گرتا تو اس کی جگہ ایک نیا دانت نکل آتا۔

حضرت کرز بن اسامہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نابغہ کے دانت دیکھے اولوں سے زیادہ سفید تھے۔ یہ اثر حضور ﷺ کی دعا کا تھا۔

اگرچہ جس مضمون پر حضور ﷺ نے خوش ہو کر دعا دی، وہ ایک عام بات ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ حلم کے ساتھ غضب اور علم کے ساتھ حلم ہونا چاہیے۔ لیکن چونکہ صحابہ کرام پر یہ بات ظاہر تھی کہ جیسے حضور ﷺ سے اعلیٰ وجہ الکمال یہ صفتیں ظہور میں آتی ہیں۔ دوسروں سے ظہور میں آ ہی نہیں سکتی ہیں۔ اسلئے شاعر نے گو صراحۃً مصداق معین نہ کیا۔ لیکن مقصود اس سے توصیف حضور ﷺ ہی کی تھی جس کو حسب قول مشہور الکنایۃ ابلغ عن الصراحۃ پیرایہ حکمت میں بیان کیا۔ الغرض ان دونوں شعروں میں رسول اللہ ﷺ کی نعت ایسے طور پر ہوئی کہ گویا ان صفات میں کوئی حضور ﷺ کا شریک نہیں۔

(۲) رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو دعا دی' جب انہوں نے اشعار نعتیہ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ چنانچہ مواہب للدنیہ میں ہے کہ جب حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے عرض کی کہ کیا مجھے اجازت ہے کہ میں آپ کی مدح میں کچھ عرض کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں کہو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کی مہر کو نہ توڑے یعنی منہ کی رونق نہ بگڑے پس انہوں نے ایک قصیدہ پڑھا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِيْ — مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ لَا بَشَرٌ — أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَّلَا عَلَقُ

یعنی پہلے اس کے خوش تھے آپ سایوں میں اور اس ودیعت گاہ میں جہاں ملائے جاتے تھے پتے یعنی آدم وحوا علیہما السلام کے جسم پر۔ اس آیت شریف کی طرف اشارہ ہے۔

وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ

پھر اُترے آپ شہروں میں کہ نہ بشر تھے اور نہ آپ مضغہ۔

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِيْنَ وَقَدْ — أَلْجَمَ نَسْرًا وَّأَهْلَهُ الْغَرَقُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بلکہ نطفہ تھے کہ سوار تھے کشتی میں اس حالت میں کہ لگام دی تھی غرق نے نسر کو (جو ایک بت تھا) اور اس کے پوجنے والوں کو۔ یعنی جب طوفان کا پانی ان کے منہ میں داخل ہوا تھا۔

وَرَدْتَ نَارَ الْخَلِيْلِ مُكْتَتِمًا فِيْ صُلْبِهِ أَنْتَ كَيْفَ تَحْتَرِقُ

آپ خلیل اللہ کی پشت میں مخفی ہو کر آگ میں گئے پھر کیونکر وہ جل سکتے تھے۔

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ وَضَاءَتْ بِنُوْرِكَ الْأُفُقُ

فَنَحْنُ فِيْ ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

وَأَضَاءَ مِنْكَ الْوُجُوْدُ نُوْرًسَنًا وَفَاحَ مِسْكًا وَنَشْرُكَ الْعَبَقُ

یعنی اور جب آپ پیدا ہوئے تو روشن ہو گئی زمین اور روشن ہو گیا آپ کے نور سے افق ہم اسی روشنی اور نور میں ہیں اور راستے ہدایت کے طے کیا کرتے ہیں اور کل وجود آپ سے روشن ہو گیا اور مہک گیا جیسے مشک مہکتا ہے اور آپ کی خوشبو پائیدار رہے۔ (خصائص الکبریٰ ج۱ ص ۹۷، کتاب الوفاء ص ۳۵، المستدرک ج ۳ ص ۳۲۷، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۲۱)

(۳) حضور ﷺ اخلاقی نظم سے خوش ہوا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لِحَسَّانٍ اِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ لَا يَزَالُ يُؤَيِّدُكَ مَانَافَحْتَ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هَجَاهُمْ حَسَّانُ فَشَفٰى وَاشْتَفٰى

(رواہ مسلم، مشکوٰۃ کتاب الآداب باب البیان والشعر پہلی فصل)

یعنی صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جبرائیل علیہ السلام تمہاری تائید کیا کرتے ہیں جب تک تم اللہ اور رسول کی طرف سے مقابلہ کرتے ہو اور فرمایا حسان رضی اللہ عنہ نے کفار کی ہجو کی۔ جس سے شفا دی مسلمانوں کو اور خود بھی شفاء پائی یعنی سب کی تشفی ہوئی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مدد دینا اسی وجہ سے تھا کہ حضور ﷺ کو اشعار پسند تھے' اسی لئے حضور ﷺ حسان رضی اللہ عنہ کیلئے مسجد شریف میں منبر رکھواتے۔ تا کہ وہ اس پر بیٹھ کر اشعار نعتیہ پڑھیں۔

حضرت کعب اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہما کو اگر یقین نہ ہوتا کہ اشعار نعتیہ کے پڑھنے کو حضور ﷺ پسند فرماتے ہیں تو حضور ﷺ کے روبرو اور حرم کعبہ میں اشعار پڑھنے پر کبھی مبادرت نہ کرتے۔

حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے جو اوّل حضوری میں قصیدہ پڑھا۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کا اشعار نعتیہ کو پسند فرمانا مشہور عام تھا۔ ورنہ ایسی خطرناک حالت میں کہ صحابہ کرام انکے قتل کے درپے تھے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کبھی جرأت نہ کرسکتے۔ چنانچہ ایسا ہوا بھی کہ حضور ﷺ نے پسند فرمایا بلکہ صلہ عطا فرمایا۔

ابوایوب سختیانی کے عشق رسول ﷺ کی کیفیت

ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول ﷺ کی کیفیت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی شفا میں یوں مرقوم ہے۔

قال مالك رحمه الله وقد سئل عن ابی ایوب السختیانی ما حدثتكم عن احد الا وایوب افضل منه وقال وحج حجتين مكنت ارمقه ولا اسمع منه غير انه كان اذا ذكر النبی صلے الله عليه وسلم بكى حتى ارحمه فلما رايت منه ما رايت كتبت عنه

یعنی کسی نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کا کیا حال

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا۔ کہا میرے اساتذہ میں جن کی روایتیں تم نے مجھ سے سنی ہیں۔ ان سب سے وہ افضل ہیں انہوں نے دو حج کئے اور میں ان کا حال دیکھا کرتا تھا۔ اس مدت میں کوئی روایت ان سے نہ لی مگر حالت ان کی یہ تھی کہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے تو اس قدر روتے کہ مجھے ان کے حال پر رحم آ جاتا جب ان کا یہ حال دیکھا تو ان کی شاگردی اختیار کی اور ان کی حدیثیں لکھ لیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ابوایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کو بنظر اس حالت کے جو ترجیح دیتے ہیں اور سب اساتذہ سے افضل کہتے ہیں تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس بارے میں محدثین اور اکابرین کے خیالات کس قسم کے تھے۔

اب ذرا سختیانی رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی کیفیت کو خیال کیجئے کہ کس درجہ کی عظمت و محبت اور خدا جانے کون کونسی چیزیں ان کے دل پر پورا تسلط کر لیتی تھیں جس سے وہ حالت پیدا ہو جاتی تھی جواب سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔ یہ اثر اسی ذکر مبارک کا تھا جو مسلمانوں کے دلوں میں علیٰ حسب مراتب ایمان کو تازہ کر دیا کرتا ہے۔ سبحان اللہ وہاں تو ذکر شریف سے وہ حالت پیدا ہو رہی ہے جو بڑے بڑے فاضل معاصروں سے افضل بنا دیتی ہے اور یہاں ہنوز اس کے جواز اور عدم جواز میں اختلاف پڑا ہوا ہے بلکہ وہ تدبیریں نکالی جاتی ہیں کہ کہیں ذکر شریف کی مجلسیں نہ ہونے پائیں۔ اللہ تعالیٰ ان نام کے مسلمانوں کو رشد و ہدایت بخشے تاکہ وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

کے بود یا رب کہ رو در یثرب و بطحا کنم ۔۔۔ گہ بمکہ منزل و گہ در مدینہ جا کنم

بر کنار زمزم از دل بر کشم یک زمزمہ ۔۔۔ کز دو چشم خوں فشاں آں چشمہ را دریا کنم

صد ہزاراں دل دریں سو دلبرا امروز شد ۔۔۔ نیست صبرم بعد ازیں کامروز را فردا کنم

یارسول اللہ بسوئے خود مرا راہے نما ۔۔۔ تا ز فرق سر قدم سازم ز دیدہ پا کنم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آرزوئے جنت الماوی بروں کردم زدل جنتم ایں بس کہ برخاک درت ماوی کنم
خواہم از سودائے پابوست نہم سرور جہاں یا بپایت سرنہم یا سر دریں سودا کنم
ہر دم از شوق تو معذورم اگر یک لحظۂ جامی آسا نامۂ شوقے دگر انشا کنم

حضور ﷺ کو گھر میں آواز دینے کی ممانعت

رسول اللہ ﷺ کو جبکہ آپ گھر میں تشریف فرما ہوں تو آواز دینا ممنوع قرار پایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ پ ۲۶ سورۂ حجرات رکوع ۱ آیت نمبر ۴، ۵ میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَیْهِمْ لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ ط

”یعنی جو لوگ کہ تجھ کو حجروں کے باہر پکارتے ہیں وہ اکثر بیوقوف ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف از خود نکلتا تو ان کے حق میں بہتر تھا۔

اس آیت کا شان نزول مفسرین یوں تحریر فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی تمیم کے چند لوگ رسول ﷺ سے ملنے کی غرض سے مکان پر دوپہر کے وقت آئے۔ آپ ﷺ اس وقت سو رہے تھے۔ ان لوگوں نے اس طرح پکارنا شروع کیا کہ اے محمد (ﷺ) ذرا باہر آؤ۔ تب ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ جس کا مطلب یہ ہے۔

یہ تعلیم ادب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ کوئی شخص حاکم وقت اور بادشاہ کو ان کے مکان سے اپنی غرض کے واسطے نہیں پکار سکتا جب تک وہ خود بخود دربار میں نہ آئے، ایسی ہی رسالت کی تعظیم وتکریم کرنی چاہیے۔

دیکھئے اس آیت میں جن لوگوں نے حضور ﷺ کے باہر آنے کا انتظار نہ کر کے پکارنا شروع کیا، ان کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔

اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (پ ۲۶ سورہ حجرات:۴)

یعنی وہ بے عقل ہیں۔ لہٰذا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بے ادبوں کا بیوقوف ہونا

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا ان کے دماغوں میں کچھ فتور تھا۔ جس کی وجہ سے ان کو بے عقل یا مجنون کہا گیا یا کوئی اور سبب تھا۔ حالانکہ وہ دیوانے نہ تھے۔ بلکہ بڑے ہوشیار اور مدبر لوگ تھے جو منتخب ہو کر اس غرض سے آئے تھے کہ شعر وسخن میں حضور ﷺ کے شاعر اور خطیب پر سبقت لے جائیں۔ باوجود اس کے وہ بیوقوف بنائے جا رہے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اس کا منشاء ہی کچھ اور ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب تک کسی کی عقل سلیم میں کجی نہیں ہوتی۔ وہ بزرگوں کی برابری کا دعویٰ نہیں کرتا۔ اگر کچھ بھی عقل ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے کہ برگزیدگان حق کے ساتھ برابری کیونکر ہو سکے گی کیونکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

الحاصل بیوقوفی کا اطلاق اس جماعت پر اسی وجہ سے ہوا کہ بارگاہ رسالت میں بے ادبی سے پیش آئے۔ اگر کہا جائے کہ جائز ہے کہ کفر کی وجہ سے یہ اطلاق ہوا ہو۔ جس سے عقل معاد کی نفی ہوگئی تو ہم کہیں گے کہ اس آیت شریفہ میں کفر کا کہیں ذکر نہیں بلکہ یہ حکم ان لوگوں پر ہوا۔ جو اس بے ادبی کے ساتھ متصف تھے اور علم بلاغت واصول میں مصرح ہے کہ ایسے موقعوں میں وصف مسند الیہ کو تاثیر اور دخل ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ابن تیمیہ نے بھی صارم المسلول میں لکھا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ اس حکم میں کفر کو دخل نہ تھا بلکہ اس کا مدار محض بے ادبی پر تھا۔

بلانے کا طریق ادب

تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے کہ صحابہ کرام کا یہ دستور تھا کہ اگر حضور ﷺ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو پکارنا منظور ہوتا تو ناخنوں سے دروازہ کو کھٹکھٹاتے۔

ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بزرگوں کی خدمت میں ادب سے بیٹھنا مدارج علیا تک پہنچاتا ہے۔ چنانچہ بعض علماء کا یہ حال تھا کہ اگر وہ کسی بزرگ کی خدمت میں جاتے تو بیٹھے رہتے۔ جب تک کہ وہ خود بخود نہ نکلتے۔

ابوعبید قاسم بن سلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی عالم کا دروازہ نہیں کھٹکھٹایا بلکہ جب کبھی گیا تو انتظار میں بیٹھا رہتا۔ جب تک کہ وہ خود بخود نہ نکلتے' کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ

(پ ۲۶ سورہ حجرات ع ا آیت نمبر ۵)

یعنی اور اگر وہ صبر کرتے۔ یہاں تک کہ تو نکلتا ان کی جانب تو یہ ان کے حق میں بہتر تھا۔

سبحان اللہ! علمائے حقانی کی رائے کیا ہی صائب ہوتی ہے کہ بزرگوں کے ادب کرنے کو بھی اس آیت سے استنباط کیا۔

بہرحال معلوم ہوا کہ اس آیت شریفہ سے عموماً بزرگان دین کی تعظیم اور ان کا ادب مستفاد ہوسکتا ہے۔ مگر یہ بات شاید ہر ایک کی سمجھ میں نہ آئے گی۔ کیونکہ اس فہم کیلئے وہی لوگ خاص ہیں۔ جن کی طبیعتیں ادب کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں۔

گر ادب در جملہ شے داری نگاہ
بیگماں گردی زخاصانِ الٰہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب سوئم

بے ادبی کے نتائج

حضور ﷺ کو ایذا دینے والوں پر وعید شدید

رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح سے بھی ایذا دینا عذاب شدید کا باعث ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ پ ۱۰ سورۃ توبہ رکوع ۸ آیت نمبر ۶۱ میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

یعنی اور جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کے رسول کو ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

دیکھئے خود رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات سے فرمایا۔

جبکہ آپ انکی خوبی کا ذکر کرتے تھے اور وہ کچھ کلمات خلاف شان کہتی تھیں۔

لَا تُؤْذُوْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ

یعنی تم نہ ایذا دو مجھ کو عائشہ صدیقہ کے بارے میں تو ازواج مطہرات نے آپ کو اذیت دینے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آپ کی اذیت اللہ تعالیٰ کے حکم کی کچھ مخالفت پر منحصر نہیں ہے بلکہ کسی طرح پر بھی اذیت ہو۔ آیت کا مفہوم اس پر حاوی ہے۔

حضرت طلحہ صحابی کو ذرا سی بے ادبی کے باعث وعید شدید کا حکم

اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کی ذرا بھی تکلیف گوارا نہیں۔ چنانچہ تفسیر در منثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو ان کی چچازاد بہن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بات چیت کرتے دیکھا تو آپ نے ان کو منع فرمایا کہ آئندہ میں ایسا نہ دیکھوں۔ گو بات کوئی ناجائز نہ سہی' تاہم میری غیور طبیعت کو ناگوار ہے۔ حضرت طلحہ کو یہ بات شاق گذری اور باغوائے شیطان ان کے منہ سے یہ کلمات نکلے کہ لوگو! دیکھو۔ محمد (ﷺ) ہماری چچازاد بہنوں کو ہم سے پردہ کراتے ہیں۔ میں علی رؤس الاستشہاد کہتا ہوں کہ میں آپ کے وصال کے بعد اس سے ضرور نکاح کروں گا تو اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا (پ۲۲ سورہ احزاب رکوع ۶ آیت نمبر ۵۳)

یعنی اور تم کو سزاوار نہیں کہ ایذا دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو۔ اس کی بیویوں سے اس کے بعد میں کبھی۔ بیشک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

اس آیت کے نزول پر حضرت طلحہ کو تنبیہ ہوگئی اور اپنی غلطی سے پشیمان ہو کر بطور کفارہ ایک بردہ آزاد کیا اور دس اونٹ جہاد میں دیئے اور پیدل حج کیا۔ (لباب المنقول)

اس میں شک نہیں کہ کسی کے انتقال کے بعد اس کی عورت کے ساتھ نکاح کرنا عموماً جائز ہے اور جنہوں نے سادگی سے یہ بات کہی تھی۔ وہ صحابی تھے۔ لہٰذا ان کی نسبت یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ کسی قسم کے خیال فاسد کی بناء پر یہ لفظ کہے ہوں مگر باوجود اس کے جو یہ عتاب ہو رہا ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ خیال بھی بے ادبی سے خالی نہ تھا کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ کی حرمت و غیرت کا کچھ خیال نہ کیا اور یہ نہ سمجھا کہ جو بات حضور ﷺ کی زندگی میں ضروری ہے' وہی بات حضرت کے وصال کے بعد بھی ابدالآباد تک ہے۔

اب اس عتاب کو دیکھئے کہ اس میں کس قدر تشدد کیا گیا ہے کہ اس قسم کی بات کو صرف دل میں لانا بھی ایک امر خطرناک قرار دیا گیا ہے' اس لئے کہ اس موقع

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں جو ارشاد ہے کہ "جو کچھ تم ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے مقصود تخویف ہے۔ ورنہ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے) کہنے کی ظاہراً کوئی ضرورت نہ تھی۔ (بیہقی)

الحاصل حضور ﷺ کے وصال کے بعد ازواج مطہرات کا تمام امت پر حرام ہونا اس پر دلیل واضح ہے کہ حضور ﷺ کی حرمت و تعظیم وصال شریف کے بعد بھی بحال خود ہے۔ اگر کہا جائے کہ ازواج مطہرات کا نکاح وصال شریف کے بعد اس لئے درست نہ تھا کہ حضور ﷺ زندہ موجود ہیں تو ہم کہیں گے کہ یہ امر واقعی ہے۔ ہمیں بھی اس میں کچھ کلام نہیں۔ لیکن یہ بات بھی محتاج دلیل نہیں کہ گو انبیاء علیہم السلام عموماً اور حضور ﷺ خصوصاً زندہ ہیں۔ مگر عالم برزخ میں زندہ ہیں اور عالم شہادت کے احکام عالم برزخ میں جاری نہیں ہو سکتے۔ ورنہ عامہ مومنین جن کے مرنے کے بعد ان کی بیویوں سے دوسرے لوگ نکاح کر سکتے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی شخص فی سبیل اللہ شہید ہو جاتا تو ان کی بیوی سے بھی کوئی شخص نکاح نہیں کر سکتا۔ کیونکہ شہیدوں کی حیات بھی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورہ پ۴ آل عمران رکوع ۱۷ آیت نمبر ۱۶۹ میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ

یعنی اور (اے میرے حبیب) نہ خیال کرنا ان کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مرا ہوا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس ان کو روزی ملتی ہے۔

جو لوگ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے تھے ان کو اللہ نے سبز پرندوں کی ہیئت میں بنا کر جنت کی نہروں پر اڑنے اور چلنے پھرنے کا اختیار دیا اور بڑے بڑے انعام فرمائے تو انہوں نے اپنے اوپر یہ مہربانی کی نظر دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ یا اللہ العالمین! کاش! ان نعمتوں کی خبر ہمارے زندہ باقی ماندہ بھائیوں کو ہو جاتی تو وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جہاد میں مارے جانے سے خائف نہ ہوتے بلکہ شوق سے لڑ کر شہادت حاصل کرتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی درخواست کے مطابق یہ آیت نازل کی مگر شہیدوں کی زندگی کے باوجود ان کی بیویاں نکاح ثانی کرسکتی ہیں کیونکہ شہدا اگرچہ زندہ ہوتے ہیں مگر برزخ میں ہیں جس کے احکام جداگانہ ہیں۔

الحاصل نکاح مذکور کی ممانعت بربناءِ حیات نبی نہیں بلکہ محض اس وجہ سے تھی کہ حضور ﷺ کی عزت وحرمت وصال کے بعد بھی دلوں میں متمکن رہے اور کوئی مسلمان اس قسم کا خیال بھی نہ کرے جس میں کسی قسم کی بے ادبی لازم آجائے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

حضور ﷺ کے ادنیٰ ملال کا باعث عذاب ہونا

بعض لوگ حضور ﷺ کے عطاء وکرم کو ظاہر نہ کرتے تھے اس سے آپ کو ملال ہوتا تھا۔ جس کا اثر یہ ہوتا کہ وہ عطیہ ان کے حق میں آتشِ دوزخ بنا دیا جاتا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَجُلَانِ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَا فِیْ شَیْئٍ فَدَعَا لَھُمَا بِدِیْنَارَیْنِ فَاِذَا ھُمَا یُثْنِیَانِ خَیْرًا فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لٰکِنْ فُلَانٌ مَا یَقُوْلُ ذٰلِکَ وَلَقَدْ اَعْطَیْتُہٗ مَا بَیْنَ عَشَرَۃٍ اِلٰی مِائَۃٍ فَمَا یَقُوْلُ ذٰلِکَ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَیَخْرُجُ بِصَدَقَتِہٖ مِنْ عِنْدِیْ مُتَأَبِّطًا وَّاِنَّمَا ھِیَ لَہٗ نَارٌ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تُعْطِیْہِ وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّہٗ لَہٗ نَارٌ قَالَ فَمَا اَصْنَعُ یَأْبُوْنَ اِلَّا اَنْ یَّسْأَلُوْنِیْ وَیَاْبَی اللّٰہُ لِیَ الْبُخْلَ (رواہ الحاکم فی المستدرک)

یعنی حاکم نے مستدرک میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دو شخصوں نے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر کچھ مانگا۔ آپ نے ان کو دو دینار منگوا دیئے جس پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انہوں نے آپ کی صفت وثناء کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تو وہی دینار پر ثناء کرتے ہیں میں نے فلاں شخص کو دس سے سوتک دیئے۔ مگر اس نے اس قسم کی ایک بات نہ کہی۔ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ مجھ سے صدقہ لے کر بغل میں دبائے ہوئے باہر جاتا ہے۔ وہ اس کے حق میں آگ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! پھر آپ ایسے لوگوں کو کیوں دیتے ہیں حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ وہ انکے حق میں آگ ہے' فرمایا کیا کروں لوگ مجھ سے مانگنا نہیں چھوڑتے اور اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ مجھ میں بخل پایا جائے۔

اب ہر شخص سمجھتا ہے کہ جب ادنیٰ گرانی خاطر اور ملال میں نوبت یہاں تک پہنچتی تو ایذا رسانی کا کیا حال ہوگا۔

اللہ تعالیٰ پ۲۲ سورۂ احزاب رکوع ۷ آیت نمبر ۵۷ میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا

یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو' لعنت کی اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا اور آخرت میں اور تیار کر رکھا ہے ان کے واسطے ذلت کا عذاب۔

اگرچہ بظاہر اللہ تعالیٰ نے اپنی اور نبی کریم ﷺ کی ایذا رسانی کی یہ سزا مقرر فرمائی ہے مگر درحقیقت کس کی مجال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی ایذا پہنچا سکے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ پ البقرہ رکوع ۱۴ آیت نمبر ۱۱۶ میں ارشاد فرماتا ہے۔

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ

یعنی اسی کا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے سب اسی کے تابعدار ہیں۔

پس اس صورت میں یہ سزا دراصل صرف حضور ﷺ کو ایذا دینے کی ثابت ہوئی۔

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اپنا نام مبارک اس آیت شریف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ذکر فرمایا ہے۔ اس سے مقصود محض حضور ﷺ کی تعظیم ہے۔ یا یوں کہیے کہ حضور ﷺ کو ایذا دینا اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے۔ چنانچہ کنز العمال ج ۲ ص ۲۷۶ میں ہے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰذٰى شَعْرَةً مِّنِّيْ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللّٰهَ (رواہ ابن عساکر)

یعنی علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس نے میرے ایک بال کو ایذا پہنچائی اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔

حضور ﷺ کی حکم عدولی سے عذاب کا نازل ہونا

جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے حکم کو نہیں مانتا۔ وہ عذاب شدید میں گرفتار ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ پ ۱۸ سورۂ نور کے رکوع ۹ آیت نمبر ۶۳ میں ارشاد فرماتا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

یعنی تو ڈرنا چاہیے ان لوگوں کو جو خلاف کرتے ہیں رسول کے حکم کا اس بات سے کہ ان پر پڑے کوئی بلا۔ یا ان کو دردناک عذاب پہنچے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے حکم کو نہیں مانتا۔ اس پر یا تو کوئی بلا نازل ہوگی یا کوئی دردناک عذاب پہنچے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۂ مزمل رکوع ۱ آیت نمبر ۱۵، ۱۶ میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا

یعنی ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف پیغمبر تم پر گواہی دینے والا جس طرح بھیجا فرعون کی طرف پیغمبر تو فرعون نے پیغمبر کا کہا نہ مانا' پس ہم نے اس کو دھر پکڑا وبال کی پکڑ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطلب یہ کہ اگر تم بھی رسول کی نافرمانی کرو گے تو عذاب میں گرفتار ہو گے۔

حضور ﷺ کی بددعا کا اثر

جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعاء کا اثر ہوا تھا اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی بددعا کا اثر ہوتا تھا۔

چنانچہ پ ۱۱ سورۂ یونس آیت نمبر ۸۸، ۸۹ میں موسیٰ علیہ السلام کی بددعاء کے الفاظ یہ تھے۔

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا (سورۂ یونس آیت نمبر ۸۸، ۸۹)

یعنی بار الہا! ملیا میٹ کر دے ان کے مال اور سخت کر دے ان کے دل کہ ایمان ہی نہ لائیں، یہاں تک کہ دیکھ لیں دردناک عذاب۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں بھائیوں کی دعا قبول ہو چکی۔

رسول اللہ ﷺ کی بددعاء کے کرشموں میں سے صرف دو بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔ (۱) عتیبہ ابن ابی لہب نے آپ کے حق میں گستاخانہ کلمات کہے تو آپ نے اس پر بددعا کی کہ اَللّٰهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ

الٰہی اپنے درندوں میں سے ایک درندہ اس پر مسلط کر دے۔ چنانچہ رات کو ایک شیر آیا اور لوگوں کے جم غفیر میں سے اکیلے عتیبہ کو اٹھا کر لے گیا۔

(۲) ۹ھ میں نجد کا ظالم و بدکردار حاکم عامر بن طفیل حضور کے قتل کے ارادہ سے اپنے ایک مسلح ساتھی سمیت مدینے آیا حضور میں پہنچ کر گستاخانہ باتیں کرتا رہا اور آپ وقار اور متانت سے جواب دیتے رہے۔ مگر حافظ حقیقی کی حفظ و حمایت سے اس کو اپنے مقصد بد میں کامیابی نہ ہو سکی۔ آخر ناکام و نامراد باہر نکلا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ عَامِرًا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الٰہی مجھ کو عامر کے شر سے بچا اتنے میں آسمان سے بجلی گری عامر کا شمشیر بکف ساتھی وہیں ڈھیر ہو گیا اور خود عامر چند روز بعد مرضِ طاعون جہنم واصل ہوا۔

حضور ﷺ کا نام بے ادبی سے لینے سے منہ کا ٹیڑھا ہو جانا

ایک بے ادب اور گستاخ شخص کا ذکر کرتے ہیں کہ اس نے تمسخر اور ہنسی کے طور پر منہ چڑا کر حضور ﷺ کا نام نامی لیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب پاک کی شان میں اس شخص کی یہ بے ادبی اور گستاخی ناپسند آئی۔ اسی وقت اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مردود کا منہ ٹیڑھا کر دیا۔ چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اس قصہ کو مثنوی معنوی میں یوں ارقام فرماتے ہیں۔

آں دہاں کژ کرد و از تسخر بخواند   مر محمد را دہانش کژ بماند

یعنی ایک شخص نے تمسخر سے منہ ٹیڑھا کر کے حضور ﷺ کا نام مبارک لیا تو اس کا منہ ٹیڑھے کا ٹیڑھا رہ گیا۔

باز آمد کاے محمد عفو کن   اے ترا الطاف حلم مِنْ لَدُنْ

یعنی جب یہ کیفیت ہوئی تو حضور ﷺ کے پاس دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الطاف حلم مِنْ لَدُنْ کا دیا ہے۔

وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

(یعنی بخش تو اپنے پاس سے رحمت) مجھ پر لطف و رحمت کرو۔ یعنی میرا قصور للہ معاف کرو۔

من ترا افسوس مے کردم زجہل   من بدم افسوس را منسوب و اہل

یعنی میں جہالت سے آپ سے استہزاء کرتا تھا۔ درحقیقت میں خود تمسخر کے لائق اور اس سے نسبت رکھتا تھا۔

مرحمت فرمود سید عفو کرد   چوں زجرأت توبہ کرد آں روئے زرد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غرض جب اس زرد رو (شرمندہ) نے اپنی جرأت و گستاخی سے توبہ کی تو آپ نے اس پر رحم فرمایا اور اس کا قصور معاف کر دیا۔

جناب رسول اللہ ﷺ رحمت و رافت کا بھی کامل ترین نمونہ تھے۔ کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام فضائل و کمالات کا بالاترین نمونہ بنا کر بھیجا تھا۔

ایک دشمن کا منہ چڑا کر آپکا نام لینا اور آپ کا اس کو بخش دینا تو معمولی بات ہے۔ آپ نے جانی دشمنوں کے قاتلانہ وار کر چکنے کے بعد انکی بھی جان بخشی فرمائی ہے۔ ایک یہودن نے آپکو گوشت میں زہر کھلانے کی سازش کی۔ راز افشا ہونے پر صحابہ نے اس کو قتل کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا۔ جانے دو۔

ایک دشمن تلوار کھینچ کر آپ کے سر پر آ پہنچا۔ جبکہ آپ مصروف خواب تھے۔ قدرت خدا! دشمن کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ ادھر آپ بھی جاگ اٹھے تو اسکی تلوار آپ نے اٹھالی۔ اب وہ شخص مسکین بن کر گڑگڑانے لگا تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔

ہبار بن اسود نے پتھر پھینک کر آپ کی دختر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بحالت سفر مجروح کر دیا تھا۔ جس سے وہ اونٹ سے گر پڑیں اور حمل ساقط ہو گیا۔ فتح مکہ کے روز وہ سر جھکا کے حاضر ہوا تو آپ نے اس کی جان بخشی فرمائی۔

وحشی نے آپ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دھوکے سے قتل کیا تھا۔ جب اس نے اپنی پشیمانی ظاہر کی تو معاف کر دیا۔

ہندہ زوجہ ابی سفیان نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ نکال کر دانتوں میں چبایا تھا۔ جب وہ بھی سر خجلت خم کیے ہوئے حاضر ہوئی تو آپ نے درگزر فرمایا:

آنکہ بر اعداء درِ رحمت گشاد   مکہ را پیغام لاتثریب داد

کسریٰ شاہ فارس کا حضور ﷺ کے نام کی بے حرمتی کرنا

جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ سے بادشاہوں کے نام فرامین لکھے تو ایک فرمان کسریٰ شاہ فارس کو بھی لکھا۔ جس میں حضور ﷺ نے اس کو دعوت اسلام دی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھی۔ اس بدبخت نے حضرت ﷺ کے نامہ مبارک کو پڑھ کر غصے سے پرزے پرزے کردیا۔ یہ نامہ مبارک کیا چاک کیا۔ گویا اس نے اپنی جان وتن کو چاک کیا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

(پ ا سورۂ بقر رکوع ۶ آیت نمبر ۵۷)

''یعنی اور ہم پر کوئی ظلم نہیں کرسکتا۔ بلکہ ہمارے نافرمان لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں''۔

غرض اس کمبخت نے حضور ﷺ کے نامہ مبارک کو نہیں پھاڑا بلکہ اپنی سلطنت کو حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹادیا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ رَجُلًا وَّاَمَرَهٗ اَنْ يَّدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَاَهٗ مَزَّقَهٗ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ (رواہ البخاری)

یعنی تجرید بخاری کے باب علم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرد کے ہاتھ اپنا خط عظیم بحرین کے دینے کو بھیجا۔ عظیم بحرین نے وہ خط کسریٰ کو دیدیا۔ جب کسریٰ نے اس کو پڑھا تو پارہ پارہ کردیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان سب پر بددعاء کی کہ وہ بالکل ٹکڑے ٹکڑے کردیئے جائیں۔ آپ ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی اور کسریٰ کا بیٹا شیرویہ اپنے باپ کے درپے قتل ہوگیا۔

ہرچہ آید بر تو از ظلماتِ غم　　آں زیبا کی وگستاخیست ہم

بدز گستاخی کسوفِ آفتاب　　شُد عزازیلے زجرأت ردّ باب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنے کیفر کردار سے غافل شاہ فارس کے غرور نے رسول اللہ ﷺ کے نامۂ مبارک کو پھاڑ کر صبر نہ کیا بلکہ اپنے صوبہ دار شاہ یمن کو حکم دیا کہ بہت جلد دو سپاہی بھیج کر اس نبوت کے مدعی کا سر اتار کر میرے پاس بھیج دے یا زندہ گرفتار کر کے یہاں روانہ کر دے۔ شاہ یمن نے بموجب حکم شاہ فارس کے دو قوی مسلح جوان مدینہ کی طرف حضور ﷺ کے گرفتار کرنے یا شہید کرنے کیلئے بھیجے۔ یہ دونوں سپاہی جب مکہ معظمہ کے راستے مدینہ طیبہ حضور ﷺ کی تلاش میں پہنچے تو حضرت محمد ﷺ کو اطلاع ہوئی کہ دو سپاہی فارس سے آپ کو شہید کرنے کیلئے آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے مہمانوں کو اچھے مکان میں اتارو اور اعلیٰ درجہ کی مہمان نوازی کرو۔ تاکہ ان کی تھکان دور ہو جائے۔ سات دن تک ان قاتلوں کی مہمان نوازی فرمائی۔ آٹھویں دن حضور ﷺ نے حکم دیا کہ آج میرے مہمانوں کو لا کر ہم سے ملاقات کراؤ۔ چنانچہ یہ دونوں شخص حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے انہیں بیٹھنے کیلئے فرمایا مگر یہ لوگ بجائے بیٹھنے کے اوندھے منہ گر پڑے۔ اس پر آپ نے ان کو اٹھا کر پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں شاہ فارس نے آپ کے شہید کرنے کو بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا بادشاہ آج رات کو قتل ہو گیا ہے۔ اس کے بیٹے نے اس کو قتل کر ڈالا۔ جاؤ شاہ یمن کو شاہ فارس کے قتل کی خبر کر دو۔ شاہ فارس کے قتل کی خبر سن کر یہ دونوں سپاہی آپ سے رخصت ہوئے اور یمن کی راہ لی۔ جب شاہ یمن کے پاس پہنچے۔ تو وہاں شاہ فارس کے مرنے کی خبر پہلے پہنچ چکی تھی اور اس کی سلطنت روئے زمین سے جاتی رہی۔

جائے غور ہے کہ جس امت کے رسول اپنے قاتلوں کو سات روز مہمان رکھیں اور اعلیٰ درجہ کی مدارات کریں۔ افسوس! ان کی امت کے اخلاق ایسے خراب ہوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ محسنِ حقیقی رب العالمین کیلئے زبانی شکر بھی نہ کرے۔

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

کفارِ مکہ کا حضور ﷺ کی بے ادبی کے باعث عذاب میں مبتلا ہونا

جب کفار مکہ نے حضور ﷺ کے صاحبزادوں کے انتقال کے بعد آپکی ذات بابرکات کو ابتر و بے نسل کہا تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پ ۳۰ سورۂ کوثر آیت نمبر ۳ میں یوں ارشاد فرمایا:

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الۡاَبۡتَرُ

یعنی جو تیرا دشمن ہے وہی بے نسل رہا۔

اس سورہ کا شان نزول اس طرح پر ہے کہ حضور ﷺ کے دو صاحبزادے طیب وطاہر ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے بطن پاک سے تولد ہوئے۔ خدا کی قدرت ان دونوں صاحبزادوں کا انتقال یکے بعد دیگرے ہوگیا۔ اس پر کفار مکہ طعن سے کہنے لگے کہ اچھا ہوا۔ آگے کو محمد (ﷺ) کی نسل منقطع ہوگئی۔ اب ان کا کوئی نام لیوا نہیں رہا۔ جو آئندہ ان کے مذہب کی اشاعت کرے۔ اسلئے تمام رگڑے جھگڑے ختم ہو جائیں گے۔

ایک موقع پر عاص بن وائل مسجد الحرام میں داخل ہو رہا تھا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے جا رہے تھے تو باہم کچھ بات چیت ہوئی۔ مسجد الحرام کے اندر کچھ لوگ بیٹھے تھے۔ انہوں نے عاص سے پوچھا کہ کس سے گفتگو کر رہے تھے۔ اس نے کہا۔ اس ابتر (نبوت) سے بات کر رہا تھا۔ یہ بدباطن آپ کو ہمیشہ ابتر کے لفظ سے یاد کیا کرتا تھا۔ اسی کے متعلق یہ سورۂ نازل ہوئی ہے۔ بعض کے نزدیک یہ سورۂ کعب ابن اشرف یہودی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ بہرحال دشمنوں کے اس کلام سے آپ کو سخت ملال اور رنج ہوا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی وتشفی کیلئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ سورۃ نازل فرمائی کہ اگر آپ کے ہاں کوئی بیٹا نہیں تو نہ سہی کیونکہ قیامت تک جتنے مسلمان ہوں گے۔

وہ سب آپ کے ہی تو بیٹے ہیں۔ آپ ان سب کے روحانی باپ ہیں لیکن جو آپ کا دشمن تھا۔ وہی بے اولا د رہا۔ چنانچہ عاص ابن وائل یا کعب ابن اشرف کا آج دنیا میں کوئی نام لیوا نہیں۔ اوّل تو ان لوگوں کی نسل ہی نہیں۔ اگر بالفرض ہو بھی تو یقیناً خود ان کو معلوم نہیں کہ ہمارا مورثِ اعلیٰ عاص یا کعب تھا اور ابتر کا مفہوم اسی سے ثابت ہو جاتا ہے۔ بخلاف اس کے رسول اللہ ﷺ کی شان وشوکت کا ڈنکا بجوائے۔ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ہر شہر اور ہر بستی میں پانچ وقت بآوازِ بلند بجتا ہے۔

ابولہب اور اس کی بیوی کا عذابِ شدید میں مبتلا ہونا

حضور ﷺ کی اہانت خواہ صریح ہو یا ضمناً۔ اشارۃً ہو یا التزاماً غرض کسی طرح ہو۔ اس سے کفر لازم آتا ہے۔ چنانچہ بعض آیات میں حضور ﷺ کی بے ادبی کرنے والوں پر سخت تہدید اور زجر وتوبیخ پائی جاتی ہے۔ چنانچہ تفسیر عزیزی میں مرقوم ہے کہ آدمی شرافت اور مال و جاہ پر مغرور نہ ہو اور مقربانِ الٰہی سے راہ و رسم درست رکھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بموجب حکم اس آیت کے

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ

جس کا مطلب یہ ہے "اور ڈرا اپنے قریب کے رشتہ داروں کو"

کوہ صفا پر چڑھ کر تمام قریش کو ہر قبیلہ کا نام لے کر اپنے چچا اور پھوپھی کو نام بنام پکار پکار کر عذاب الٰہی کا ڈر سنا دیا کہ اے بنی ہاشم! اے بنی عبدالمطلب اے بنی عبدالمناف۔ اے عباس۔ اپنا اپنا فکر کرو۔ تو ابولہب اپنے محاورے میں کہنے لگا۔

تَبًّا لَّکَ اَلِھٰذَا دَعَوْتَنَا۔

یعنی تیری تباہی ہو کیا تو نے یہی باتیں سنانے کیلئے ہمیں تکلیف دی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے جواب میں سورۂ لہب نازل ہوئی۔ وہ یہ ہے۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ وَّامْرَأَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ فِي جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ (۳۰ رکوع ۳۶)

یعنی دونوں ہاتھ ٹوٹیں ابولہب کے اور ہلاک ہو نہ تو اسکے کام اس کا مال آیا اور نہ اسکی کمائی۔ وہ عنقریب داخل ہوگا۔ شعلہ والی آگ میں۔ اور نیز اسکی جورو۔ جو لکڑیاں سر پر اٹھاتی ہے۔ اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے۔

یعنی قیامت کے دن اس کے گلے میں رسی کا پھندا ڈال کر اس کو گھسیٹا جائے جائیگا اور اسکی بے حرمتی کی جائے گی۔ کم بخت دنیا میں اسی عذاب میں مری مارے خست کے لکڑیوں کا پشتارہ سر پر اٹھائے چلی آ رہی تھی کہ پشتارہ گر گیا اور اس کی رسی گلے میں آ گئی اور گلا گھٹ کر مر گئی۔

یہ کمبخت رات کو حضور ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی کہ آپ جب علی الصباح اس راستے سے گزریں گے تو بے خبری کے باعث کانٹے چبھیں گے۔

ے ریختند در رہِ تو خار و باہمہ — چوں گل شگفتہ بود رُخ جانفزائے تو

ابوجہل کا حضور ﷺ کی بے ادبی کے باعث ذلیل ہو کر مرنا

جب ابوجہل نے حضور ﷺ کے ساتھ حد سے زیادہ بے ادبی اور گستاخی کرنی شروع کی۔ یہاں تک کہ اس نے یہ مصمم ارادہ کیا کہ محمد (ﷺ) جس وقت سجدہ میں ہوں گے تو میں ان کا سر جسم سے الگ کر دوں گا تو غیرتِ الٰہی نے اس کو زیادہ مہلت نہ دی۔ اور ارشاد فرمایا

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ

(پ ۳۰ سورہ علق آیت نمبر ۱۵، ۱۶)

یعنی اگر باز نہ آئے گا تو ہم ضرور گھسیٹیں گے چوٹی پکڑ کر۔ کیسی چوٹی۔ جھوٹی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خطا کار

چنانچہ یہ شقی جنگ بدر میں حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما دو انصاریوں کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا اور اس کا سر کاٹ کر سر کے بالوں کو پکڑ کر کھینچتے ہوئے لائے اور اس کا کان چھید کر اس میں ایک رسی ڈال کر گھسیٹتے ہوئے ایک ناپاک اور نجس کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔

از مکافاتِ عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو زجو

ایک شخص کا غیبی تلوار سے مارا جانا

منقول ہے کہ ایک شخص امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا بیشک والد صاحب عرصہ ہوا۔ رحلت فرما گئے ہیں پھر اس شخص نے کہا کیا آپ کی والدہ ماجدہ زندہ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں زندہ ہیں۔ پھر اس نے کہا میں نے سنا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ بڑی خوبصورت اور حسینہ ہیں۔ اس لئے میں ان سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ ان کا نکاح میرے ساتھ کر دیجئے۔ آپ نے یہ اہانت خیز سوال سن کر صبر کیا اور بتقاضائے اخلاق اس کو جواب دیا تو یہ دیا کہ وہ خود عاقلہ بالغہ ہیں۔ انہیں اپنے نکاح کا اختیار ہے۔ میں ان کو مجبور نہیں کر سکتا۔ ہاں البتہ پوچھ سکتا ہوں۔ اس مرد نے کہا۔ بہت اچھا دریافت کیجئے۔ خدا کی شان آپ پوچھنے جا رہے تھے کہ پیچھے مڑ کر جو دیکھا تو اس گستاخ کی گردن دھڑ سے الگ تھی۔ اللہ کو اپنے دوست اور برگزیدہ کی عزت کی خاطر غیرت آئی۔ اسی وقت اس بدبخت کا سرتن سے الگ ہو گیا۔

با بزرگاں مشو بکلم دلیر سپرِ آفتاب تیغ زن است

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہانتِ رسول کا کفر ہونا

رسول اللہ ﷺ کی اہانت کرنا کفر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ پ ۱۸ سورۂ فرقان کے پہلے رکوع میں فرماتا ہے۔

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا اَوْ يُلْقٰى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا (پ ۱۸ سورہ الفرقان آیت نمبر ۷، ۸، ۹)

یعنی اور کافر کہنے لگے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے کیوں نہیں اتارا گیا اس کی جانب کوئی فرشتہ کہ وہ بھی رہتا اس کے ساتھ ڈرانے والا یا ڈال دیا جاتا اسکی طرف خزانہ یا اسکے پاس باغ ہوتا کہ اس میں سے کھایا کرتا اور ظالموں نے کہا کہ بس تم تو پیچھے پڑے ہوئے ہو ایک جادو زدہ مرد کے دیکھ کیسی بیان کیں تیرے لئے مثالیں پس گمراہ ہو گئے۔ اب راہ نہیں پا سکتے۔

کھانا کھانا۔ بازاروں میں چلنا اور باغات وغیرہ کا نہ ہونا گو حسب بیان کفار امور واقعی ہیں، مگر چونکہ اس میں حضور ﷺ کی اہانت اور بے ادبی متضمن تھی۔ اس لئے توبیخ نازل ہوئی پس ایسا کلام جس سے نبی کریم ﷺ کی اہانت پائی جائے۔ ضمناً یا التزاماً عمداً ہو یا سہواً غیر واقعی ہو یا واقعی کفر کو مستلزم ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انبیاء سے استہزاء اور اہانت کرنا کفر ہے

کفر اور بے ادبی کے کلمات

انبیاء علیہم السلام سے استہزاء اور استخفاف کرنا کفر ہے اور جو کوئی ایسا کرے۔ وہ مرتد اور واجب القتل ہے۔ چنانچہ

(۱) عینی شرح کنز میں مرقوم ہے۔

مَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَفَّرُ فَيُقْتَلُ حَدًّا وَّلَا يُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ اَصْلاً

یعنی وہ شخص جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی گلوچ دی تو وہ کافر ہوا' لہٰذا وہ بطور سزا قتل کیا جائے اور اس کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہو سکتی۔

(۲) تاتارخانیہ میں مرقوم ہے۔

مَنْ عَابَ نَبِيًّا بِشَيْءٍ اَوْ لَمْ يَرْضَ بِسُنَّةِ نَبِيٍّ مِّنَ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَدْ كَفَرَ فَمَنْ قَالَ لِرَجُلٍ اِحْلِقْ رَأْسَكَ وَاَقْلِمْ اَظْفَارَكَ فَاِنَّ هٰذَا سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ لَا اَفْعَلُ وَاِنْ كَانَ سُنَّةً فَقَدْ كَفَرَ

(خلاصۃ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۸۶)

یعنی جس شخص نے انبیاء میں سے کسی نبی کو عیب لگایا۔ وہ بیشک کافر ہوا۔ پس اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے کہا کہ اپنا سر منڈا اور ناخن کتروا۔ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور اس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ اگرچہ سنت ہو تو وہ بیشک کافر ہوا۔

(۳) درمختار میں مرقوم ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يُقْتَلُ وَلَا يُقْبَلُ تَوْبَتُهٗ وَمَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ فَقَدْ كَفَرَ وَكَذٰلِكَ الْاِسْتِهْزَاءُ وَالْاِسْتِخْفَافُ بِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ

یعنی ایسا شخص قتل کیا جائے اور ایسے شخص کی توبہ قبول نہیں ہوسکتی اور جس نے اس کے کفر میں شک کیا۔ وہ بھی کافر ہوا اور اسی طرح کافر کرتا ہے مذاق کرنا اور ہلکا جاننا رسول اللہ ﷺ کی شان کو

(۴) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ کدو کو دوست رکھتے تھے اور دوسرا کہے کہ میں اسے دوست نہیں رکھتا تو تو ایسا کہنا کفر ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص ۱۷۷، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ ص ۲۶۵، فتاویٰ تاتارخانیہ ج ۵ ص ۴۸۱، بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۰)

(۵) چلپی میں مرقوم ہے کہ جو کوئی اس طرح کہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کپڑا میلا تھا یا ناخن بڑے بڑے تھے یا آپ کو شتربان کہے تو وہ شخص کافر ہے ایسا شخص قتل کر دیا جائے یا اگر کوئی آپ کو بدصورت یا بد قطع ڈاڑھی والے سے تشبیہ دے تو قتل کر دیا جائے۔ (بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۷۰، ملخصاً)

اگر کوئی شخص آپکو بے ادبی کا لفظ خواہ نادانستہ خواہ نشہ میں کہے تو وہ بھی قتل کر دیا جائے۔

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

کتب عقائد میں ہے کہ اگر کوئی آپ کے موئے مبارک کو مویک بکاف تصغیر کہے تو وہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (رسائل ابن عابدین شامی ص ۳۲۶ مطبوعہ لاہور) بلکہ جس چیز یا جس جانب آپ کو نسبت ہو۔ وہ بھی واجب التعظیم ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ ایک امیر نے مالک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کہا کہ مدینہ کی مٹی ناقص ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تیس درے لگائے اور قید کیا اور کہا کہ یہ شخص اس بات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے گردن مارنے کے لائق ہو گیا۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ مدینے کا دہی پتلا ہوتا ہے۔ اس کو غیب سے آواز آئی اے شخص تو مدینہ سے نکل جا۔ تو مدینہ کے لائق نہیں ہے۔ جہاں عمدہ دہی ہے۔ وہاں جا کے رہو۔ فوراً اس نے توبہ کی اور بہت رویا۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

حضور ﷺ کی عظمت و بزرگی نہ کرنے سے آپ کو اذیت کا پہنچنا

حضور ﷺ کے روبرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تورات کا مطالعہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر حضور ﷺ کی حالت متغیر ہو گئی اور چہرہ مبارک سے آثارِ غضب پیدا ہو گئے۔ باوجود خلقِ عظیم کے ایسے جلیل القدر صحابی پر عتاب فرمایا۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِّنَ التَّوْرَاةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَاُهٗ وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَا تَرٰی مَا بِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰی وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْبَدَا لَكُمْ مُوْسٰی فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِیْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ مُوْسٰی حَيًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِیْ لَاتَّبَعَنِیْ (رواہ الدارمی۔ مشکوٰۃ)

یعنی دارمی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تورات کا نسخہ لا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں آ کر عرض کیا۔ یارسول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ ﷺ! یہ تورات کا نسخہ ہے۔ حضور ﷺ خاموش ہو گئے۔ تو وہ لگے پڑھنے ادھر حضرت محمد ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہونے لگا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کہا عمر تم تباہ ہو گئے۔ کیا تم حضرت ﷺ کے چہرۂ مبارک کو نہیں دیکھتے۔ معاً عمر رضی اللہ عنہ آپکے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر کہنے لگے۔ میں خدا و رسول کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ ہم اپنے پروردگار اور دین اسلام اور اپنے نبی محمد ﷺ سے راضی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قسم ہے اللہ کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام تم میں ظاہر ہوتے اور تم لوگ مجھے چھوڑ کر ان کی پیروی کرتے تو تم ضرور گمراہ ہو جاتے۔ لیکن اگر موسیٰ علیہ السلام اس وقت موجود ہوتے اور میری نبوت کے زمانہ کو پاتے تو وہ بھی میری ہی اطاعت کرتے۔

اب ہر عقل سلیم والا سمجھ سکتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کی صرف اتنی حرکت اس قدر ناگوار طبع غیور ہوئی تو کسی اور کی اس تقریر سے جو حضور ﷺ کے فضائل میں شک ڈال دیتی ہے کیسی اذیت پہنچتی ہوگی۔ کیا یہ ایذا رسانی خالی جائے گی۔ ہرگز نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ پ ۲۲ سورۂ احزاب رکوع ۷ آیت نمبر ۵۷ میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا

یعنی جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو۔ لعنت کرے گا ان کو اللہ دنیا اور آخرت میں اور مہیا کر رکھا ہے ان کے واسطے ذلت کا عذاب۔

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی کرنے والے آخرت میں عذاب شدید میں مبتلا ہوں گے اور دنیا میں بھی ان پر لعنت برستی رہے گی۔

بے ادبی اور گستاخی کے نقائص اور ضرر از مولانائے روم

از خدا خواہیم توفیقِ ادب　　بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مولانا فرماتے ہیں کہ ہر وقت ہماری دعا وتمنا اللہ تعالیٰ سے یہی ہے کہ ہم کو ادب کی توفیق دے۔ اس واسطے کہ بے ادب لطف رب سے محروم رہتا ہے۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

اور اگر فقط یہی ہو کہ وہی محروم رہے تو رہے بلا سے۔ سو یہ نہیں بلکہ اس کی بے ادبی تمام جہان کو پھونک کر خاک سیاہ کر دیتی ہے۔ بموجب مثل ہندی کے کہ گیہوں کے پیچھے گھن پس جاتے ہیں۔

مائدہ از آسماں در مے رسید
بے شرا و بیع بے گفت و شنید

چنانچہ مولانا روم فرماتے ہیں کہ آسمان سے اچھا خاصا بے کلفت پکا پکایا کھانا آتا تھا بے خرید وفروخت۔ نہ کسی سے کہنا نہ سننا اور وہ من وسلویٰ تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَاَنۡزَلۡنَا عَلَيۡکُمُ الۡمَنَّ وَالسَّلۡوٰی (پ ا سورہ بقرہ آیت نمبر ۵۷)

(ہم نے تم پر من وسلویٰ اتارا)

کہ یہ بھی طعام ہی تھا۔

درمیانِ قومِ موسیٰ چند کس بے ادب گفتند کو سیر و عدس

آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے چند شخص بے ادب کہہ اٹھے کہ ہم سے یہ ایک کھانا نہیں کھایا جاتا اور درخواست کی کہ ہمیں یہ چیزیں درکار ہیں۔

مِنۡ بَقۡلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوۡمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا (پ ا ع ۷ سورہ بقرہ آیت نمبر ۶۱)

یعنی ساگ پات اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز وغیرہ

منقطع شد خوان و ناں از آسماں ماند رنج زرع و بیل ود اسماں

پس اس بے ادبی سے خوان ونان کا آنا آسمان سے موقوف ہو گیا اور یہ بکھیڑا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھیتی اور پہاڑ وہ ہنسیہ کا سر پر پڑا۔

باز عیسےٰ چوں شفاعت کرد حق خوان فرستاد و غنیمت بر طبق

الغرض اوپر کی کیفیت موسیٰ علیہ السلام کے وقت تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حسبِ درخواست حواریوں کے سفارش کی تو پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے مفت کا خوان برطبق ان کو بھیجا۔ جس میں روٹیاں اور گوشت خشک بریاں اور مچھلی شہد سرکہ نمک مرچ پیا ہوا ایک ابر کے نوری ٹکڑے میں رکھا ہوا اور ایک ٹکڑے سے چھپا ہوا آنے لگا۔

مائدہ از آسماں شد عائدہ چونکہ گفت اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً

اور وہی خوان ان پر عائد ہوا۔ اور لوٹا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اَنۡزِلۡ عَلَیۡنَا مَآئِدَۃً

یعنی اے ہمارے پروردگار! ہم پر خوان نازل کر۔

باز گستاخاں ادب بگذ اشتند چوں گدایاں زلہا برداشتند

پھر گستاخوں بے ادبوں نے ادب چھوڑا اور فقیروں کی طرح دوسرے وقت کیلئے کھانا رکھنے لگے اور اس کی ممانعت تھی۔

کرد عیسےٰ لا بہ ایشاں را کہ ایں دائم است و کم نگرد و از زمیں

جب انہوں نے رکھنا شروع کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہایت نرمی و عاجزی سے کہا کہ ایسا مت کرو۔ یہ خوان ہمیشہ ہے کبھی زمین سے کم نہ ہوگا۔

بد گمانی کردن و حریص آوری کفر باشد نزدِ خوان مہتری

یہ خوان نعمائے الٰہی ہے اس پر بند ہونے کی بدگمانی کرنا اور حریص بننا کفر ہے۔ کوئی کسی سردار کے خوان پر بھی ایسی بدگمانی نہیں کرتا۔

زاں گدا رویاں تا دیدہ ز آز آں درِ رحمت بر ایشاں شد فراز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نان و خوان از آسماں شد منقطع   بعد زاں خواں نشد کس منتفع

انجام یہ ہوا کہ انہیں گدا روندیدوں کی حرص سے وہ دروازہ رحمت کا جو ان پر کھلا تھا۔ بند ہوگیا اور وہ روٹی اور خوان آنا آسمان سے ایسا منقطع ہوگیا کہ پھر کوئی اس سے فائدہ مند نہ ہوا۔

ابر ناید از پئے منع زکوٰۃ   وز زنا افتدو با اندر جہات

مولانا فرماتے ہیں۔ دیکھو زکوٰۃ نہ دینے یا زنا کرنے کا وبال کس قدر شدید ہے کہ چند اشخاص کی حرکت سے علمۃ الناس مبتلائے عذاب ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ سب لوگ زانی اور صاحب نصاب نہیں ہوتے۔ بلکہ شہر بھر میں قدرے قلیل مگر جب زکوٰۃ نہ دینے کے وبال سے قحط پڑتا ہے تو انہیں قدر قلیل کی بدولت تمام شہر والے آفت جوع میں گرفتار ہو جاتے ہیں ایسے ہی چند زانیوں کے گناہ کی شامت سے سارا شہر مبتلائے وبا ہو جاتا ہے۔

ہرچہ بر تو آید از ظلماتِ غم   آں زبیباکی و گستاخی است ہم

الحاصل جو کچھ تجھ پر غم کے اندھیروں سے آئے وہ تیری ہی بے باکی اور گستاخی سے ہے۔

ہر کہ گستاخی کند در راہِ دوست   رہزنِ مرداں شد و نامرد اوست

پس جو کوئی گستاخی راہِ دوست میں کرے یعنی جو راہ دوست کی نکالی ہوئی ہے اسکے خلاف چلے۔ وہ مردوں کا راہزن ہے کہ اس کو دیکھا دیکھی اور بدراہ ہو جاتے ہیں اور وہ خود نامرد ہے کہ خلافِ مردی کام کرتا ہے۔

از ادب پُرنور گشتہ است ایں فلک   وز ادب معصوم و پاک آمد ملک

مولانا فرماتے ہیں کہ ادب جس سے مراد یہ ہے کہ ہر امر کی حدود کو ملحوظ رکھا جائے۔ ایسی چیز ہے کہ اسی کی برکت سے فلک روشن ہو رہا ہے یعنی جیسا حکم گردش

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا مالک نے دیا ہے ہمیشہ اسی گردش پر چلا جاتا ہے۔ سر مو فرق نہیں کرتا۔ اپنے اسی حسن انتظام کی بدولت دن کو آفتاب سے رات کو ستاروں اور مہتاب سے منور رہتا ہے اور اسی ادب کی بدولت فرشتے معصوم و پاک ہوئے کہ جو فرمان مالک کا ان کو ہے۔ اس کی بجا آوری میں مصروف ہیں کہ بدوں مرضی مالک کچھ نہیں کرتے۔

بدز گستاخی کسوفِ آفتاب   شد عزازیلے زجرأت ردِ باب

اور گستاخی کہ شوخی و بے ادبی کو کہتے ہیں۔ ایسی بری شے ہے کہ اس سے آفتاب جیسی روشن چیز سیاہ و تاریک ہوئی۔ جیسا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے قاتلوں کے جرم کی شومی سے تین دن کسوف رہا اور اسی گستاخی کی وجہ سے عزازیل بحر لعنت میں ڈبویا گیا کہ بعد حکم سجدۂ آدم علیہ السلام اس نے دلیرانہ کہا۔

اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ

(پ ۸ سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۲)

یعنی میں آدم سے بہتر ہوں۔ مجھ کو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے اور احکم الحاکمین کے حکم کو نہ مانا جس کے باعث لعنت کا طوق اس کے گلے میں ابدالآباد تک ڈالا گیا۔

تکبر عزازیل را خوار کرد   بزندانِ لعنت گرفتار کرد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب چہارم

اندازۂ عظمت حضور ﷺ بنظر صحابہ

صحابہ کا طریق آداب رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ارشاد فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لاتے ہیں۔ کلام الٰہی کو برحق مانتے ہیں اور خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں۔ وہ جنت کے مستحق ہوں گے۔ جہاں ہر قسم کے عیش و عشرت کے سامان مہیا ہیں اور جو لوگ دنیا کے عیش و عشرت میں مشغول ہو کر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ جہاں طرح طرح کے عذاب ہیں۔ چونکہ صحابہ کو خدا و رسول کے ارشاد پر یقین واثق اور عشق کامل تھا۔ اسلئے وہ ہمیشہ اس کوشش میں رہتے تھے کہ ایسے کام کریں جس کے باعث دوزخ سے محفوظ رہ کر جنت کے مستحق ہو جائیں۔ جہاں اس محبوب حقیقی کے جمال لایزال کے مشاہدہ سے بہرہ ور ہوں گے۔

یوں تو ہر مسلمان کا دعویٰ ہے کہ میں جو کام کرتا ہوں وہ اچھا ہے اور اپنے آپ کو اچھا ظاہر کرتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک بدکردار بھی اپنے آپ کو نیکوکار سمجھتا ہے۔

ہر کسے خود را نماید بایزید نیک چوں بینی بماند بایزید

مگر اصحاب کرام کے حالات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ہمارے اور ان کے اعمال و افعال میں کیا نسبت ہے اور ان کو خدا اور رسول کے ساتھ کس درجہ کا عشق تھا اور ہم کو کتنا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمانو! صحابہ کرام وہ لوگ تھے۔ جن کی افضیلت پر رسول اللہ ﷺ نے خود گواہی دی ہے۔ چنانچہ دیلمی نے مسند فردوس میں ذکر کیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ نَظَرَ فِی قُلُوْبِ الْعِبَادِ فَلَمْ یَجِدْ قَلْبًا اَتْقٰی مِنْ قُلُوْبِ اَصْحَابِیْ وَلِذٰلِكَ اَخْتَارَھُمْ فَجَعَلَھُمْ صِحَابًا فَمَا اسْتَحْسَنُوْا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ وَّمَا اسْتَقْبَحُوْا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ قَبِیْحٌ

یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے کوئی قلب میرے صحابہ کے قلوب سے زیادہ پاکیزہ نہیں دیکھا۔ اسلئے ان کو میری صحابیت کیلئے پسند فرمایا جو کچھ وہ اچھا سمجھیں۔ وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور جو برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بُرا ہے۔

غرض صحابہؓ کرام کے دلوں میں حضور ﷺ کی بڑی عظمت تھی اور وہ آپ کے آداب کی رعایت رکھتے تھے۔ باوجود اسکے اگر کسی سے بمقتضائے بشریت یا سادگی سے کوئی ایسی حرکت ہو جاتی جس میں بے ادبی کا شائبہ ہوتا تو ساتھ ہی کلام الٰہی میں تنبیہ اور زجر و توبیخ نازل ہوتی جس سے سب متنبہ اور ہوشیار ہو جاتے۔ غرض رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اصحاب کرام کے قلوب میں آپ کی تعظیم و تکریم اس قدر جاگزیں تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے روبرو بات نہ کر سکتے تھے اور اگر ان کو کچھ دریافت کرنا ہوتا تو کئی دنوں تک خاموش رہتے اور موقع کے منتظر رہتے یا کسی بدوی کی فکر میں رہتے کہ وہ آ کر رسول اللہ ﷺ سے کچھ پوچھے اور ہم استفادہ کریں۔ کیونکہ وہ حضور ﷺ کی تعظیم و اجلال کے باعث خود دریافت نہ کر سکتے تھے اور جب مجلس شریف میں آ کر بیٹھتے تو بالکل بے حس و حرکت سر نیچے کئے بیٹھے رہتے کبھی نگاہ اٹھا کر بھی حضور ﷺ کی طرف نہ دیکھتے۔

صحابہؓ کرام کے آداب کما ینبغی تحریر میں نہیں آ سکتے کیونکہ ادب ایک کیفیت قلبی کا نام ہے جس سے مختلف اقسام کے آثار و افعال ظہور میں آتے ہیں۔ اس کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بیان کرنا امکان سے خارج ہے مگر چند آثار ارقام کیے جاتے ہیں۔ جن سے غرض یہ ہے کہ مسلمان ان حضرات کی کیفیت قلبی کو پیش نظر رکھ کر اس قسم کی کیفیت قلبی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

صدیق اکبر کا طریق ادب رسول اللہ ﷺ

صحیح بخاری میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں صلح کرانے کے واسطے تشریف لے گئے۔ جب نماز کا وقت ہوا۔ تو مؤذن نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھ کر اقامت کہی اور انہوں نے امامت کی۔ اس عرصہ میں حضور ﷺ بھی تشریف فرما ہو گئے اور صف میں قیام فرمایا۔ جب نمازیوں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو دستک دینے لگے۔ اس غرض سے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خبردار ہو جائیں۔ کیونکہ ان کی عادت تھی کہ نماز میں کسی طرف دیکھتے نہ تھے۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دستک کی آواز سنی تو گوشہ چشم سے دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ لہٰذا پیچھے ہٹنے کا قصد کیا اس پر حضور ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ اپنی ہی جگہ پر قائم رہو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اس نوازش پر کہ حضور ﷺ نے مجھے امامت کا حکم فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے ابوبکر! جب میں خود تمہیں حکم کر چکا تھا تو تم کو اپنی جگہ پر کھڑے رہنے سے کون چیز مانع ہوئی تھی۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ابی قحافہ کا بیٹا اس لائق نہیں کہ

اَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری کتاب الاذان ج ۱ ص ۹۴)

رسول اللہ ﷺ کے آگے بڑھ کر نماز پڑھائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب یہاں گہری نظر کی ضرورت ہے کہ باوجودیکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹنے سے منع فرمایا مگر ان سے امتثال نہ ہوسکا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ پ ۲۸ سورۂ حشر رکوع ۱ آیت نمبر ۷ میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

''یعنی اور جو حکم دیں تم کو رسول تو اس کو قبول کرو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو''۔

اس انکار کی حکمت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حال میں بالتفصیل لکھی گئی ہے۔

کنز العمال میں مروی ہے۔

قَالَ ابْنُ الْاَعْرَابِیِّ رُوِیَ اَنَّ اَعْرَابِیًّا جَآءَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ اَنْتَ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَالَ فَمَا اَنْتَ قَالَ الْخَالِفَۃُ بَعْدَہٗ

یعنی ایک اعرابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا۔ پھر کیا ہو؟ آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے بعد خالفہ ہوں۔

جوہری نے صحاح میں لکھا ہے کہ خالفہ اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی گھر کے سب لوگوں میں ایسا ہو۔ جس میں کچھ خیر نہ ہو۔ چونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ادب نے اجازت نہ دی کہ اپنے آپ کو اس لفظ کا مصداق سمجھیں۔ اس لئے اس کو ایسے طور سے بدلا۔ جس میں مادہ خلافت باقی رہے اور ادب بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ حالانکہ آپ کی خلافت احادیث صحیحہ سے صراحۃً ثابت ہے۔

جائے غور ہے کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو حضور ﷺ کے خلیفہ کہنے میں تامل کرتے ہیں تو اب ان لوگوں کو کیا کہیں جو کمال فخر سے رسول اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ﷺ کیساتھ برابری اور بھائی پنے کی نسبت لگاتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ اس برابری سے ان کا مقصود کیا ہے۔ اگر ان کو اپنی فضیلت ظاہر کرنا منظور ہے تو وہ خصوصیات حضور کہاں ہیں جو نہ کسی نبی مرسل کو نصیب ہوئیں اور نہ کسی فرشتہ مقرب کو ملیں۔

کافراں دیدند احمد را بشر ۔۔۔ ایں نمے دانند کہ آں شق القمر
گر بصورت آدمی انساں بدے ۔۔۔ احمد و بوجہل خود یکساں بدے

افسوس ان لوگوں کو اتنی سمجھ نہیں کہ

در محفلے کہ خورشید اندر شمارِ ذرّہ ہست
خود را بزرگ دیدن شرطِ ادب نباشد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اپنے باپ کو طمانچہ مارنا

ایک دفعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابوقحافہ نے کفر کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں کوئی ناشائستہ کلمہ منہ سے نکالا اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فوراً ان کے منہ پر طمانچہ کھینچ مارا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس وقت میرے پاس تلوار نہ تھی ورنہ ایسی گستاخی پر اس کی گردن اڑا دیتا۔ اسی وقت آپ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَیُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پ ۲۸ سورۂ مجادلہ ۳ ع آیت نمبر ۲۲)

تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور روز آخرت پر کہ وہ ایسوں سے دوستی کریں جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے گو وہ ان کے باپ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبے کے یہی ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی تائید کی اپنے فیضان غیبی سے اور ان کو داخل فرمائیگا۔ ایسے باغوں میں کہ بہتی ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ وہیں رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ خدائی لشکر ہے۔ خبردار ہو جاؤ اللہ کا لشکر وہی فلاح پانے والے ہیں۔

دیکھیے اس آیت مبارک سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کیسی شان پائی جاتی ہے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبر رسول ﷺ پر بیٹھنا خلافِ ادب سمجھا

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آغاز خلافت میں منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینے لگے تو منبر کے جس درجے پر رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر خطبہ القا فرمایا کرتے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اس سے نیچے کے درجے پر بیٹھے

بجائے بزرگاں نشستن خطا است

پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایام خلافت میں اسی منبر پر بیٹھ کر خطبہ دینا چاہا تو اس درجہ سے بھی نیچے کے درجے پر بیٹھے کیونکہ ان کے نزدیک مقام رسول ﷺ کے ادب کیساتھ خلیفہ رسول ﷺ کے مقام کا ادب بھی واجب تھا۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا طریق ادبِ رسول ﷺ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مکان کی چھت پر ایک پرنالہ تھا۔ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نئے کپڑے پہنے ہوئے مسجد کو جا رہے تھے۔ جب اس پرنالے کے قریب پہنچے۔ اتفاق سے اس دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر دو مرغ ذبح کئے جا رہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے۔ یکا یک ان کا خون اس پرنالے سے ٹپکا اور اس کے چند قطرے عمر خطاب رضی اللہ عنہ کے کپڑوں پر پڑ گئے۔ آپ نے اس پرنالے کے اکھاڑ ڈالنے کا حکم صادر فرمایا۔ لوگوں نے فوراً اس پرنالے کو اکھاڑ دیا اور آپ گھر واپس آ کر دوسرے کپڑے پہن کر مسجد میں تشریف لائے ادائے نماز کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آ کر کہنے لگے۔ یا امیر المومنین! خدا کی قسم اس پرنالے کو جسے آپ نے اکھیڑ ڈالا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اس جگہ لگایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر نہایت مضطرب اور پریشان ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ نے عباس رضی اللہ عنہ عنہ کو فرمایا کہ اے عباس! میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اپنے پیر میرے کندھے پر رکھ کر اس پرنالے کو جیسا حضور ﷺ نے لگایا تھا اس جگہ پر لگا دو۔ چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی درخواست پر اس کو پہلی جگہ پر لگا دیا۔

دیکھئے حضرت عمر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے دل میں حضور ﷺ کی کس قدر عظمت اور عزت تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا طریق ادبِ رسول ﷺ

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کی طرف جنگ حدیبیہ میں صلح کے واسطے بھیجا تو قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طواف کرنے کی اجازت دی لیکن آپ نے طواف کرنے سے انکار کیا اور اپنے پروردگار کے حکم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ .

(پ ۲۶ سورہ حجرات آیت نمبر ۱)

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

اپنے آقائے نامدار کا ادب و تعظیم مدنظر رکھ کر فرمایا:

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوْفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(الشفاء باب ثالث: ۵۹۴)

یعنی میں طواف نہ کرونگا جب تک میرے رسول ﷺ طواف نہ کریں گے۔

دیکھیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیت اللہ شریف کے طواف کرنے کے مقابلے میں (جو عبادت میں داخل ہے) حضور ﷺ کے رعایت ادب کو افضل جانا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں لکھتے ہیں کہ کوئی عبادت حضور ﷺ کی رعایت ادب کے برابر نہیں ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام اور تابعین عظام حضور ﷺ کی حدیث اور کلام کے ذکر کے وقت آپکی تعظیم وتوقیر فرمایا کرتے اور آپکا ادب ملحوظ رکھتے تھے۔

کنزالعمال میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام میں چوتھا شخص ہوں اور میرے نکاح میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے دی ہیں اور میں نے جب سے اپنا داہنا ہاتھ حضور ﷺ کے دست مبارک سے ملایا ہے۔ اس دن سے میں نے اس ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو کبھی نہیں چھوا۔ (کیمیائے سعادت)

ادب کا یہ وہ مرتبہ عظمیٰ ہے جس پر ہر شخص مکلف نہیں بلکہ یہ صرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہی حصہ تھا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

وَاِذَا اَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهٖ

یعنی جب کوئی پاخانے جائے تو دائیں ہاتھ سے اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے۔ نہ اس سے نجات پونچے۔

دوسری حدیث میں ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

كَانَتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتْ يَدَهُ الْيُسْرٰى لِخَلَاءِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى

یعنی رسول اللہ ﷺ کا دایاں ہاتھ وضو کرنے اور کھانے کیلئے تھا اور آپ کا بایاں ہاتھ پاخانہ میں ڈھیلا استعمال کرنے اور ہر مکروہ چیز کیلئے تھا۔

ان حدیثوں سے ثابت ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اس قدر برتری ہے کہ پاخانہ وغیرہ کی حالت میں اسے مکروہ ونجس اشیاء کو چھونے سے بچایا جائے اور اس خدمت کیلئے صرف بائیں ہاتھ کو مخصوص کرلیا جائے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس فضیلت کی بناء پر کہ ان کا ہاتھ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ سے چھو چکا ہے۔ اس کے شرف کو اس قدر وسیع اور عام کرلیا کہ خلاء وغیر خلا وغیرہ کی حالت میں بھی مدت العمر اس سے مس ذکر نہ کیا۔ یعنی دائیں ہاتھ کی جو فضیلت حالت خلا میں مس ذکر سے مانع تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کے چھونے کے باعث اس قدر وسیع کرلی کہ غیر خلاء کی حالت میں بھی اس سے مس ذکر گوارا نہ کیا یا یوں سمجھو کہ اگر شرع نے دائیں ہاتھ سے مس ذکر کرنے سے اس لئے منع کیا ہے کہ وہ بائیں سے اشرف ہے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے عدم مس ذکر کی علت بجائے اس کے دایاں ہونے کے اس امر کو قرار دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ کے ساتھ چھو چکا ہے۔ فافہم

اب ایک اور پہلو پر نظر کرنی چاہیے یعنی اگر اس ہاتھ میں کسی قسم کی برکت پیدا ہوگئی تھی تو شرم گاہ میں کون سی برائی رکھی تھی۔ جس کو وہ متبرک ہاتھ لگانا مذموم سمجھا گیا۔ حالانکہ احادیث و آثار سے مصرح ہے کہ وہ بھی ایک عضو ہے مثل اور اعضاء کے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

(۱) عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ مَسَّ ذَكَرَهُ اَيَتَوَضَّوءُ قَالَ هَلْ هُوَ اِلَّا بِضْعَةٌ مِنْ جَسَدِكَ

یعنی موطا امام محمد میں حضرت قیس بن طلق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا آلہ تناسل کے چھونے سے وضو ٹوٹتا ہے فرمایا وہ تو ایک ٹکڑا ہے تیرے جسم کا۔

(۲) عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ مَا اُبَالِیْ اِیَّاهُ اَمَسُّ اَوْ اَنْفِیْ اَوْ اُذُنِیْ

یعنی موطا امام محمد میں مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ ذکر کو مس کروں یا ناک کو یا کان کو یعنی ان تمام اعضاء کے چھونے کا ایک ہی حکم ہے۔

(۳) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ سُئِلَ عَنِ الْوَضُوْءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ فَقَالَ اِنْ كَانَ نَجِسًا فَاقْطَعْهُ

یعنی موطا امام محمد میں ابراہیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مس ذکر سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں اگر وہ نجس ہے تو اس کو کاٹ ڈال۔

الحاصل شرعاً بول و براز کی حالت کے سوا دیگر حالت میں مس ذکر میں کوئی کراہت نہیں البتہ اگر کراہت ہے تو طبعی ہے پھر اس کراہت طبعی کو ادب نے وہاں اس درجہ بڑھایا کہ مشابہ بلکہ زیادہ کراہت شرعی سے کر دیا جس کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عمر بھر اس فعل سے بچتے رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ادب ایک ایسی چیز ہے کہ اپنا پورا اثر کرنے میں نہ منتظر امر ہے۔ نہ محتاج نظیر بلکہ اہل ایمان میں وہ ایک قوت راسخہ ہے جس کو خاص ایمان کے ساتھ تعلق ہے اور اس کا منشاء عظمت وقوت اس شخص یا اس چیز کی ہے جس کے آگے ادب کرنے والا اپنے کو کم درجہ اور ذلیل سمجھتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا طریق ادب رسول ﷺ

صحیح مسلم میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ صلح نامہ جو رسول اللہ ﷺ کے اور کفار کے درمیان حدیبیہ کے دن ٹھہرا تھا۔ جس میں یہ عبارت تھی۔

هٰذَا مَا كَاتَبَ عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

تو مشرکوں نے کہا کہ لفظ رسول اللہ نہ لکھو

کیونکہ اگر رسالت مسلم ہوتی تو پھر لڑائی کیا تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس لفظ کو مٹا دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں وہ شخص نہیں ہوں جو اس لفظ کو مٹا سکوں لہٰذا حضور ﷺ نے خود اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا۔

اب یہاں تعمق نظر کی ضرورت ہے باوجودیکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لفظ رسول اللہ مٹانے کا امر فرمایا تھا مگر ان سے امتثال نہ ہو سکا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ پ ۲۸ سورہ حشر رکوع ۱ آیت نمبر ۷ میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

یعنی اور جو حکم دیں تم کو رسول تو اس کو قبول کرو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو۔

پ ۲۲ سورہ احزاب رکوع ۵ آیت نمبر ۳۶ میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا

یعنی اور یہ حق نہیں کسی ایماندار مرد کا نہ عورت کا جب فیصلہ کر دے اللہ اور اسکا رسول کسی امر کا کہ ان کو رہے اختیار اپنے معاملہ کا اور جس نے نافرمانی کی اللہ اور اس کے رسول کی۔ سو راہ بھولا صریح چوک کر۔

امتثال امر نہ ہونے کی وجہ

یہاں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے جس کے دفعیہ کیلئے تعمق نظر درکار ہے۔ وہ یہ ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ اس کا تو احتمال ہی نہیں ہو سکتا کہ ان حضرات سے عدول حکمی عمل میں آئے۔ وہ بھی کسی موقع میں جبکہ خود آنحضرت ﷺ بنفس نفیس روبرو حکم فرما رہے ہیں اور اس کا بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ان حضرات میں گویا سرتابی کا مادہ ہی نہ تھا۔ اس سے بڑھ کر انقیاد کیا ہو کہ ایک اشارہ پر جان دینا ان کے سامنے کوئی بڑی بات نہ تھی اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ عدول حکمی خلاف مرضی خدا و رسول تھی۔ کیونکہ اگر یہ بات ہوئی تو خود حضور ﷺ ان کو زجر و توبیخ فرما دیتے بلکہ کوئی آیت نازل ہو جاتی۔ اس لئے کہ ان حضرات کی تادیب کا لحاظ بیش از بیش مرعی تھا۔ اس وجہ سے کہ وہ حضرات ایک عالم کے مقتدا ہونے اور دنیا کیلئے نمونہ بننے والے تھے۔ غرض ان تمام امور پر نظر ڈالنے سے پریشانی ہوتی ہے مگر یہ خلجان اس طرح سے دفع ہو سکتا ہے کہ ان حضرات کا پاس ادب جو سچے دل سے تھا۔ وہ کچھ ایسا بافروغ تھا کہ اس کے مقابلہ میں وہ عدول حکمی قابل التفات نہ ہوئی اگر اس حالت کو خیال کیجئے۔ بشرطیکہ دل میں وقعت و عظمت حضور ﷺ کی کامل طور پر ہو تو معلوم ہوگا کہ ان حضرات کے دلوں کا اس وقت کیا حال ہوگا۔ ادھر خود بنفس نفیس سید المرسلین ﷺ بالمواجہ حکم فرما رہے ہیں اور ایک طرف سے آیات و احادیث بآواز بلند کہہ رہی ہیں کہ خبردار امر واجب الانقیاء سے سرمو انحراف نہ ہونے پائے اور ادھر ادب کا دل پر اس قدر تسلط ہے کہ امتثال کیلئے نہ ہاتھ یاری دیتے ہیں نہ پاؤں۔ آخر ان بزرگوں کو ادب نے اس قدر مجبور کیا کہ امتثال امر ہو ہی نہ سکا اور انہوں نے وہی کیا جو مقتضائے ادب تھا۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جب نص قطعی کے مقابلہ میں آخر ادب ہی کی ترجیح ہوئی تو دین میں اس کو کس قدر باوقعت اور ضروری چیز سمجھنا چاہیے۔

شد ادب جُملہ طاعتِ محمود

طاعتِ بے ادب ندارد سود

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نماز کو حضور ﷺ کی اطاعت کے باعث قضا کرنا

شفاء قاضی عیاض میں مروی ہے کہ جنگ خیبر کی واپسی میں منزل صہبا پر رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر ادا فرمائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ جماعت میں شامل نہ ہو سکے تو آپ نے اسی وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زانوئے مبارک پر سر رکھ کر آرام فرمایا۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز عصر نہیں پڑھی تھی اس لئے اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے کہ نماز عصر کا وقت گذر رہا ہے جو سب نمازوں سے افضل ہے اور جس کی تاکید قرآن مجید میں بتکرار عطف فرمائی۔

حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

(پ ۲ سورہ بقر رکوع ۳۱ آیت نمبر ۲۳۷)

یعنی حفاظت کرو اور نگاہ رکھو تم نمازوں کو اور نماز وسطیٰ یعنی نماز عصر کو۔

خندق کے دن خود رسول اللہ ﷺ نے نماز عصر کے فوت ہو جانے پر کفار کے واسطے یہ بددعا فرمائی۔

حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا

یعنی ان کفار نے ہم کو نماز وسطیٰ یعنی نمازِ عصر سے روکا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔

باوجود اتنی تاکید کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمداً نماز عصر کو ترک کیا۔ محض اس خیال سے کہ اگر میں اپنا زانو ہلاؤں گا تو حضور ﷺ بیدار ہو جائیں گے اور آپ کے خواب میں خلل آ جائے گا۔ لہٰذا آپ نے محض حضرت ﷺ کی اطاعت کے باعث زانو کو نہ ہلایا حتیٰ کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نماز عصر کا وقت جاتا رہا۔ مگر جب حضور ﷺ بیدار ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز کے فوت ہو جانے کا حال عرض کیا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ العالمین! اگر علی تیری اطاعت میں تھا تو پھر آفتاب کو طلوع کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دے۔ پس اسی وقت ڈوبا ہوا آفتاب پلٹ آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہایت تسکین کے ساتھ نماز عصر ادا کی پھر آفتاب حسب معمول غروب ہو گیا۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

الغرض اطاعت و فرمانبرداری رسول ﷺ کی ہر امر میں واجب و لازم ہے جس نے تصدیق رسالت کی مگر اتباع و اطاعت رسول اکرم ﷺ نہ کی وہ گمراہ ہے۔

اس حدیث کو روایت کیا طحاوی نے مشکل الآثار میں دو طریق سے ایک روایت اسماء بنت عمیس سے دوسری فاطمہ بنت حسین سے۔ قاضی عیاض نے شفاء میں۔ سیوطی نے الدر المنتشرۃ فی الاحادیث المشتہرہ میں اور حافظ ابن سید الناس نے بشری اللبیب میں اور اس حدیث کے دونوں طریق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے ۱۱۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں اپنے استاد شیخ ابو طاہر سے مسلسل فاطمہ بنت حسین تک اور اسماء بنت عمیس تک ازالۃ الخفاء میں نقل کئے ہیں۔

ازالۃ الخفاء میں ہے کہ ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے لیکن اس کے جواب میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں لکھا ہے کہ ابن جوزی حدیثوں کے موضوع کہنے میں بہت جلدی کرنے والے ہیں۔ بہرکیف یہ حدیث صحیح ہے۔

صواعق میں ہے کہ عراق کی ایک جماعت مشائخ ابوالمنصور مظفر بن اردشیر قناوی رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ میں حاضر تھی۔ جبکہ وہ نماز عصر کے بعد وعظ فرما رہے تھے اور یہی حدیث اور اہل بیت کے فضائل بیان کر رہے تھے کہ یکایک ابر آیا اور آفتاب چھپ گیا۔ لوگوں نے گمان کیا کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ پس آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر آفتاب کو اشارہ کیا اور تین اشعار پڑھے جن کا مطلب یہ ہے۔

کر رہا ہوں میں بتوفیقِ خدا نعت و مدحِ مصطفےٰ و مرتضےٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو نہ ڈوب اے شمس تاباں پر ضیاء سن لے تو بھی وصفِ آلِ مصطفےٰ

وہ جماعت حاضرین کہتی ہے کہ اسی وقت ڈوبا ہوا آفتاب پھر نکل آیا۔

اولیاء راہست قدرت از اِلٰہ تیرِ جستہ باز گردانند ز راہ

حضرات قباث' عثمان و عباس رضی اللہ عنہم کا ادبِ رسول ﷺ

بیہقی نے دلائل النبوت میں ابی الحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عبدالملک بن مردان نے قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم اکبر ہو یا رسول اللہ ﷺ اکبر تھے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْبَرُ مِنِّیْ وَاَنَا اَسَنُّ مِنْہُ

انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے تھے اور میں عمر میں ان سے زیادہ ہوں۔

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف عام فیل میں ہے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میری والدہ صاحبہ اسی ہاتھی کی لید کے پاس مجھے لے کر کھڑی تھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں قباث رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کا سوال کیا تھا اور انہوں نے ان کو بھی یہی جواب دیا تھا کہ حضور ﷺ اکبر تھے اور میری ولادت پیشتر ہے۔ (بیہقی)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کا سوال ہوا تھا۔ آپ نے بھی یہی جواب دیا کہ حضور ﷺ اکبر تھے اور میری ولادت پیشتر ہے۔ (کنزالعمال)

کنزالعمال میں حضرت یزید بن الاصم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا کہ میں بڑا ہوں یا تم عرض کیا کہ آپ اکبر ہیں اور اکرم ہیں اور میری عمر زیادہ ہے۔

اس ادب کو دیکھئے باوجودیکہ اس موقع میں لفظ اکبر اور اسن دونوں کے ایک ہی معنی ہیں مگر اس لحاظ سے کہ لفظ اکبر مطلق بزرگی کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لہٰذا صراحۃً اس کی نفی کر دی اور مجبوراً لفظ اسن کو ذکر کیا کیونکہ صراحۃً مقصود پر دلالت کرنے والا سوائے اس کے کوئی لفظ نہ تھا۔ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ جن کی تعظیم خود رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا ادب میں یہ حال ہو تو پھر ہم کو کس قدر ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے مگر افسوس ہے آج کل کے بعض بے ادب اور گستاخ فرقوں پر جو شب و روز آیات حدیث سے کرید کرید کر من گھڑت معانی بنا کر رسول اللہ ﷺ کی تنقیص شان کرتے ہیں۔ اللہ ان بے ادبوں کو رشد و ہدایت بخشے تا کہ وہ بے ادبی اور گستاخی کے باعث دوزخ کا ایندھن بننے سے محفوظ رہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا طریق ادبِ رسول ﷺ

ابوداؤد میں حضرت عبد بن فیروز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے میں نے پوچھا کہ کن جانوروں کی قربانی درست نہیں؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ چار قسم کے جانور ہیں جن کی قربانی درست نہیں۔ ایک وہ جس کی آنکھ پھوٹی ہو۔ دوسرا وہ جو سخت بیمار ہو۔ تیسرا وہ جس کا لنگ ظاہر ہو۔ چوتھا وہ جو نہایت دبلا ہو۔ اس کو آپ نے اپنی انگلیوں سے اشارے سے تشریح فرمائی لیکن میری انگلیاں حضرت کی انگلیوں سے چھوٹی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں پہلے دست مبارک کے اشارے سے تعیین فرما دی کہ چار جانور ہیں جن کی قربانی درست نہیں پھر ان کی تفصیل کی۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے جب اس واقعہ کو بیان کیا تو ادب نے اجازت نہ دی کہ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک کی حکایت اپنے ہاتھ سے کی جائے لہٰذا عذر ظاہر کیا کہ میری انگلیاں چھوٹی ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے ساتھ کچھ نسبت نہیں ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ چار کا اشارہ ہاتھ سے کرنے میں مقصود صرف تعیین عدد ہے ظاہراً نہ اس میں کوئی مساوات کا شائبہ ہے نہ سوء ادب کا باوجود اس کے ادب صحابیت نے دست مبارک کی حکایت کو بھی گوارا نہ کیا جس سے تشبیہ لازم آجاتی تھی۔ اب دوسرے آداب کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔

افسوس ان لوگوں کے حال پر جو باوجود مدعی علم ہونے کے رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کے کلمات کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں فہم سلیم عطا فرمائے۔ تا کہ وہ عذاب آخروی سے بچ جائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول ﷺ

صحیح بخاری میں ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینۂ منورہ کے کسی راستہ میں دیکھا چونکہ میں جنبی تھا۔ اسلئے میں چھپ گیا پھر غسل کر کے حاضر خدمت اقدس ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! تم کہاں تھے؟ عرض کیا کہ مجھے نہانے کی ضرورت تھی۔ اس لئے میں نے آپ کے ساتھ بغیر طہارت کے بیٹھنے کو مکروہ سمجھا۔ فرمایا

سُبْحَانَ اللّٰهِ اَنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجَسُ

یعنی پاک ہے اللہ تعالیٰ مسلمان نجس نہیں ہوتا۔

دیکھیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حالت میں جو الگ ہو گئے تو اس سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی کمال درجہ کی عظمت ان کے دل میں موجود تھی جس نے ان کی عقل کو مقہور کر کے ان کے دل کو اس ادب پر مجبور کر دیا تھا ورنہ وہ جانتے تھے کہ جنابت کا جسم میں سرایت کرنا ایک امر حکمی ہے۔ حسی نہیں جس سے دوسرے کو کراہت ہو اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کا اثر دوسرے تک متعدی نہیں ہو سکتا۔

ہر چند رسول اللہ ﷺ نے مسئلہ شرعیہ بیان فرما دیا کہ مسلمان نجس نہیں ہوتا مگر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کلام اس میں ہے کہ اس حالت میں حاضر ہونے کو انہیں کون سی چیز مانع تھی۔ اگر نعوذ باللہ طبیعت میں بے باکی ہوتی تو خیال کر لیتے کہ اس حالت میں مجالست سے کوئی ممانعت نہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی خیال آ سکتا تھا کہ چل کر تو دیکھئے کہ اگر حضور منع فرمائیں گے تو ایک مسئلہ معلوم ہو جائے گا۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ ہر روز نئے نئے مسائل معلوم ہونے کی ضرورت سمجھی جاتی تھی۔ بلکہ دراصل بات یہ ہے کہ ادب نے ان کو جرأت کرنے نہ دی۔

پھر حضور ﷺ نے جو مسئلہ بیان فرمایا اس سے یہ مقصود معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسئلہ شرعیہ معلوم ہو جائے علاوہ اس کے اگر ان کی یہ حرکت ناگوار طبع مبارک ہوتی تو صاف زجر فرما دیتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ محض رسول اللہ ﷺ کے ادب کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔

حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول ﷺ

زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر میں کجاوہ باندھا کرتا تھا۔ ایک رات مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور حضور ﷺ نے کوچ کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت مجھے نہایت تردد ہوا کہ اگر ٹھنڈے پانی سے نہاؤں تو مارے سردی کے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہے اور یہ بھی گوارا نہیں کہ ایسی حالت میں خاص سواری مبارک کا کجاوہ اونٹنی پر باندھوں مجبوراً کسی شخص انصاری سے کہہ دیا کہ کجاوہ باندھے پھر میں نے چند پتھر رکھ کے پانی گرم کیا اور نہا کر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام سے جا ملا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے اسلع! کیا سبب ہے کہ تمہارے کجاوہ کو میں متغیر پاتا ہوں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے نہیں باندھا تھا۔ فرمایا کیوں؟ عرض کیا اس وقت مجھے نہانے کی حاجت تھی اور ٹھنڈے پانی سے نہانے میں جان کا خوف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا اس لئے کسی اور کو باندھنے کیلئے کہہ دیا تھا۔ اسلع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ الاية

(پ ۶ سورہ مائدہ رکوع ۲ آیت نمبر ۶)

جس سے سفر میں تیمم کرنے کی اجازت ملی۔ (درمنثور وطبرانی وغیرہ)

سبحان اللہ کیا ادب تھا کہ جس کجاوہ میں رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے تھے اسکی لکڑیوں کو حالت جنابت میں ہاتھ لگانا بھی گوارا نہ تھا۔ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو اس کا منشاء محض ایمان دکھلائی دے گا۔ جس نے ایسے پاکیزہ خیالات ان حضرات کے دلوں میں پیدا کر دیئے تھے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ نہ عموماً اس قسم کے امور کی تعلیم تھی نہ صراحۃً ترغیب وتحریص۔

الحاصل جب ان لکڑیوں کا اس قدر ادب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ انبیاء واولیاء کا جس قدر بھی ادب کیا جائے محمود ہے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا طریق ادبِ رسول ﷺ

حضرت مصعب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نہایت ہی ہنس مکھ تھے۔ مگر جب نبی کریم ﷺ کا ذکر ان کے روبرو کیا جاتا تو ان کا رنگ متغیر ہو جاتا اور میں نے انہیں کبھی بلاوجہ حدیث بیان کرتے نہیں دیکھا۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کا طریق ادبِ رسول ﷺ

حضرت مصعب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتے یا ان کے پاس حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور نبی ﷺ کی تعظیم کے باعث جھک جاتے۔ یہاں تک کہ انکے ہم نشینوں پر گراں گزرتا۔ پس آپ سے ایک دن اسکا باعث دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔

لَوْ رَأَيْتُمْ مَّا رَأَيْتُ لَمَا أَنْكَرْتُمْ عَلَى مَا تَرَوْنَ

یعنی حضور ﷺ کی رفعت شان اور عظمت مقام جو میں جانتا ہوں اگر تم اسے جانتے تو ہرگز تم اپنے دیکھے ہوئے پر انکار نہ کرتے۔

نمیدا نم کدا میں نو بہار جلوہ مے آید
کہ در پرواز آمد رنگ رو گلہائے بستانرا

حضرت مصعب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ جب حضور ﷺ کی کوئی حدیث بیان فرماتے تو پہلے وضو کرتے پھر کپڑے وغیرہ پہن کر آراستہ ہوتے پھر حدیث شریف بیان کرتے اور جب کوئی شخص دروازے پر آتا تو لونڈی بھیج کر دریافت فرماتے کہ تم کیوں آئے ہو؟ کوئی حدیث پوچھنے آئے ہو یا مسائل فقہ؟ اگر وہ کہتا کہ مسائل فقہ پوچھنے آیا ہوں تو آپ اسی حالت میں باہر آ کر اسے مسئلہ بتلا دیتے اور اگر وہ کہتا کہ حدیث پوچھنے آیا ہوں تو آپ غسل خانے میں جا کر غسل فرماتے اور نئے کپڑے پہنتے خوشبو لگاتے' عمامہ باندھتے' سبز چادر اوڑھتے اور ان کے واسطے خاص اس وقت کیلئے ایک کرسی بچھائی جاتی۔ پس آپ آ کر اس پر بیٹھتے اور نہایت خضوع وخشوع کے ساتھ حدیث بیان فرماتے اور جب تک حدیث بیان کرتے رہتے۔ خوشبو سلگتی رہتی۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور آپ حدیث شریف بیان فرمار ہے تھے کہ آپ کو بچھو نے سولہ بار کاٹا اور آپ کے چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا مگر آپ نے نبی کریم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا بیان کرنا نہ چھوڑا۔ جب آپ حدیث ختم کر چکے اور لوگ چلے گئے تو میں نے دریافت کیا۔ فرمایا کہ آج میرے حدیث بیان کرنے میں بچھو نے سولہ بار کاٹا اور میں نے حدیث کی عظمت و اجلال کے باعث صبر کیا۔

سبحان اللہ! ان حضرات کے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا احترام جاگزین تھا کہ سولہ بار بچھو کاٹے اور اُف نہ کریں۔ جان جائے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر میں خلل نہ آئے۔ بخلاف آج کل کے بعض مدعیان علم کے کہ وہ عمداً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت بخشے۔

حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کا طریق ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث صحیح میں مروی ہے کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں بال اس قدر دراز تھے کہ جب وہ بیٹھتے اور ان بالوں کو چھوڑ دیتے تو زمین پر پہنچتے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ تم نے ان بالوں کو اتنا کیوں بڑھایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس وجہ سے ان کو نہیں کٹواتا کہ ایک وقت ان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لگا تھا۔ اس لئے میں نے تبرکاً ان بالوں کو رکھا ہوا ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا طریق ادبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث میں ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موئے مبارک تبرکاً تھے۔ ایک جنگ میں آپ کی وہ ٹوپی گر پڑی۔ آپ نے اس کے حصول کے واسطے سخت جنگ کی حتیٰ کہ چند مسلمان بھی اس میں شہید ہو گئے۔ صحابۂ کرام نے ان کو الزام دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے یہ فعل ٹوپی کے واسطے نہیں کیا بلکہ ان موئے مبارک کے واسطے کیا جو اس میں ہیں تاکہ وہ ضائع نہ ہوں اور کفار کے ہاتھ میں نہ جانے پائیں اور مجھ سے اس کی برکت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاتی نہ رہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول ﷺ

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حال میں لکھا ہے۔

وَكَانَ عِنْدَهٗ شَیْءٌ مِّنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُلَامَةِ اَظْفَارِهٖ فَاَوْصٰی اَنْ تُجْعَلَ فِیْ فَمِهٖ وَعَيْنَيْهِ وَقَالَ اَفْعَلُوْا ذٰلِكَ وَخَلُّوْا بَيْنِیْ وَبَيْنَ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

یعنی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جناب رسول اللہ ﷺ کے کچھ موئے مبارک اور تراشہ ناخن محفوظ تھے۔ جب وہ مرنے لگے تو وصیت کی کہ یہ چیزیں میرے منہ اور آنکھوں میں رکھ دینا اور پھر میرا معاملہ ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان متبرک چیزوں کو خدائے تعالیٰ کے حضور میں جاتے وقت اپنی تقصیروں کی معافی کا ذریعہ قرار دیا اور امید کامل باندھ لی کہ ان کی بدولت میری مغفرت ہو جائیگی۔ سبحان اللہ یہ تھا ادب رسول اور کمال عقیدہ سچے مسلمانوں کا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ادبِ رسول ﷺ

مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کو رسول اللہ ﷺ کے بیٹھنے کی جگہ پر رکھا پھر اس کو اپنے منہ پر ملا۔

مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو عظمت کے لحاظ سے کوئی شخص حضور ﷺ کی طرف سر نہ اٹھاتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ کے روبرو تو اس قسم کا ادب ہوتا ہی تھا لیکن وہ حضرات جب حدیث شریف کے حلقوں میں بیٹھتے تھے تو اس خشوع و خضوع کے ساتھ سر جھکائے بیٹھتے تھے۔ گویا کہ گردنوں پر سر ہی نہیں۔ چنانچہ مستدرک میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن قرط رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں مسجد میں گیا دیکھا کہ ایک حلقہ میں لوگ ایسے سر جھکائے بیٹھے ہیں کہ گویا انکی گردنوں پر سر ہی نہیں۔ یعنی سب لوگ حدیث شریف سننے والے کچھ ایسے مودبانہ سر جھکائے بیٹھے تھے کہ گردنوں پر سر نہیں دکھائی دیتے تھے اور ایک صاحب حدیث شریف بیان کر رہے تھے۔ جب غور سے ان کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

اب ذرا زمانہ کے انقلاب اور طبیعتوں کی رفتار کو دیکھنا چاہیے کہ بعد خیر القرون نے لوگوں کو ان حضرات کے مسلک سے کس قدر دور کر دیا ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ معاملہ بالکل بالعکس ہوگیا ہے۔ اس زمانہ میں حالانکہ ان امور کی تعلیم عموماً نہ تھی مگر دل ہی کچھ ایسے مہذب اور مؤدب تھے کہ قسم قسم کے آداب اور طرح طرح کے حسن عقیدت پر دلالت کرنے والے افعال خود بخود ان سے ظہور پاتے تھے اور وہ ان کو اصول شرعیہ پر منطبق کر دیتے تھے۔ جس کا سمجھنا بھی شاید اس زمانہ میں بآسانی نہ ہو سکے۔ کیوں نہ ہو۔ ان حضرات کے دل وہ تھے جن کو تمام بندوں کے دلوں پر فضیلت ہونے کی وجہ سے اللہ نے صحابیت کے واسطے منتخب فرمایا تھا۔ چنانچہ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کے دلوں کو دیکھا تو میرے اصحاب کے دلوں سے پاکیزہ تر کوئی دل نہ پایا اسی واسطے ان کو میرے اصحاب ہونے کیلئے پسند فرمایا جو کام وہ اچھا سمجھتے ہیں اللہ کے نزدیک بھی وہ اچھا ہے اور جس کو وہ برا جانتے ہیں اللہ کے نزدیک بھی وہ برا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غرض وہ ہر قسم کے آداب کے سب سے اعلیٰ مظہر تھے اور ان پر کوئی اعتراض بھی نہ کرتا تھا۔ اس لئے کہ اس وقت تک بے ادبی کی بنیاد نہ پڑی تھی اور اگر چند خودسروں نے بنیاد ڈالی بھی تھی تو اس وجہ سے کہ ان کی بداعتقادیوں نے ان کو دائرہ اتباع سے خارج اور دوسرے نام کے ساتھ مشتہر کر دیا تھا۔ ان کی باتیں کسی کی سمع قبول تک پہنچی ہی نہ تھیں۔

الحاصل خیر القرون کا یہ حال تھا کہ ہر قسم کے آداب کی بنیاد رکھی جاتی تھی اور اس آخری زمانہ کا حال یہ ہے کہ باوجودیکہ ان حضرات نے جن کا اتباع بحسبِ ارشاد شارع علیہ السلام ضروری ہے۔ طرح طرح کے آداب تعلیم کر گئے اگر کسی سے اس قسم کے افعال صادر ہو جائیں تو ہر طرف سے اعتراضات کی بوچھاڑ ہونے لگتی ہے اور صرف اعتراض ہی نہیں بلکہ شرک کے الزام تک نوبت پہنچا دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ادب نصیب کرے۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کرنی جیسی آپکی زندگی میں واجب و لازم ہے ویسے ہی آپ کے وصال کے بعد بھی واجب و لازم ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ قَالَ لَا یَنْبَغِیْ رَفْعَ الصَّوْتِ عَلٰی نَبِیٍّ حَیًّا وَّلَا مَیِّتًا

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور میں آواز کو بلند کرنا نہیں چاہیے نہ زندگی میں اور نہ ہی وصال کے بعد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تہدیدی حکم

رُوِیَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَسْمَعُ صَوْتَ وَتَدٍ يُّوْتَدُ وَالْمِسْمَارُ يُغْرَبُ فِيْ بَعْضِ الدُّوْرِ الْمُتَّصِلَةِ بِمَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتُرْسِلُ اِلَيْهِمْ لَاتُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُوِیَ وَمَا عَمِلَ عَلِيٌّ مِصْرَاعَیْ بَابِهٖ بِالْمَنَاصِعِ اِلَّا تَوَقِّيًا لِذٰلِكَ وَتَأَرِّيًا مَعَهٗ

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اس کھونٹی کی آواز جو مسجد نبوی کے ارد گرد گھروں میں گاڑی جاتی تھی اور اس میخ کی آواز جو ٹھونکی جاتی تھی سنتی تھیں۔ انہوں نے ان گھر والوں کے پاس کہلا بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت نہ دو یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دروازے کے کواڑ اس وعید سے بچنے کیلئے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ادب کی خاطر کپڑے کے بنائے ہوئے تھے۔

مسجد نبوی میں چلا کر بولنے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعزیزی حکم

مسجد نبوی میں اونچی آواز بولنا ممنوع ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں بلند آواز کرنے والوں کو تنبیہ کی اور ڈانٹا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدٍ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِی الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِیْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَائْتِنِیْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُ بِهِمَا قَالَ مِنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمْ تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب رفع الصوت فی المسجد، مشکوٰۃ باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ تیسری فصل)

یعنی صحیح بخاری میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میں ایک بار مسجد نبوی میں کھڑا تھا کہ کسی نے مجھے کنکری ماری دیکھا تو حضرت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے کہا جاؤ اور ان دو شخصوں کو لے آؤ جب ان دونوں کو میں ان کے پاس لے گیا تو پوچھا تم کون ہو؟ یا کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم طائف کے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر تم اس شہر سے ہوتے تو میں تم کو ضرور اذیت پہنچاتا اور مارتا اس واسطے کہ تم مسجد نبوی میں آواز بلند کرتے ہو۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ مسجد نبوی میں کوئی شخص آواز بلند نہیں کر سکتا تھا اور اگر کوئی کرتا بھی تو مستحق تعزیر سمجھا جاتا تھا۔ باوجودیکہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ چنداں دور نہ تھے مگر اسی ادب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو پکارا نہیں بلکہ کنکری پھینک کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ یہ تمام ادب اسی وجہ سے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بحیاتِ ابدی تشریف رکھتے ہیں کیونکہ اگر لحاظ صرف مسجد ہونے کا ہوتا تو فِی مَسْجِدِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس تعزیر کو اہل شہر کیلئے خاص فرمایا جن کو مسجد شریف کے آداب بخوبی معلوم تھے۔ اگر صرف مسجد ہی کا لحاظ ہوتا تو اہل طائف بھی معذور نہ رکھے جاتے کیونکہ آخر وہاں بھی مسجدیں تھیں۔

حضرت ابوجعفر کا مسجد نبوی میں چلا کر بولنا

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفۂ وقت ابوجعفر کو مسجد نبوی میں ان کے با واز بلند بولنے پر ڈانٹا۔ چنانچہ درمنظم میں ابن حجر ہیثمی اور شفاء میں قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے بسند متصل روایت کی ہے۔

عَنِ ابْنِ حُمَیْدٍ قَالَ نَاظَرَ اَبُوْجَعْفَرٍ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَالِکًا فِیْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَاتَرْفَعْ صَوْتَکَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَدَّبَ قَوْمًا فَقَالَ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَمَدَحَ قَوْمًا فَقَالَ لَاتَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَمَدَحَ قَوْمًا فَقَالَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ الاٰیة وَذَمَّ قَوۡمًا فَقَالَ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَكَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ الاٰیة وَاِنَّ حُرۡمَتَه، مَیۡتًا كَحُرۡمَتِهٖ حَیًّا فَاسۡتَكَانَ لَهَا اَبُوۡجَعۡفَرٍ وَقَالَ یَا اَبَا عَبۡدَاللّٰهِ اَسۡتَقۡبِلُ الۡقِبۡلَةَ وَاَدۡعُوۡاَمۡ اَسۡتَقۡبِلُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِمَ تَصۡرِفُ وَجۡهَكَ عَنۡهُ وَهُوَ وَسِیۡلَتُكَ وَوَسِیۡلَةُ اَبِیۡكَ اٰدَمَ عَلَیۡهِ السَّلَامُ اِلَی اللّٰهِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ بَلۡ اِسۡتَقۡبِلۡهُ وَاسۡتَشۡفِعۡ بِهٖ فَیُشَفِّعُكَ اللّٰهُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَلَهُمُ الرَّسُوۡلُ الاٰیة

یعنی امیر المومنین ابو جعفر منصور نے جو خلفائے عباسیہ سے دوسرے خلیفہ ہیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسجد نبوی میں کسی مسئلہ میں مباحثہ کیا۔ جس میں ان کی آواز کچھ بلند ہوگئی۔ اس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے امیر المومنین! اس مسجد میں آواز بلند نہ کیجئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تادیب کی ایک قوم کی اس آیت شریف میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَكُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ (پ ۲۶ سورہ حجرات آیت نمبر ۲) یعنی اے مسلمانو! اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند نہ کرو۔ یعنی میرے حبیب کے دربار میں اپنی آواز بلند نہ کرو اور مدح کی ان لوگوں کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آواز پست کیا کرتے تھے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا: پ ۲۶ سورہ حجرات رکوع ۱ آیت نمبر ۳ میں

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَهُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوۡبَهُمۡ لِلتَّقۡوٰی لَهُمۡ مَّغۡفِرَةٌ وَّاَجۡرٌ عَظِیۡمٌ

یعنی جو لوگ دبی آواز سے بولا کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جانچ لیا ہے ان کے دلوں کو پرہیزگاری کیلئے ان کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے"۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور مذمت کی اس قوم کی جو حجرہ کے باہر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے تھے۔ چنانچہ اسی سورۃ میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (پ ۲۶ سورہ حجرات آیت نمبر ۴،۵)

یعنی اور جو لوگ کہ تجھ کو حجروں کے باہر پکارتے ہیں وہ اکثر بیوقوف ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف از خود نکلتا تو انکے حق میں بہتر تھا''۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت وصال کے بعد بھی وہی ہے جو قبل وصال کے تھی امیر المومنین یہ سنتے ہی متادب اور متذلل ہو گئے پھر پوچھا اے ابا عبداللہ! قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوں؟ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیوں منہ پھیرتے ہو؟ وہ تو وسیلہ ہیں آپ کے اور آپکے باپ آدم علیہ السلام کے قیامت کے روز تو حضرت کی طرف متوجہ ہو کر شفاعت و سفارش طلب کیجئے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول کرے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ ۵ سورہ النساء آیت نمبر ۶۴)

یعنی اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا تو تیرے پاس آ جاتے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول ان کے واسطے معافی چاہتا تو ضرور پاتے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان

یہاں سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ مراتب تعظیم اور آداب رسالت کا لحاظ رکھیں گے وہی اس وعدے میں داخل ہیں۔ برخلاف انکے جو بے ادبی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بولتے ہیں کہ ان کے نیک عمل بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمانو! ان بزرگوں کے اعتقادوں کو دیکھئے کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے آواز بلند کرنے کے باب میں ان آیات سے استدلال کیا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (پ۲۶ سورہ حجرات آیت نمبر۲) اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ (پ۲۶ سورہ حجرات آیت نمبر۴) اور خلیفۂ وقت نے پوچھا تک نہیں کہ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ اور یُنَادُوْنَكَ کے معنی یہاں کیونکر صادق آتے ہیں اور اگر اجتہاد کیا گیا تو اس کا طریقہ کیا ہے پھر یہ بھی نہ تھا کہ خلیفۂ موصوف کچھ جاہل تھا بلکہ وہ نہایت کامل العقل عالم جید اور ادیب اور متدین تھا مگر معلوم نہیں اس استدلال میں کس درجہ کی قوت تھی جس نے خلیفۂ وقت کو عین مباحثہ میں ساکت کر دیا۔ اگر اس زمانہ میں کوئی شخص اس قسم کا استدلال کرے تو اس پر سینکڑوں اعتراض کیے جائیں گے۔ علیٰ ہذا اگر کوئی شخص اس استدلال کی نزاکت کو نہ سمجھ کر اس میں کچھ کلام کرے تو وہ کون سا مسلمان ہوگا جو معترض کی رائے کو امام مالک کی رائے پر ترجیح دے گا کیونکہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وہ شخص ہیں کہ جن کے شاگردوں کے شاگرد ہونے پر امام بخاری اور مسلم وغیرہ محدثین کو فخر حاصل ہے غرض اس استدلال پر حجت کرنے والا جاہل مطلق اور علم سے بے بہرہ ہے۔

مسلمانو! امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ان آیات سے وہ ادب استنباط کیا کہ اس کی بدولت قیامت تک اہل ایمان بہرہ اندوز اور متمتع رہیں گے۔ (جزاہ اللّٰہ تعالیٰ عنا خیر الجزاء)

صحابہ کرام حضور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ بِاَبِیْ کہتے

بخاری شریف میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی عادت تھی کہ جب کبھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر مبارک کرتیں تو بِاَبِیْ کہتیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

وَقَلَّمَا ذَكَرَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَتْ بِاَبِيْ

یعنی کم اتفاق ہوتا تھا کہ ذکر شریف کے وقت یہ لفظ نہ کہتی ہوں معنی اس کے یہ ہیں کہ میرے باپ رسول اللہ ﷺ پر سے فدا ہوں۔

صحابہ کرام اکثر بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ کہا کرتے تھے۔ چنانچہ کتب احادیث میں موجود ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ آپ کے اشفاق و مراحم کے روبرو مہر مادری اور شفقت پدری کی کچھ حقیقت نہیں ان دونوں کو آپ پر سے فدا کرنا چاہیے۔

سبحان اللہ کیا ادب تھا کہ روبرو تو روبرو غائبانہ وصال شریف کے بعد بھی وہ ادب مرعی تھا کہ جب تک ماں باپ کو فدا نہیں کرتے تام مبارک کو ذکر نہیں کرتے تھے۔

آپ کے نام مبارک کا ادب کافر بھی کرتے تھے

کیوں نہ ہو یہ نام مبارک وہ تھا کہ جسکے ذکر میں کفار بھی بسا اوقات متادب ہو جاتے تھے۔ چنانچہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب الدنیہ میں اور زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ ایک جماعت قبیلہ کندہ سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ الفاظ تحیت کے ادا کئے جو اس زمانہ میں سلاطین کے حضور میں کہے جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں بادشاہ نہیں ہوں بلکہ محمد بن عبداللہ ہوں۔ انہوں نے کہا ہم آپ کو نام لے کر نہیں پکاریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ میں ابوالقاسم ہوں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ اے ابوالقاسم فرمایئے کہ ہم نے اپنے دل میں کیا چھپایا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا یہ تو کاہنوں کا کام اور کاہن اوران کا پیشہ دوزخی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پھر کیونکر معلوم ہو کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ تب آپ نے ایک مٹھی کنکریاں اٹھائیں اور فرمایا کہ دیکھو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ گواہی دیتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں' چنانچہ اسی وقت کنکریاں دست مبارک میں تسبیح کرنے لگیں۔ یہ سن کر حاضرین نے صدق دل سے کلمۂ شہادت پڑھا جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور وہ سب لوگ مشرف باسلام ہوئے۔

ظاہر ہے کہ یہ لوگ قبل امتحان مشرف باسلام نہیں تھے باوجود اسکے نام مبارک لینے میں ترک ادب سمجھا۔ کیا تعجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہی ادب پسند آ گیا ہو جس سے ان کو ابدالآباد کیلئے عزت و شرافت حاصل ہوگئی کہ مسلمان ہو کر جنت الفردوس میں داخل ہوئے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ادبِ رسول ﷺ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جذب القلوب میں ارقام فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ طیبہ میں اپنے گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ فرماتے تھے کہ مجھ کو شرم آتی ہے کہ میں اس زمین کو گھوڑے کے سم سے روندوں جس پر رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک لگے ہوئے ہیں' فی الحقیقت وہ زمین پاک نہایت واجب التعظیم ہے۔ بقول حافظ رحمۃ اللہ علیہ۔

بمقامیکہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ادبِ رسول ﷺ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں مرقوم ہے کہ آپ صحیح بخاری کے جمع کرنے کے وقت ہر حدیث لکھنے کے واسطے تازہ غسل کیا کرتے اور دوگانہ نماز پڑھتے تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ آب زمزم سے غسل کرتے اور مقام ابراہیم پر دوگانہ پڑھتے تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چونکہ اس طرح انہوں نے حدیث نبوی کی تعظیم اور توقیر کی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا فضل عظیم دیا ہے کہ تمام مسلمان ان کو اپنا امام جانتے ہیں اور انکی تعظیم اور ان کی کتاب کی وہ قدر ہوئی کہ دنیا میں سوائے قرآن مجید کے کسی اور کتاب کی ایسی قدر و منزلت نہیں ہوئی یہ مقبولیت محض ادب حدیث کا سبب تھا ورنہ احادیث صحیحہ کی اور بھی بیشمار کتابیں تھیں۔

جمہور علمائے اہلسنت والجماعۃ کا اس پر اتفاق ہے کہ اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ کِتَابُ الْبُخَارِیِّ یعنی تمام کتابوں سے زیادہ صحیح کتاب کتاب اللہ کے بعد بخاری کی کتاب ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا طریق ادبِ رسول ﷺ

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تنزیہ الانبیاء عن تشبیہ الانبیاء'' میں امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ترشیح سے نقل کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض تصانیف میں وہ قصہ نقل کیا جو کسی عورت نے کچھ مال چرایا تھا اور حضور ﷺ نے اسکے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا اور کسی نے سفارش کی پھر وہ حدیث نقل کی کہ حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ اگر فلاں عورت بھی (جو ایک شریفہ تھیں) چراتیں تو ان کا بھی ہاتھ قطع کیا جاتا۔

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب سیکھو کہ حدیث شریف میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام مصرح ہے۔ اگر بعینہٖ حدیث نقل کر دیتے تو کوئی بے جا اور بے موقع بات نہ تھی لیکن آپ نے از راہ کمال ادب صراحۃً نام مبارک کو ذکر نہ کیا۔

سبحان اللہ! کیا ادب تھا حالانکہ الفاظ حدیث کو بعینہٖ نقل کرنا ضروری ہے اور وہ نام مبارک جو حدیث شریف میں وارد ہے۔ لفظ لَـو کے تحت میں ہے۔ جو علی سبیل فرض محال آتا ہے مگر بایں ہمہ چونکہ حدیث شریف میں یہ نام مبارک مقام توہین میں وارد تھا۔ اس لئے ادب نے اجازت نہ دی کہ اس نام مبارک کو صراحۃ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ذکر کریں گو حدیث شریف میں وارد ہے سچ ہے جو مقربین بارگاہ ہوتے ہیں انہی کو ادب نصیب ہوتا ہے۔ ہر کس و ناکس میں وہ صلاحیت کہاں۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

سلطان محمود غزنوی کا طریق ادبِ رسول ﷺ

کہتے ہیں کہ غازی سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے غلام ایاز کا ایک بیٹا تھا جو بادشاہ کا ملازم تھا اور اس کا نام محمد تھا۔ ایک دن بادشاہ سلامت نے ایاز کی موجودگی میں اس سے یوں خطاب کیا کہ اے ایاز کے بیٹے! وضو کا پانی لاؤ۔ ایاز نے ان الفاظ کو سن کر دل ہی دل میں خیال کیا کہ نہ معلوم میرے بیٹے نے کیا خطاء کی کہ جسکے باعث بادشاہ سلامت نے اس کو نام سے نہیں بلایا۔ پس جب سلطان محمود وضو سے فارغ ہوئے تو ایاز کی طرف دیکھا کہ وہ مغموم وملول ہے اس سے غم و رنج کا سبب پوچھا اس نے دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کی کہ عالی جاہ! میرے مغموم ہونے کا باعث یہ ہے کہ چونکہ حضور نے میرے لخت جگر کا نام لے کر نہیں بلایا اس لئے معاً میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید اس سے کوئی بے ادبی اور گستاخی سرزد ہوئی ہے کہ جس کے باعث آپ اس سے خفا اور ناراض ہیں' بادشاہ سلامت نے مسکرا کر کہا اے ایاز! خاطر جمع رکھ۔ تمہارے صاجزادے سے کوئی بات میری طبع کے خلاف سرزد نہیں ہوئی اور نہ ہی میں اس سے کسی طرح ناراض یا خفا ہوں اسوقت نام نہ لینے میں یہ حکمت تھی کہ میں اس وقت بے وضو تھا۔ چونکہ یہ آقائے نامدار سرور کونین رحمۃ للعالمین کا ہم نام تھا۔ اس لئے مجھے شرم آئی کہ حضور ﷺ کا نام مبارک ایسی حالت میں میری زبان سے گزرے جب کہ میں بے وضو یا بے طہارت ہوں۔ ولنعم ماقیل

ہزار بار بشوئیم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی است

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمانو! تم کو بھی لازم ہے کہ تم بھی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرو جس طرح بزرگان دین کیا کرتے تھے اور ہر بات میں آپ کا ادب ملحوظ رکھو جس وقت آپ کا ذکر ہو یا آپ کا نام مبارک لیا جائے یا آپ کا کلام پڑھا جائے یا آپ کے فضائل ومحامد بیان کئے جائیں تو نہایت متوجہ ہوکر حضور قلب کے ساتھ سنا کرو اور جب تک ایسے مقام میں رہو درود شریف کی کثرت کیا کرو کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے بلکہ حقیقت میں تمہارا اپنا ہی نفع اور بہبودی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے دلوں میں حبیب خدا شرف انبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عظمت ومحبت ڈالے۔ حضور کا سچا تابعدار اور فرمانبردار بنائے اور قیامت میں حضور کی معیت سے شادکام فرمائے۔ آمین ثم آمین

دیدہ باشی تشنہ مستعجل برآب
جاں بجاناں ہمچناں مستعجل است

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب پنجم

فوائد آدابِ بزرگاں

حضور ﷺ کے ساتھ ادب سے گفتگو کرنے سے مغفرتِ گناہاں

جو لوگ رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتے وقت ادب کو نگاہ رکھتے تھے ان کو محض اس ادب کی خاطر گناہوں کی مغفرت کا پروانہ مل جاتا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ پ ۲۶ سورۂ حجرات رکوع ۱ آیت نمبر ۳ میں ارشاد فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ

یعنی جو لوگ دبی آواز سے بولا کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جانچ لیا ہے ان کے دلوں کو پرہیز گاری کیلئے ان کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

سبحان اللہ! کس قدر رحمت اور فضل الٰہی مؤدبوں کیلئے موجزن ہے کہ اگرچہ گنہگار ہوں علاوہ مغفرت گناہ کے بہت بڑے ثواب کا وعدہ دیا جارہا ہے۔

سرمایۂ ادب بکف آور کہ ایں متاع
آنرا کہ ہست فیض ابد آیدش بدست

اس آیت شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر کس و ناکس کو ادب نصیب نہیں ہوسکتا یہ دولت ان لوگوں کے حصہ میں ودیعت رکھی گئی ہے جن کے دل امتحانِ الٰہی میں پورے اترتے ہیں اور جن میں کامل طور پر تقویٰ کی صلاحیت موجود ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک بدکار کا حضور ﷺ کے نام مبارک پر بوسہ دینا

حلیہ ابی نعیم میں حضرت وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ دو سو برس تک فسق و فجور میں مبتلا رہا۔ تمام لوگ اس کے فسق و فجور سے تنگ آ گئے۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو اٹھا کر بول و بزار کے مزبلہ پر پھینک دیا۔ اسی وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ آج ہمارے ایک دوست نے دنیا سے انتقال کیا لوگوں نے اس کو بول و بزار میں پھینک دیا ابھی جاؤ اور اس کی تجہیز و تکفین کرو اور بنی اسرائیل سے کہہ دو کہ اگر اپنی مغفرت چاہتے ہو تو اسکے جنازہ کی نماز پڑھو۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس کی مغفرت کا سبب پوچھا حکم ہوا کہ بیشک اس نے دو سو برس کے عرصے میں بیشمار گناہ کئے ہیں اور وہ مغفرت کے لائق بھی نہ تھا مگر بات یہ ہے کہ یہ شخص ایک دن تورات پڑھ رہا تھا۔ جس وقت اس نے میرے حبیب کا نام مبارک لکھا ہوا دیکھا فوراً آبدیدہ ہو کر اس نے اس ورق کو بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں سے لگایا۔ ہم کو اپنے حبیب کی تعظیم و توقیر پسند آئی اور اس تعظیم کی برکت سے اس کے دو سو برس کے گناہ معاف کر دیئے۔

(سیرۃ الحلبی)

اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے نام مبارک کے مقام پر بوسہ دینے کی برکت سے دو سو برس کا گنہگار جنتی اور مقبول بارگاہ ایزدی ہو گیا۔

پس جب ادب کا یہ رتبہ ہو کہ گذشتہ امت والوں کو اس خوبی کے ساتھ سرفراز کرا دے تو قیاس کرو کہ ہم خاص غلاموں کو اس سے کس قدر توقع ہو سکتی ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت کا نام مبارک جس مقام پر لکھا تھا اس سے برکت حاصل کی گئی اور ادب کی راہ سے اس کو بوسہ دے کر آنکھوں پر رکھا گیا حالانکہ ذات مبارک سے حروف مکتوبہ کو کوئی تعلق نہیں اگر ہے تو صرف اسی قدر کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت کی ذات مبارک پر وہ دلالت کرنیوالا ہے۔ حالانکہ دال اور مدلول میں کوئی ذاتی مناسبت نہیں ہوتی بلکہ صرف وضع واضع سے یہ دلالت پیدا ہوتی ہے۔ وہ بھی انہی لوگوں کے حق میں جو وضع سے واقف ہوں' باوجود اس کے اس نام کے مکتوب سے پوری برکت حاصل ہوئی۔

حضور ﷺ کی حدیث لکھنے والے قلم کی تعظیم

ایک بزرگ کے احوال میں لکھا ہے کہ ان کا حدیث شریف کا لکھنا زندگی بھر کا شغل رہا۔ لیکن جس قلم سے لکھنا ہوتا اس کی بھی اس قدر تعظیم منظور تھی کہ اس کو بناتے وقت تراشے کے ریزے زمین پر گرنے اور ضائع ہونے نہ دیتے تھے بلکہ ان کو باحتیاط جمع کر کے محفوظ رکھتے جاتے۔ جب ان بزرگ نے وفات پائی تو یہ تراشہ قلم اس قدر جمع ہوگیا کہ ان کے گھر کے لوگوں نے اسی کو جلا کر پانی گرم کیا اور اس سے ان کو غسل دیا گیا۔

غور کرنا چاہیے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے نام پاک یا آپ کی حدیث شریف کا ادب و تعظیم تو ایک سمجھ میں آجانے والی بات بھی ہے مگر اس درجہ کا ادب عوام کے قیاس سے بھی بالاتر ہے کہ نام پاک کو لکھنے والے قلم کا ہی ادب نہیں بلکہ اس کے اس تراشہ کا بھی ادب کیا جائے جو قلم کے فعل تحریر سے پہلے اس سے جدا ہو رہا ہے۔ سچ ہے انہی اوصافِ کاملہ نے ان حضرات کو آسمانِ کمال کا مہر درخشاں بنا دیا تھا۔

حضور ﷺ کے نام مبارک پر بوسہ دینے کا فائدہ

انجیل میں حضور ﷺ کے لکھے ہوئے نام مبارک کو صرف چومنے سے نصرانی کئی فتنہ و تکالیف سے بچ گئے۔ چنانچہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی معنوی میں فرماتے ہیں۔

بود در انجیل نام مصطفا آں سر پیغمبراں بحر صفا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بود ذکر حلیہ ہاؤ شکل او بود ذکر غز و وصوم واکل او

طائفہ نصرانیاں بہر ثواب چوں رسیدندے بداں نام و خطاب

بوسہ دادندے برآں نام شریف رونہا دندے برآں وصف شریف

مطلب ان اشعار کا یہ ہے کہ انجیل میں رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک لکھا ہوا تھا جو پیغمبروں کے سردار اور پاکیزگی کے دریا ہیں۔ آپ کا حلیہ شریف بھی اس میں مذکور تھا اور آپکی صورت وشکل کا اور آپکے جہاد اور روزہ اور اکل وشرب وغیرہ سب امور کا اس میں بیان تھا۔ عیسائیوں میں سے ایک گروہ کی یہ عادت تھی کہ جب اس مبارک نام وخطاب پر تلاوت کرتے وقت پہنچتے تو ثواب حاصل کرنے کو آپکے اسم شریف پر بوسہ دیتے اور آپ کے اوصاف لطیف پر رخسار ملتے محبت وتعظیم سے۔

اندریں قصہ کہ گفتیم آں گروہ ایمن از فتنہ بد ندو از شکوہ

ایمن از شرا میران و وزیر در پناہ نام احمد مستجیر

نسل ایشاں نیز ہم بسیار شد نام احمد ناصر آمد یار شد

یعنی ہم نے جو فتنہ وزیر کا بیان کیا ہے اس قصہ میں وہ لوگ اس عمل کی برکت سے فتنہ وزیر اور خوف محاربہ اصراء سے ماموں رہے نہ امراء کا شر جنگ کہ ہلاک جسمانی تھا انکو پہنچا اور نہ وزیر کا فتنۂ اضلال کہ ہلاک روحانی تھا ان تک آیا۔ حضور ﷺ کے اسم مبارک کی حمایت میں ان کو پناہ مل گئی اوروں سے انکی نسل بھی بہت بڑھ گئی۔ حضور ﷺ کا اسم مبارک ان کا ناصر اور رفیق ہوگیا۔

نام احمد چوں چنیں یاری کند تاکہ نورش چوں مددگاری کند

نام احمد چوں حصارے شد حصیں تاچہ باشد ذات آں روح الامیں

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک ایسی رفاقت کرتا ہے تو آپ کا نور مبارک (ذات مبارک) بھلا کیسی مدد کرتا ہوگا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی حضور کے اتباع سے کس قدر نفع ہوگا۔ جب حضور ﷺ کا نام مبارک ایسا مستحکم قلعہ ہے کہ شرور کو قریب آنے نہیں دیتا تو آپ کی ذات مبارک جس کو اوپر نور کہا تھا کیسی کچھ ہوگی۔ غرض اگر تم بھی اپنے نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر بجالاؤ گے اور ان کا ادب و احترام ہر امر میں نگاہ رکھو گے تو ایسے ہی مورد افضال و اکرام الٰہی ہوگے او اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کی تعظیم و توقیر کے باعث تمہارے گناہ بخش دے گا اور ہمیشہ تمہارے دشمنوں پر تمہیں مظفر و منصور فرمائے گا۔ ورنہ وعید شدید اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ کے مستحق اور غضب و عذاب الٰہی کے سزاوار ہوگے کہ تعظیم و توقیر حبیب رب قدیر اور احتشام و احترام محبوب رب انام ﷺ پر ہر وقت اور ہر امر میں لازم و واجب ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تقبیل الابہامین کے اثبات کے دلائل

مسلمانو! اگر ہم حضور ﷺ کا نام پڑھ کر یا سن کر بوسہ دیا کریں تو برکات دارین کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ کتاب مضمرات میں مرقوم ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب جنت میں حضور ﷺ کی ملاقات کے مشتاق ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک محمد رسول اللہ ﷺ کے جمال کو ان کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں جلوہ گر فرمایا انہوں نے اس پر بوسہ دے کر اپنی آنکھوں پر ملا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبرائیل علیہ السلام نے یہ قصہ حضور ﷺ سے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا:

مَنْ سَمِعَ اِسْمِیْ فِی الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْهَامَیْهِ وَمَسَحَ عَلٰی عَیْنَیْهِ لَمْ یَعْمَ اَبَدًا

یعنی جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور انگوٹھوں پر بوسہ دے کر اپنی آنکھوں پر ملے تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

دیلمی نے مسند فردوس میں روایت کی ہے کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موذن سے کلمہ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنتے تو کہتے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا اور بوسہ دیتے کلمہ کی انگلیوں کے باطن پر اور ان کو اپنی آنکھوں پر ملتے اور انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِیْ جو کوئی ایسا کرے جیسا کہ میرے خلیل نے کیا فَقَدْ حَلَّتْ عَلَیْهِ شَفَاعَتِیْ تو اس کیلئے میری شفاعت ثابت ہوگی۔ (المقاصد الحسنہ، امام سخاوی، ص ۳۸۴، ۱۰۲۱)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علامہ شامی نے اپنے فتاویٰ کی جلد ا میں باب الاذان میں کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ جوشخص پہلی شہادت سن کر صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اور دوسری شہادت سن کر قُرَّتُ عَيْنِيْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ کہے اور دونوں ہاتھوں کے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے اور یہ پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو خود رسول اللہ ﷺ اس کو جنت کی طرف رہنمائی کریں گے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

حضور ﷺ کا نام مبارک لینے سے مردے کا زندہ ہونا

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں ایک عورت صحابیہ نے خلوص اور صدق دل سے حضور ﷺ کے نام نامی اور اسم گرامی کو ایک مردے پر لیا جس سے وہ مردہ زندہ ہوگیا۔ چنانچہ مدارج النبوت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابیہ کا ایک نوجوان لڑکا تھا جو حضور ﷺ کے گروہ مہاجرین میں سے تھا۔ وہ بیمار ہوا اور اس پر حالت نزع طاری ہوئی۔ ہم لوگ اس وقت اسکے پاس تھے کہ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے اسکی روح نے جسم عنصری سے پرواز کیا۔ ہم نے سنت کے موافق اس کے پاؤں کے انگوٹھے اور منہ کو باندھ کر اس کو چادر اوڑھا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کی والدہ جو کہیں باہر گئی ہوئی تھی آ کر ہم سے پوچھنے لگی کہ میرے لڑکے کا کیا حال ہے؟ ہم لوگوں نے تعزیت کے کلمات ادا کئے۔ چنانچہ شریعت میں تعزیت کے جو کلمات آئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل ماتم کو صبر پر دلالت کرے اور میت کے حق میں دعائے مغفرت کرے۔ الغرض جب ان صحابیہ کو یقین ہوا کہ میرا لڑکا واقعی مرگیا۔ تب وہ اس کے سرہانے آ کر کھڑی ہوئی اور بدرگاہ رب العالمین یوں عرض کرنے لگی۔ یاالہ العالمین! تو جانتا ہے کہ میں تیرے حبیب پاک پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایمان لائی اور اس کی محبت سے میں نے اپنے وطن کو چھوڑ کر ہجرت کی اور یہی میرا ایک لڑکا تھا جو اس ضعیفی میں میرا کام کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی برکت سے اس کو زندہ کر دے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس وقت اس بی بی نے حضور ﷺ کا نام مبارک لیا۔ ہم نے بچشم خود دیکھا کہ لڑکا زندہ ہو گیا۔

ایک شخص کا امام احمد بن حنبل کی تعظیم وادب کے باعث بخشا جانا

مروی ہے کہ ایک دفعہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کسی شہر میں دریا کے کنارے وضو کر رہے تھے اور ایک اور گنہگار شخص آپ کے اوپر کی جانب فاصلہ پر وضو کر رہا تھا وہ شخص امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر تعظیم کے لحاظ سے اوپر سے نیچے چلا آیا اور آپ سے نیچے کی طرف بیٹھ کر وضو کیا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ شخص انتقال کر گیا تو وہ بہشت میں داخل ہوا اس کو جاننے والے ایک ولی اللہ نے اس کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تو کس طرح بہشت میں داخل ہوا تو تو بخت گنہگار تھا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محض اس تعظیم کے سبب سے مجھے بخش دیا جو میں نے امام صاحب کے وضو کرنے کی حالت میں کی تھی کہ میں نے ادب کے سبب اوپر کی جانب سے نیچے کی طرف آ کر وضو کیا تا کہ میرا مستعمل پانی آپ تک نہ پہنچے۔

بزرگوں کی طرف دیکھنے والی آنکھوں کا اثر

حکایات الصالحین میں مرقوم ہے کہ ایک دفعہ بصرہ میں بارش کی کمی کے باعث قحط پڑ گیا۔ سب شہر والے تین روز تک برابر نماز استسقاء کیلئے شہر کے باہر جایا کئے اور نہایت عجز سے گریہ وزاری کی مگر خدا کی شان آسمان سے ایک بوند تک نہ گری اسی اثناء میں ایک برگزیدہ شخص نے صف سے اٹھ کر گڑ گڑا کر نہایت الحاح وزاری کے ساتھ یوں دعا کی' یا الہ العالمین! بطفیل سر کی دو چیزوں کے باران رحمت برسا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اپنے گنہگار بندوں کو اس آفت قحط سے بچا۔ ابھی وہ یہ کلمات کہنے نہ پایا تھا کہ آناً فاناً بادل نمودار ہو گئے اور موسلا دھار بارش ہونی شروع ہو گئی۔ حاضرین نے جب یہ ماجرا دیکھا تو ایک شخص متعجب ہو کر اس مرد خدا سے دریافت کرنے لگا کہ بھائی وہ دو چیزیں سر میں کون سی ہیں جن کی طفیل سے آپ نے بارش کیلئے دعا کی اور وہ اسی وقت قبول ہو گئی۔ اس اللہ کے بندے نے فرمایا کہ بھائی جان! سر کی وہ دو چیزیں میری یہ دو آنکھیں ہیں کہ ان سے میں نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے یہ کوئی تعجب اور حیرانی کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک معمولی بات ہے۔ اولیاء اللہ کی یہ ایک ادنیٰ کرامت ہے۔

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب ششم

متفرق آداب

حضور ﷺ کا توریت شریف کا ادب لانا

حضور ﷺ موجودہ توریت شریف کا بھی ادب کیا کرتے تھے۔ چنانچہ سنن ابو داؤد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ چند شخص قوم یہود سے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ تف تک جو ایک مقامِ مدینہ کے قریب ہے تشریف لے چلیں۔ چنانچہ حضور ﷺ بیت مدارس میں تشریف لے گئے اور مسند پر جو حضور ﷺ کیلئے بچھائی گئی تھی تشریف فرما ہوئے پھر انہوں نے عرض کی کہ ہم میں سے ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا ہے اس بارے میں آپ حکم فرمائیں کہ کیا سزا دی جائے۔ حضور ﷺ نے ان سے توریت منگوائی۔ جب وہ لائی گئی تو حضور ﷺ نے مسند سے علیحدہ ہو کر اس پر توریت رکھ دی۔ پھر فرمایا کہ میں تجھ پر اور جس نے تجھ کو نازل کیا اس پر ایمان لایا پھر فرمایا کہ کسی ایسے شخص کو بلاؤ جو تم میں بڑا عالم ہو۔ چنانچہ ایک جوان آیا اور اس نے توریت سے رجم کا حکم ثابت کر دیا جس کا یہود کو انکار تھا۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ باوجود اس زمانہ میں توریت تحریف وتصحیف سے خالی نہ تھی مگر حضور ﷺ نے اس کا بھی ادب کیا۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب
بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ کا انبیاء کی تصویروں کو مٹانے میں ادب کا لحاظ رکھنا

مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم مکہ معظمہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ داخل ہوئے۔ اس وقت عین کعبہ شریف اور اس کے اطراف میں تین سو ساٹھ بُت تھے جن کی پرستش ہوا کرتی تھی۔ حضور ﷺ نے بتوں کی طرف توجہ کی تو جتنے بُت تھے سب سرنگوں ہو گئے۔ پھر فرمایا۔

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

(پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۹ آیت نمبر ۸۱)

یعنی دین حق آیا اور دین باطل نیست و نابود ہوا۔ بیشک باطل تو نیست و نابود ہونے والا ہی تھا۔

اس کے بعد خانہ کعبہ میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھ کر دیکھا کہ حضرت ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحاق علیہم السلام کی تصویریں بنی ہوئی ہیں مگر ابراہیم علیہ السلام کی تصویر کے ہاتھ میں تیر ہے۔ جس سے کفار فال دیکھا کرتے تھے اور فرمایا خدا ان کو قتل کرے۔ ابراہیم علیہ السلام تو تیروں سے فال نہیں لیتے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے زعفران منگوا کر تصویروں کو لگا دیا جس سے وہ مشتبہ ہو گئیں۔

ظاہر ہے کہ یہ تصویریں بھی بتوں ہی کی قطار میں تھیں جنکی توہین کا حکم ہو چکا تھا اور فی الواقع ان تصویروں کو ان حضرات سے نسبت ہی کیا تھی۔ وہ تو چند احمقوں نے اپنی طبیعت سے جسے چاہا بنا لیا تھا۔ مگر اتنی بات تو ضروری تھی کہ ان حضرت کا نام وہاں آ گیا تھا جس کے لحاظ سے حضور ﷺ نے ان کو مٹایا بھی تو معطر زعفران سے ورنہ مٹانے والی چیزوں کی وہاں کچھ کمی نہ تھی۔

سبحان اللہ! کس قدر پاس ادب تھا کہ جہاں بزرگوں کا نام آ گیا پھر وہ چیز کسی درجہ کی باطل ہی کیوں نہ ہو مگر اس کے ساتھ بھی خاص ایک قسم کی رعایت ادب ہی کی گئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب خود حضور ﷺ جن کا رتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمام انبیاء سے بڑھا ہوا ہے۔ ایسی بے اصل چیز کے ساتھ بلحاظ نام رعایت ادب کریں تو ہم آخری زمانہ کے مسلمانوں کو کس درجہ کا ادب ان آثار کیساتھ کرنا چاہیے جن کا بطور واقعی رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہونا لاکھوں مسلمانوں کے عقیدوں سے ثابت ہے اگر ہم نے فرض کیا کہ واقع میں وہ چیزیں منسوب بھی نہیں مگر آخر نام تو آ گیا۔ اس کا لحاظ بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا لیکن تعجب ہے۔ ان بیوقوفوں کی سمجھ پر کہ جو ان عقیدہ والوں کو اُلٹا مشرک بتاتے ہیں۔ جس سے وہ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق خود کافر ہو جاتے ہیں۔

آدابِ قبلہ

حضور ﷺ بیت اللہ شریف کا بڑا ادب کیا کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔

اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا بِبَوْلٍ وَّلَا غَائِطٍ

یعنی پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف پیٹھ اور منہ نہ کیا کرو۔

(مشکوٰۃ باب اداب الخلاء پہلی فصل)

آپ کے ارشاد سے صرف قبلہ کا ادب پیشِ نظر تھا۔

طبری۔ ابوحاتم اور عبدالرزاق وغیرہ نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الْغَائِطَ فَلْیُکْرِمْ قِبْلَةَ اللّٰهِ فَلَا یَسْتَقْبِلَنَّ الْقِبْلَةَ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ یَبُوْلُ قُبَالَةَ الْقِبْلَةِ فَذَکَرَ فَتَحَرَّفَ عَنْهَا اِجْلَالًا لَهَا لَمْ یَقُمْ مِنْ مَجْلِسِهٖ حَتّٰی یُغْفَرَلَهٗ

(رواہ الطبرانی و کنز العمال)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی جب کوئی شخص قضائے حاجت کو جائے تو اللہ تعالیٰ کے قبلہ کی تکریم اور بزرگی کرے اور اس کی طرف منہ نہ کرے۔ یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص سہواً پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرے پھر یاد آتے ہی پھر جائے۔ بخیال تعظیم قبلہ کے قبل اٹھنے کے بخشے جاتے ہیں اسکے گناہ۔

اگر عقل نارسا سے کام لیا جائے تو یہ بات کبھی سمجھ میں نہ آئیگی کہ ان حالتوں میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا منع کیوں ہوا۔ خصوصاً اس مقام میں جہاں سے کعبہ شریف سینکڑوں ہزاروں کوس دور ہو اگر اس موقع میں کوئی شخص کہے کہ کعبہ شریف از قسم جمادات ہے اور اس کی طرف صرف نماز میں متوجہ ہونا امتثال امر کیلئے کافی تھا۔ ہمیشہ اسکی تعظیم دل میں جمائے رکھنا اور سوائے حالت نماز کے بھی اسکا ادب کرنا کیا ضرور؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے امور میں عامیوں کی سمجھ کو کچھ دخل نہیں۔ جو لوگ آداب دان ہیں ان کی خود طبیعت گواہی دیتی ہے کہ ذوات فاضلہ اور اماکن شریفہ کے ساتھ ہر حالت اور ہر وقت میں خواہ قریب ہوں یا بعید مؤدب رہنا ضرور ہے اور جس کی طبیعت میں یہ بات نہ ہو اگر طالب صادق ہے تو اس کو اتنا ضروری ہے کہ اس قسم کی تعلیمات میں غور اور فکر کیا کرے تا کہ معلوم ہو کہ دین میں ادب کی کس قدر ضرورت ہے۔ کسی کامل بزرگ نے کیا ہی اچھا کہا ہے۔

أَدِّبُوا النَّفْسَ أَيُّهَا الْأَحْبَابُ ۔۔۔ طُرُقُ الْعِشْقِ كُلُّهَا آدَابُ

مایۂ دولتِ ابد ادب است ۔۔۔ پایۂ رفعت خرد ادب است
چیست آں داد بندگی دادن ۔۔۔ برحدود خدائے استادن
قول و فعل از شنیدن و دیدن ۔۔۔ بمو ازیں شرع سنجیدن
باحق و خلق و شیخ و یار و رفیق ۔۔۔ رہ سپردن بمقتضائے طریق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرکات جوارح و اعضاء راست کردن بحکم دین ہدا
خطرات و خاطر و اوہام پاک کردن ز شوب نفس تمام
دین و اسلام در ادب طلبی است کفر و طغیان زشوم بے ادبی است

جب بیت اللہ شریف کو بسبب شرافت اضافت یہ رتبہ حاصل ہوا کہ ہر نزدیک ودور والے پر اس قسم کا ادب ضرور ٹھہرایا گیا تو جس کو ذرا بھی بصیرت ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ خاص حبیب خدا ﷺ کے متعلق آداب کی کس قدر ضرورت ہوگی۔

آداب مرشد از مجدد الف ثانی قدس سرہ

بعضے از آداب پیر و شرائط ضروریہ در معرضِ بیان آوردہ مے شود بگوشِ ہوش باید شنید بدانکہ طالب را باید کہ روئے دل خود را از جمیع جہات گردانیدہ متوجہ پیر خود ساز و باوجود پیر بے اذن او بنوافل و اذکار نپردازد و در حضور او بغیر اولتفاف ننماید وبکلیت خود متوجہ او بنشیند حتیٰ کہ بذکر ہم مشغول نشود (مکتوبات امام ربانی ج ا مکتوب نمبر ۲۹۲)

چند آداب پیر اور ضروری شرائط بیان کئے جاتے ہیں گوشِ ہوش سے سننے چاہئیں واضح ہو کہ طالب کو چاہیے کہ اپنے دل کو سب طرفوں سے ہٹا کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے پیر کی موجودگی میں اسکی اجازت کے بغیر نوافل اور اذکار میں مشغول نہ ہو اور اس کے روبرو کسی اور طرف التفات نہ کرے اور اپنی پوری توجہ سے اسکے سامنے بیٹھے حتیٰ کہ کسی اور ذکر میں بھی مشغول نہ ہو

حضرت حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ کا ادبِ مرشد

حضرت حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مریدان خاص سے تھے۔ انہی کی تحریک سے مثنوی شریف کی بنیاد پڑی اور پھر انہی کی سعی و امداد سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ کارِ عظیم اختتام کو پہنچا۔ مولانا باوجود پیر و مرشد ہونے کے انکا ادب اس طرح بجا لاتے تھے کہ ایک اجنبی یہ سمجھتا تھا کہ مولانا خود انکے مرید ہیں۔ چنانچہ آپ دیباچہ مثنوی میں حضرت حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ کو ان لفظوں میں یاد فرماتے ہیں۔

لِاسْتِدْعَاءِ سَیِّدِیْ وَسَنَدِیْ وَمُعْتَمِدِیْ وَمَکَانِ الرُّوْحِ مِنْ جَسَدِیْ وَذَخِیْرَةِ یَوْمِیْ وَغَدِیْ وَھُوَ الشَّیْخُ قُدْوَةُ الْعَارِفِیْنَ اِمَامُ الْھُدٰی وَالْیَقِیْنِ الخ

یہ توصیفات کئی سطروں تک چلی گئی ہیں لیکن حضرت حسام الدین چلپی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کی نظر میں اس علو مرتبت کے باوجود ان کا اس قدر ادب ملحوظ رکھتے تھے کہ پورے دس برس کی مدت میں ایک دن بھی مولانا کے وضو خانہ میں وضو نہیں کیا۔ شدت کے جاڑے پڑتے ہوتے اور برف گرتی ہوتی لیکن گھر جا کر وضو کر آتے۔

سچ ہے ان لوگوں نے جو کمالات حاصل کیے۔ سب ادب ہی کی بدولت حاصل کیے۔

با ادب باش دریں باغ کہ ہر کس اینجا
مے نہد بر سر ہم دست ثمر مے چیند

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب ہفتم

طریقِ ادب

(از مرزا محمد نذیر عرشی حنفی نقشبندی مجددی مولوی فاضل مؤلف مثنوی مولانا روم)

رسول اللہ ﷺ کا ادب ملحوظ رکھنا شرط ایمان ہے۔ اس ادب کا طریقہ کیا ہے؟ اور کن باتوں میں ادب ملحوظ رکھنا لازم ہے؟ اس کے نظائر بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار و سیر میں اوپر مذکور ہو چکے۔ پھر یہ بھی خیال رہے کہ جس طرح روح محمدی تمام کائنات میں اپنا خاص اثر رکھتی ہے۔ اسی طرح ادب رسول بھی تمام آداب پر حاوی ہے جو شخص رسول اللہ ﷺ کا ادب ملحوظ رکھتا ہے وہ اپنے والد اپنے استاد اپنے مرشد کا بھی ادب کرے گا جس شخص کو حضور ﷺ کا ادب کرنا نصیب نہیں۔ وہ اپنے ان تمام بزرگوں کے ساتھ بھی بے ادبی سے پیش آتا ہے۔ چنانچہ یہ مشاہدہ ہے کہ بعض خاص اسلامی فرقے جن کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کمال ادب ملحوظ رکھنے کی توفیق نہیں وہ ائمہ اربعہ کے ساتھ بے ادبی کرنے میں بھی بدنام ہیں۔ انہیں قرآن مجید کو بھی فرش پر اپنے پاؤں کے برابر رکھنے کی جرأت ہے وہ اپنے اساتذۂ کرام کو بھی برابر کے دوستوں کی طرح سمجھنے کے عادی ہیں اور کسی کو اپنا پیر و مرشد بنانا تو ان کا شیوہ ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت بخشے۔ بے ادبی سے نہ صرف دین ہی ناقص رہتا ہے بلکہ انسانیت بھی ناقص ہے۔

آدمی زاد اگر بے ادب است آدم نیست
فرق در جنسِ بنی آدم و حیواں ادب است

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چنانچہ اوپر جن چند نظائر میں بعض بزرگوں کے بارے میں اپنے مرشد کا کمال ادب بجا لانا مذکور ہوا ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو خدا نے پہلے رسول اللہ ﷺ کا ادب ملحوظ رکھنے کی توفیق بخشی ہے اور اس ادب کی بدولت ان میں اپنے اساتذہ و مشائخ کا ادب ملحوظ رکھنے کی صلاحیت بھی پیدا ہوگئی۔

سچ ہے باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَاْدِیْبِیْ

یعنی میرے پروردگار نے مجھے ادب دیا۔ پس مجھے خوب ہی ادب سکھایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(پ۳ سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

یعنی اے حبیب پاک! تم لوگوں سے کہو کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو تو اللہ بھی تم کو دوست رکھے گا۔

حدیث بالا سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کمال ادب کا اعلیٰ نمونہ ہیں اور آیت مذکورہ سے ہمارے لئے حضور ﷺ کے اتباع کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کے اتباع میں ہم کو بھی کمال ادب کی کوشش کرنی چاہیے اور سب سے پہلے ہمارا فرض یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کیلئے ادب کے تمام پہلو مرعی رکھنے کی دل و جان سے کوشش کریں۔ پھر ہم اپنے والدین کیلئے باادب فرزند اور اپنے استادوں کیلئے باادب شاگرد اور اپنے مشائخ کیلئے باادب مرید بھی ہوں گے۔

جناب رسول اللہ ﷺ کیلئے پورا ادب ملحوظ رکھنے کے تو بیشمار پہلو ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مذکورہ بالا آثار پر غور کرنے سے بڑی حد تک سمجھ میں آ سکتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مگر عام طور پر امور ذیل میں ادب کرنا ہر شخص کیلئے واجب العمل ہے۔

(۱) آپکی محبت اپنے ماں باپ اپنی اولاد بلکہ خود اپنی جان کی محبت سے بھی زیادہ ہو اور اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

یعنی کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا تاوقتیکہ میں اسکے نزدیک اپنے باپ اور اپنے فرزند اور سارے لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہوں۔

جامع صغیر میں علامہ سیوطی نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ فرمایا رسول ﷺ نے۔

اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلٰثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِیِّکُمْ وَحُبِّ اَهْلِ بَیْتِهٖ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ۔

یعنی اپنی اولاد کو تین باتوں کا ادب دو۔ ایک اپنے نبی ﷺ کی محبت کا دوسرے ان کے اہل بیت کی محبت کا۔ تیسرے قرآن پڑھنے کا۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ آپ کی محبت خاص مقتضائے ادب ہے۔

(۲) جو لوگ آپکی بے ادبی کرنے کی جرأت کرتے ہیں ان کو اس سے روکنا چاہیے کہ بعض لوگ آپ کو بَشَرٌ مِّثْلُنَا سمجھتے ہیں اور بلند آہنگی سے اس پر بحث کرتے ہیں اور بعض لوگ ایسے بے باک بھی دیکھے گئے ہیں جو معاذ اللہ! اپنے ہاتھ کی لاٹھی کو کہتے ہیں کہ اس وقت یہ رسول اللہ (ﷺ) سے اچھی ہے کیونکہ جب یہ کسی کے ماری جائے تو اسے ضرر پہنچا سکتی ہے۔ لیکن رسول اللہ (ﷺ) اس وقت کسی کو نفع و ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ ایسے لوگ اگر اس قسم کے بے ادبانہ عقائد و اقوال سے باز نہ آئیں تو انکے ساتھ مکالمت اور مجالست اور مناکحت کے تعلقات منقطع کر دینے چاہئیں۔ کیونکہ مقام رسالت کے ساتھ بے ادبی کرنے والوں کے ساتھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

راہ ورسم رکھنا رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

نظر دوست نا درکند سوئے تو　　چو در زوئے دشمن بود روئے تو

(۳) جب حضور ﷺ کا نام مبارک زبان سے لیں یا کسی کی زبان سے سنیں تو فوراً درود شریف پڑھنا چاہیے۔ یعنی کہنا چاہیے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَامُهٗ وغیرہ

حضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

زَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ

(ترمذی ابواب الدعوات ج ۲ ص ۱۹۴، مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یعنی ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خاک آلود ہو ناک اس آدمی کی جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

(۴) جب آپ کا نام لکھنے لگیں تو ساتھ ﷺ یا علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صرف علیہ السلام لکھنا ضروری ہے۔ آپ کے نام پر درود شریف کے اشارہ کیلئے ص یا صلعم لکھنا میرے خیال میں نہ لکھنے سے بدتر ہے کیونکہ اگر حضور ﷺ کا نام پاک لکھا جائے اور اس پر درود تحریر نہ ہو تو وہ سہو پر محمول ہو سکتا ہے لیکن ص یا صلعم کے نشان اس امر کی صراحت کر رہے ہیں کہ جس مومن کے قلم میں ایک لمبی تحریر سے کاغذ سیاہ کرنے کی طاقت تھی اس کا حب رسول (ﷺ) کا جذبہ اس قدر سرد پڑ چکا ہے کہ وہ پورے درود کے دو حروف لکھنے میں بھی اپنے وقت کے ایک سیکنڈ کا حرج اور سیاہی کے ایک قطرہ کا نقصان گوارا نہیں کر سکتا۔ فَاَهًا ثُمَّ اَهَاثُمَّ اَهَا

نشان ص کے متعلق ایک اور عام غلطی مروج ہے وہ یہ کہ جن لوگوں کے نام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ کے نام پر مثلاً محمد الدین۔ محمد علی۔ محمد خاں۔ محمد بیگ وغیرہ ہوتے ہیں۔ لوگ ان پر بھی ص کا نشان بنا دیتے ہیں۔ حالانکہ اس خصوصیت میں یہ رسول اللہ ﷺ کا نام نہیں ہے بلکہ وہ خاص اسی شخص کا نام ہے جس کیلئے اس کے ماں باپ نے رکھا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سَمُّوْا بِاِسْمِیْ یعنی میرے نام پر نام رکھو جس سے ظاہر ہے کہ دونوں نام الگ الگ حیثیت رکھتے ہیں۔ یعنی ان میں عینیت نہیں ہے۔ بلکہ صرف مطابقت ہے تو پھر اس پر درود کا اشارہ لکھنے کے کیا معنی ہوں گے؟ کیا اس سے محمد الدین ولد کریم بخش مثلاً یا محمد علی ولد یعقوب علی مثلاً یا محمد خاں ولد سکندر خاں مثلاً یا محمد بیگ ولد رستم بیگ پر درود بھیجا مقصود ہے؟ لَاحول ولا قوۃ اِلّا باللہ۔ یہ لغو کام ہرگز نہ ہونا چاہیے۔ اس قسم کی غلطیوں سے ملتی جلتی ایک اور غلطی ہے جس میں نہ صرف عوام بلکہ اچھے اچھے خواندہ وفہمیدہ لوگ بھی مبتلا ہیں۔ وہ غلطی عفی عنہ لکھنے کی ہے جس کے معنی ہیں معاف کیا جائے۔ اس سے اس لفظ کو اکثر اصحاب اپنے نام کے ساتھ بطور دعاء لکھتے ہیں۔ گناہوں سے معافی بخشنے والا خدا ہے اور اس دعاء میں اسی سے معافی کی التجا کی جاتی ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ لکھا جائے۔ عفا اللہ عنہ یعنی اللہ اس کو معاف کرے مگر اس ذات اعرف المعروفین کو صیغہ مجہول میں ساقط الذکر کر دینے کا جو رواج ہے۔ یہ بے ادبی سے خالی نہیں۔

(۵) جس خط یا کسی دوسرے کاغذ میں حضور ﷺ کا نام درج ہو یا محمد الدین، محمد خاں وغیرہ کوئی ایسا نام لکھا ہو حضور کے نام سے ماخوذ ہو تو اس کا ادب کرنا بھی لازم ہے۔ اوّل تو اُردو فارسی اور عربی حروف کا مطلقاً ادب ضروری ہے۔ خواہ اس میں کچھ ہی لکھا ہو کیونکہ حروف تہجی تمام اسمائے متبرکہ کا مادہ تحریر ہیں اور ان میں بہت سی برکات اور اسرار و عجائبات مرکوز ہیں۔ چنانچہ قرآن میں ان کا بطور مقطعات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آنا اور بہت سے تعویذات ونقوش کا ان سے پر کیا جانا اس پر شاہد ہے۔ مگر جس عبارت یا تحریر میں خداوند تعالٰی کے اور رسول اللہ ﷺ کے اسماء میں سے کوئی اسم درج ہو اس کاغذ کو زمین پر گرنے پڑنے سے محفوظ رکھنا چاہیے اگر زیادہ اہتمام مشکل نظر آئے تو کم از کم اتنا ضرور چاہیے کہ ایسے متبرک و قابل عزت اسماء کو کاغذ میں سے کتر کر محفوظ کر دیں۔ ہمارے شناساؤں میں ایک امیر کبیر آدمی ہیں جو صوفی مزاج اور دین دار بھی ہیں۔ ان کا قاعدہ ہے کہ جب کوئی خط ان کے نام آتا ہے تو اس کو پڑھ کر تمام متبرک اسماء اس میں سے کتر کر منہ میں ڈال کر کھا جاتے ہیں۔ باقی خط کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں اس قسم کے اعمال گو بظاہر خفیف معلوم ہوتے ہیں لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی تہ میں جو کمال عقیدت اپنا کام کر رہی ہے۔ وہ بڑے سے بڑے اعمال صالحہ پر ترجیح رکھتی ہے اور تعجب نہیں کہ وہی آخرت میں باعث نجات ہو جائے۔

نہ نماز آتی ہے مجھ کو نہ وضو آتا ہے
سر جھکا دیتا ہوں جب سامنے تو آتا ہے

(٦) رسول اللہ ﷺ کے ادب کے ساتھ ان بزرگان دین کا ادب بھی لازم ہے جو شریعت محمدیہ علٰی صاحبہا السلام والتحیۃ کے ارکان عظمٰی اور اس آسمان ہدایت کے نجوم اہتداء ہیں۔ پس ہر صحابی کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ اور عام اولیاء وصلحاء کے ناموں کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ یا علیہ الرحمۃ والغفران یا قدس اللہ سرہٗ وغیرہ کہنا چاہیے۔ ان کے ساتھ ملتے جلتے اور دعائیہ کلمات بھی ہیں۔ مثلاً طاب ثراہ۔ نور اللہ مرقدہٗ برد اللہ مضجعہ وغیرہ وہ بھی حسب مراتب استعمال ہو سکتے ہیں۔ عامہ مومنین جو وفات پا چکے ہیں۔ ان کے نام کے ساتھ مرحوم ومغفور بولنا یا لکھنا مناسب ہے۔ غرض شرط ادب یہ ہے کہ صحابہ سے لیکر عامہ مومنین تک سب کو علٰی قدرِ مراتب نیکی سے یاد کرنا چاہیے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بزرگش نخوانند اہل خرد کہ نام بزرگاں بزشتی برد

(۷) رسول اللہ ﷺ کے ادب کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس کا بھی ادب کیا جائے۔ چنانچہ اس کے ادب کی باتیں یہ ہیں۔

(۱) قرآن کی روزانہ تلاوت باوضو کی جائے۔ تلاوت میں ناغہ کرنا یا بلاوضو تلاوت کرنا بے ادبی ہے۔

(۲) تلاوت کے اثناء میں کوئی دنیوی بات نہ کی جائے۔

(۳) اگر کوئی خاص بات کرنی ہی پڑ جائے تو قرآن مجید کو بند کر کے بات کریں یا اس وقت اس پر کوئی پاک رومال ڈال دیں پھر دوسری طرف متوجہ ہوں۔

(۴) قرآن مجید کو خالی قرآن نہ کہیں بلکہ اس کے ساتھ مجید یا حمید یا شریف وغیرہ کوئی مودبانہ لفظ ضرور ملائیں۔

(۵) قرآن مجید کو فرش پر اپنے قدموں سے اونچا رکھیں یعنی یا تو ہاتھوں میں ہو یا رحل پر یا چوکی پر یا گود میں۔ بعض بے ادب لوگ جو اسی فرش پر رکھ دیتے ہیں جس پر خود بیٹھتے ہیں۔ وہ گناہ کا کام کرتے ہیں۔ خصوصاً بعض بازاری کتب فروش اس قسم کے گناہ کی طرف سے بہت لاپرواہی برتتے ہیں۔

(۶) امام اعظم علیہ الرحمۃ کے نزدیک قرآن مجید کو بلاوضو چھونا بھی جائز نہیں۔ بحوائے آیت لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (پ ۲۷ سورہ الواقعہ آیت نمبر ۷۹) یعنی اس کو پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔

احناف کا اسی پر عمل ہے مگر بعض دیگر ائمہ کے نزدیک قرآن مجید کو بلاوضو چھونا جائز ہے۔ ان کے نزدیک مطہرون سے فرشتے مراد ہیں انسان اس پر مکلف نہیں۔

(۷) قرآن مجید بآواز بلند پڑھا جا رہا ہو تو اگر وہاں حاضر رہنے کا موقع ہو تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کا سننا فرض ہے کوئی اور بات کرنا درست نہیں۔

(۸) قرآن مجید کھلا ہو تو اس کی طرف پشت کر کے جانا بے ادبی میں داخل ہے۔ لہٰذا اس کی طرف منہ کر کے بر جعت قہقری جانا چاہیے۔

(۹) جب تلاوت کیلئے قرآن مجید کو کھولیں تو اس پر سے غلاف کے اترتے ہی اس کو بوسہ دینا اکثر بزرگوں سے ماثور ہے۔

(۱۰) کتابوں میں قرآن مجید کو سب سے بلند رکھا جائے۔ اگر کئی کتابیں نیچے اوپر رکھی ہوں تو ان میں ترتیب یوں ہونی چاہیے۔ سب سے اوپر قرآن مجید اس سے نیچے تفسیر اس سے نیچے حدیث اس سے نیچے عقائد فقہ اور تصوف کی کتابیں پھر صرف ونحو اور معانی کی کتابیں سب سے نیچے ادب منطق اور حکمت کی کتابیں۔

(۱۱) قرآن مجید کی طرح حدیث شریف کی کتاب کو بھی اپنے قدموں سے بلند رکھیں۔ اس کو پاک وصاف ہو کر پڑھیں مگر باوضو ہونا شرط نہیں ہاں اگر اس کی پابندی ہو سکے تو بہت اچھا ہے باقی آداب وہی ملحوظ رکھیں جو قرآن مجید کیلئے لکھے گئے ہیں۔

(۱۲) حدیث کے بعد عقائد اور فقہ کی کتابوں کیلئے بھی وہی آداب ملحوظ رکھنے چاہیے جو قرآن مجید اور حدیث شریف کیلئے سپرد قلم ہوئے ہیں۔

قرآن مجید کی بے ادبی کرنے والے کا انجام

مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی معنوی کے دفتر دوم میں ایک منطقی اور فلسفی کی حکایت ارقام فرماتے ہیں کہ ایک جگہ قرآن مجید کا درس ہو رہا تھا اور یہ آیت پڑھی جا رہی تھی۔

اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ

(پ ۲۹ سورہ ملک آیت نمبر ۳۰)

یعنی اگر تمہارا پانی زمین کی پستی کی طرف چلا جائے تو کون ہے جو تمہارے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے ایسا صاف وشفاف اور پاک وطاہر پانی لاسکتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر چشمے خشک کر دیں اور پانی زمین کی تہ میں چھپادیں تو کون ہے جو پانی لاسکے ایک فلسفی منطقی اس وقت درس گاہ کی طرف سے گزر رہا تھا اس نے سنا تو بآواز بلند پکار کر کہا۔

ما بزخم بیل و تیزیئے تبر   آب را آریم از پستی زبر

یعنی اگر پانی کا چشمہ خشک ہو جائے تو ہم پھاوڑے کے زور اور بیل اور تبر کی ضرب اور تیزی سے زمین کھود کر نکال لیں گے۔ یہ بات ہی کیا ہے۔ ہماری منطق ہماری عقل اور ہماری سائنس ہماری رہبر ہے پھر ہمیں کیا رکاوٹ ہے لیکن جب شام کی تاریکی نے دن کی روشنی پر غلبہ پایا یعنی رات آئی۔

شب بخفت و دید او یک شیر مرد   زد طمانچہ ہر دو چشمش کور کرد

یعنی وہ فلسفی حسب معمول سویا تو اس نے خواب میں ایک شیر مرد کو دیکھا۔ اس نے ایک طمانچہ مار کر اس کی دونوں آنکھیں اندھی کر دیں۔

گفت زیں دو چشمۂ چشم اے شقی   باتبر نورے بر آر از صادقی

اس کو کہا اے بد بخت اگر تو اپنے قول میں سچا ہے اگر تجھ کو اپنے فلسفہ اور منطق پر ایسا ہی ناز ہے کہ تو خدا کی ذات کو بھلا بیٹھا اور اسکے کلام پاک کا منہ چڑاتا ہے تو اپنی آنکھوں کے دونوں چشموں سے نور کو پیدا کر۔ ذرا تبر تو لا کہاں ہے وہ بیل اور پھاوڑے نکال اور ان سے چشموں کو کھود' کرید' رگڑ جو چاہے کر اور پانی کا ایک قطرہ تو نکال۔ پھر جب دن نکلا اور وہ فلسفی خواب سے بیدار ہوا تو اسے معلوم ہوا کہ میری آنکھیں بے نور ہیں۔ میری چشم بصارت گم ہوگئی۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتا ہے مگر کچھ نظر نہیں آتا۔ مایوس ہو کر زبان حال سے کہتا ہے۔

وہ بھی کیا دن تھے کہ تھی چشمِ بصیرت تک کھلی
آج وہ دن ہے بصیرت کیا بصارت بھی نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غرض یہ بے ادب منطقی اپنے علمی غرور کے باعث مولائے کریم سے معافی کا خواستگار نہ ہوا اور توبہ کی نعمت سے محروم رہا۔ مولانا فرماتے ہیں۔

گر بنالیدے و مستغفر شدے ۔۔۔ نور رفتہ از کرم ظاہر شدے

لیک استغفار ہم دردست نیست ۔۔۔ ذوق توبہ نقل ہر سرمست نیست

یعنی اگر وہ روتا اور توبہ کرتا تو اللہ تعالیٰ جو رحیم وکریم ہے اپنے فضل وکرم سے اس کا نور رفتہ پھر اسے عطا کر دیتا لیکن وہ بدنصیب توبہ کس طرح کرتا اور اس کی لذت سے کس طرح آشنا ہوتا۔ یہ بھی تو اس کے اختیار کی بات نہ تھی۔

خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعظیم شعائر اللہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

(پ ۱۷ سورہ الحج آیت نمبر ۳۲)

یعنی جو شخص شعائر اللہ کا ادب اور تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے

اس آیت سے اشارۃً ثابت ہے۔

دین اسلام کا تمام تر مدار شعائر اللہ کی تعظیم و ادب پر ہے۔ اگر شعائر اللہ کا ادب دل میں مرکوز ہے تو خدا کا خوف بھی ہوگا۔ منہیات و معاصی سے نفرت بھی ہوگی۔ فرائض و واجبات کا شوق بھی ہوگا اور آخرت کی تیاری کا اہتمام بھی ملحوظ خاطر رہے گا اور یہی باتیں دین کا نچوڑ ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ کی ج ا ص ۵۵ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّ مَبْنَى الشَّرَائِعِ عَلٰى تَعْظِيْمِ شَعَائِرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالتَّقَرُّبِ بِهَا اِلَيْهِ تَعَالٰى

یعنی واضح رہے کہ شریعتوں کی بنیاد شعائر اللہ کی تعظیم اور ادب کرنے اور ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنے پر ہے انتہیٰ

شعائر اللہ کئی ہیں جن میں سب سے بڑا درجہ چار شعائر کا ہے' جو یہ ہیں

(۱) نبی ﷺ (۲) قرآن مجید

(۳) کعبہ شریف (۴) نماز

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب خاتمہ کتاب میں ہم ہر مسلمان کو بتا کید توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ اگر وہ راسخ العقیدہ مسلمان اور صادق الیقین مومن ہونا اور رہنا چاہتا ہے تو وہ ان چاروں شعائر اللہ کی تعظیم وادب کو اپنا سب سے پہلا اور سب سے آخری مقصد سمجھے اور ان کے احترام وادب پر اپنا آرام و راحت اپنا مال و دولت حتیٰ کہ اپنی حیات وزیست تک قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔

حاصلِ عُمر نثار رہ یارے کردم　　　شادم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم

نبی ﷺ کا ادب و تعظیم تو اس رسالہ کا موضوع لہ ہی ہے اور اس کے متعلق بہت کچھ بیان کیا جا چکا ہے۔ قرآن مجید کے ادب و تعظیم کے متعلق بھی چند ضروری باتیں آخری مضمون میں حیطۂ تحریر میں آچکی ہیں۔ کعبہ شریفہ کے ادب و تعظیم کا ذکر بھی ضمناً ایک دو جگہ گزر چکا ہے۔ اب یہاں چند باتیں نماز اور مساجد کے آداب و تعظیم کے متعلق سپرد قلم کی جاتی ہیں۔ نماز کے تمام مستحبات جو کتب فقہ میں مذکور و مسطور وہ سب دراصل آداب نماز ہیں۔ ان تمام کو پڑھ یا سن کر عمل میں لانا چاہیے۔ علاوہ ازیں سابقہ وضو کے باوجود پھر دوبارہ وضو کر لینا۔ سنتوں کے بعد فرضوں کے جماعت کی انتظار تک دنیوی کلام سے پرہیز رکھنا اور اتنے عرصہ تک رو بقبلہ بیٹھ کر ذکر و فکر میں مشغول رہنا بھی داخل آدابِ نماز ہے۔

مسجد کے آداب میں سے بعض ضروری آداب یہ ہیں۔

(۱) مسجد میں دنیوی گفتگو نہ کریں۔ (۲) بلند آواز سے کوئی بات نہ کریں جس میں مسجد کا عدم لحاظ پایا جائے۔ (۳) غزلیات و قصائد نہ پڑھیں۔ (۴) متکبرانہ انداز سے ٹہلتے نہ پھریں۔ (۵) مغرور لوگوں کی طرح گھٹنے پر پنڈلی رکھ کر نہ بیٹھیں اور نہ کوئی دوسری مغرورانہ وضع اختیار کریں۔ (۶) لوگوں کے مجمع سے فائدہ اٹھانے کیلئے اپنی کسی گمشدہ چیز کی منادی نہ کریں اگر کوئی ایسا کرے تو دوسرا مسلمان کہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خدا کرے تیری گمشدہ تجھے نہ ملے۔ (۷) مسجد میں خرید و فروخت نہ کریں۔ ہاں معتکف مال کی موجودگی کے بغیر اضطراراً سودا کرسکتا ہے۔ (۸) مسجد کے جھاڑو۔ بھارو دیا بتی وغیرہ کی خدمت میں خادم مسجد کا ہاتھ بٹاتے رہیں اور ضروریات مسجد کا اہتمام رکھیں۔ یہ ایمان کی نشانی ہے۔ جسکا حدیث میں ذکر ہے۔ (۹) وضو کے بعد نماز تحیۃ المسجد پڑھا کریں۔ (۱۰) کچا لہسن اور کچا پیاز کھا کر مسجد میں داخل نہ ہوں اور دوسری ہر قسم کی بدبودار چیز کے استعمال سے بھی پرہیز رکھیں جبکہ جلدی مسجد میں جانا ہو۔ (۱۱) لعاب اور آلائش بنی مسجد میں گرانے یا اس کی دیوار و مصلے کے ساتھ پونچھنے سے قطعی پرہیز رکھیں۔ (۱۲) مسجد میں اینٹ' پتھر' تنکا' کانٹا' بال' ناخن' بیٹ وغیرہ کوئی مکروہ شے دیکھیں تو فوراً اٹھا کر باہر پھینک دیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے اجر کی تعریف فرمائی ہے۔ (۱۳) جب مسجد میں داخل ہوں تو پہلے دایاں پاؤں داخل کریں اور کہیں۔

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

یعنی الٰہی مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

(۱۴) جب مسجد سے نکلنے لگیں تو پہلے بایاں پاؤں باہر نکالیں اور کہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ

یعنی الٰہی میں تجھ سے تیرا فضل چاہتا ہوں۔

تمام تعلیمات ادب سے آخری اور جامع بات یہ ہے کہ

طالبِ صحبتِ نیکاں شود توفیقِ ادب
از خدا خواہ کہ اللّٰہُ ولیُّ التوفیق

تـــمـــت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شانِ نبوت میں گستاخی

مشہور مقولہ ہے کہ ''چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں'' چونکہ اس کتاب کا موضوع آدابِ رسول ہے اور بے ادبی و گستاخی ادب و تعظیم کی ضد ہے۔ اس لئے گستاخی کی حقیقت اور اس کی سزا کی نوعیت معلوم کرنے سے دو فائدے حاصل ہوتے ہیں ایک یہ کہ ایسے سنگین جرم سے حفاظت اور دیگر اس سے ادب و تعظیم کا جذبہ ابھرتا ہے آئندہ اوراق میں جو مضمون آپ کے پیش نظر ہے' موجودہ دور کے علماء دیوبند میں سے ایک مشہور و معروف عالم مولانا محمد علی کاندھلوی صاحب کا ہے احقر کے نزدیک اپنے موضوع پر اچھا مضمون ہے اور اس کا مطالعہ مفید ثابت ہوسکتا ہے۔ اس لئے مولانا مذکور کے شکریہ کے ساتھ پیش خدمت ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شانِ نبوت میں گستاخی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

اے اہل ایمان! تم راعنا نہ کہا کرو، بلکہ انظرنا کہا کرو اور پھر وہ جو کچھ فرمائیں اسے جی لگا کر سنو اور یاد رکھو کہ ان کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

❁❁❁

بنی اسرائیل کے جرائم کی فہرست میں من جملہ دوسرے جرائم کے ایک سنگین جرم انبیاء کی شان میں گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اس آیت میں قرآن ان کی اسی مجرمانہ ذہنیت کو بتانا چاہتا ہے۔ لیکن چونکہ یہاں ان کی گستاخی کا نشانہ خود ذات نبوت ہے۔ اسلئے قرآن نے عنوان بدل دیا۔ پہلے سے اندازِ بیان یہ آ رہا ہے کہ تم نے ایسا کیا، تم نے یوں کیا، تم نے خون بہایا، تم نے انبیاء کی تکذیب کی وغیرہ وغیرہ اور اب عنوان بدل کر بات کو اس طرح پیش کیا کہ اے اہل ایمان تم راعنا نہ کہا کرو۔ یعنی جناب نبوت میں گستاخی اتنا سنگین جرم ہے کہ اس کا مرتکب اللہ کیلئے قابل خطاب بھی نہیں ہے۔ یہاں انکی گستاخی کیا تھی؟ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہود پیغمبر کی مجلس میں بیٹھتے اور حضرت کلام فرماتے۔ بعضی بات جو نہ سنی ہوتی چاہتے کہ پھر تحقیق کریں تو کہتے راعنا یعنی ہماری طرف بھی متوجہ ہوں۔ ان سے مسلمان بھی کسی وقت یہ کلمہ کہتے، اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ یہ لفظ نہ کہو اگر کہنا ہو تو انظرنا کہو۔ اسکے معنی بھی یہی ہیں اور آگے سنتے رہو کہ پوچھنا ہی نہ پڑے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہود کے اس کہنے میں دغا تھی۔ اسکو زبان دبا کر کہتے تو راعینا یعنی ہمارے چرواہے اور ان کی زبان میں راعن احمق کو بھی کہتے ہیں۔ قرآن میں دوسری جگہ یہ تصریح کہ رَاعِنَا لَیًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ یعنی راعنا کا لفظ اپنی زبان کو مروڑ کر کہتے یعنی راعنا کو راعینا کہتے۔ بات پہلے سے مُسلسل چلی آ رہی ہے پہلے بھی یہودیوں کی شناعتوں کا تذکرہ ہے۔ یہاں بھی ان کی اس خاص شرارت کا تذکرہ ہے۔ مولانا عثمانی فرماتے ہیں۔ یہود حضور ﷺ کی خدمت میں آتے تو راعنا کہتے۔ اس کے بھی دو معنی ہیں۔ ایک اچھے دوسرے بُرے۔ اچھے معنی تو یہ کہ ہماری رعایت کرو اور برے یہ کہ یہود کی زبان میں یہ کلمہ تحقیر ہے یا زبان دبا کر راعینا کہتے۔ یعنی تو ہمارا چرواہا ہے اور یہ ان کی شرارت تھی۔ آیت میں ان کی شرارت اور گستاخی ہی کو بیان کرنا مقصود ہے۔

ا راعنا تو ہماری رعایت کر۔ ہمارا خیال کر۔ ہماری طرف کان لگا۔ اس صورت میں یہ مراعات سے امر بنا ہے جس کے معنی کسی کی بات پر کان رکھنے اور دوسرے کے حق کی رعایت کرنے کے ہیں، دراصل بنی اسرائیل حضور ﷺ کی مجلس میں اپنے سلام اور کلام میں ہر ممکن طریقہ سے اپنے دل کا بخار نکالنے کی کوشش کرتے تھے۔ ذومعنی الفاظ بولتے۔ زور سے کچھ کہتے اور زیر لب کچھ اور کہہ دیتے اور ظاہری آداب برقرار رکھتے ہوئے در پردہ آپ (ﷺ) کی توہین کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھتے تھے۔ اس خاص لفظ کے استعمال سے مسلمانوں کو روکا گیا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ذومعنی لفظ تھا۔ اس لفظ کا ظاہری مفہوم تو یہ تھا کہ ذرا ہماری طرف توجہ کیجئے یا ہماری بات سن لیجئے۔ مگر اس میں کئی احتمالات اور بھی تھے۔ مثلاً عبرانی میں اس سے ملتا جلتا ایک لفظ تھا جسکے معنی تھے۔ سن تو بہرہ ہو جائے اور خود عربی میں راعن کے معنی صاحب رعونت اور جاہل و احمق کے بھی تھے اور گفتگو میں یہ ایسے موقعہ پر بولا جاتا تھا جب یہ کہنا ہو کہ ہماری بات سنو تو ہم تمہاری سنیں اور ذرا زبان کو لچکا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دے کر راعینا بھی بنا لیا جاتا تھا۔ جس کے معنی اے ہمارے چرواہے کے تھے۔ اس لئے مسلمانوں کو حکم ہوا کہ تم اس لفظ کے استعمال سے پرہیز کرو۔

۲۔ بلکہ انظرنا کہا کرو۔ یعنی راعنا کی بجائے انظرنا کہا کرو اس کے معنی بھی وہی ہیں۔ قرطبی نے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو حضور (ﷺ) کو عزت و اکرام سے مخاطب کرنے کا حکم دیا گیا ہے مطلب یہ ہے کہ ہم پر نظر فرمائیے اور ہماری طرف توجہ فرمائیے پہلے لفظ میں ذو معنی ہونے کی وجہ سے توریہ ہوسکتا ہے اور اس میں توریہ نہیں ہوسکتا۔ توریہ بلاغت کی اصطلاحی زبان میں یہ ہے کہ متکلم ذو معنی لفظ بولے۔ متکلم کی مراد کچھ اور ہو اور مخاطب کچھ اور سمجھے' اور بات میں جھوٹ نہ آنے پائے۔ مثلاً ہجرت کے موقعہ پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضور ﷺ دونوں سفر پر تھے۔ راستے میں ایک شخص ملا' ابو بکر (رضی اللہ عنہ) نے بات چیت کی۔ بات چیت ہی کے دوران ملنے والے شخص نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہیں۔ ابو بکر (رضی اللہ عنہ) یہ راز اس پر کھولنا نہ چاہتے تھے۔ اسلئے ایسے ذو معنی الفاظ بولے کہ مخاطب کو جواب مل گیا اور راز بھی ظاہر نہ ہوا فرمایا رَجُلٌ یَّھْدِیْنِی السَّبِیْلَ مجھے راہ بتانے والا شخص ہے۔ راہ سے مراد ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کی راہ نجات تھی اور سمجھنے والے نے سمجھا کہ اس سفر میں راستہ کا کوئی واقف کار ہے۔ اس قسم کی تعبیر کو بلاغت کی زبان میں توریہ کہتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل راعنا بطور توریہ حضور انور (ﷺ) کی شان اقدس میں استعمال کرتے تھے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہودی راعنا سے رعونت کے معنے مراد لیتے تھے۔ گفتگو میں یہ الفاظ بولتے اور باہم ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنستے۔ سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) اس حرکت کو تاڑ گئے' بول پڑے بخدا اب اگر تم میں سے کسی کو یہ لفظ بولتے سنا تو گردن اڑا دوں گا۔

۳۔ پھر جو کچھ کہیں کان لگا کر سنو یعنی ابتداء ہی سے متوجہ ہو کر سنو تاکہ مکرر پوچھنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ پڑے۔ یعنی رسول ﷺ کے ارشادات ادب و تعظیم کیساتھ توجہ سے سنو۔ یہودیوں کو تو بار بار یہ کہنے کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ وہ نبی کی بات توجہ سے نہیں سنتے مگر تمہیں اللہ رسول (ﷺ) کی بات غور سے سنی چاہیے۔

آیت کا حاصل یہ ہوا کہ جناب نبوت میں راعنا نہ بولو کہ یہ ذو معنی لفظ ہے۔ اس سے علامہ ابوبکر ابن العربی نے یہ بات خوب سمجھی ہے کہ جن الفاظ میں اہانت اور بے ادبی کا احتمال بھی ہو بارگاہِ رسالت میں ان کے استعمال سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ قرطبی بھی یہ بات کہنے میں ابن العربی کے ہم زبان ہیں اور حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اس سے دو قدم آگے بڑھ کر فرماتے ہیں کہ دل میں رسالتؐ کی تصدیق بالذات استخفاف و استہانت سے مانع ہے۔ الفاظ کا ایسا پیمانہ جس سے نبوت کی جناب میں گستاخی کی بو بھی آتی ہو۔ ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔

اس آیت سے علامہ قرطبی نے اسلامی آئین کی وہ دستوری دفعہ بھی معلوم کی ہے۔ جس پر بہت سے اسلامی زندگی کے قوانین کا مدار ہے اور اسلامی مملکت میں جس کی اساس پر قانون سازی کی جاتی ہے۔ آئین اسلامی کی اس دستوری دفعہ کو سدِ ذرائع کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس پر تفصیلی بحث پارہ ۷ سورۂ انعام میں آئے گی۔ یہاں چند اشارات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ذرائع کی حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلام کسی کام کی لوگوں پر ذمہ داری ڈالتا ہے تو اسکے حصول کے تمام وسیلے مطلوب ہوں گے اور ایسے ہی اگر اسلام کسی کام سے روکتا ہے تو ہر وہ راستہ جو اس کے کرنے میں معاون و مددگار ہو حرام ہوگا۔ یہ اسلام میں قانون سازی کی اہم دفعہ ہے۔ احناف، مالکیہ اور حنابلہ نے اس پر کافی اعتماد کیا ہے۔ اس کی روشنی میں اگر کوئی امر اسلام میں مطلوب ہے تو دوسرے درجہ میں اس کے حصول کا ذریعہ بھی مطلوب ہوگا اور ہر ناجائز چیز کے حصول کا ذریعہ بھی ناجائز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور حرام ہوگا۔ اسلئے یہ ذریعہ یا وسیلہ مامور بہ یا منہی عنہ چیز تک رسائی کا سبب بن سکتا ہے۔ قرطبی فرماتے ہیں کہ

یہ آیت بتا رہی ہے کہ لفظ راعنا کا استعمال چونکہ جناب نبوت میں گستاخی اور بے ادبی کا ذریعہ ہے۔ اسلئے اس لفظ کے استعمال پر اللہ سبحانہ' کی جانب سے قدغن قائم کردی گئی ہے۔ بعض معاصر مفسرین کی حس توحید اس قدر تیز ہے کہ انہوں نے اس لفظ سے بوئے شرک سونگھ کر یہ فیصلہ کردیا ہے کہ

اس لفظ سے یہودیوں کا مقصد مسلمانوں میں غیر اللہ کے حافظ و ناصر ہونے کا خیال ڈالنا تھا تا کہ مسلمانوں میں غیر شعوری طور پر شرک کا عقیدہ رائج ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے ایسے موہم شرک لفظ سے منع کر دیا۔ شرک کی قباحت اپنی جگہ مسلم ہے لیکن اس آیت میں تاویل و توجیہہ کا یہ انداز نہ صرف یہ کہ منقول نہیں کہ بلکہ آیت کے مطالب کو مضحکہ خیز بنانے کے مترادف ہے۔ آیت میں راعنا کے استعمال سے جس بنیاد پر روکا گیا ہے۔ وہ ابہامِ شرک نہیں بلکہ ذریعہ استخفاف شان نبوت ہے۔ قرطبی لکھتے ہیں۔ لانہ ذریعۃ للسب کیونکہ یہ لفظ حضور کی شان میں گستاخی کا ذریعہ ہے۔ آلوسی فرماتے ہیں۔ ونھی المومنون سدالللباب نبوت کی شان میں گستاخی کے دروازے بند کرنے کیلئے راعنا کے استعمال سے منع کیا ہے۔ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ نھی المومنین عن مشابھۃ الکافرین قولاً وفعلاً اللہ نے مومنین کو گفتار و کردار میں کافروں کی کاپی کرنے سے منع فرما دیا ہے۔ حافظ ابن جریر رقمطراز ہیں درست یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو راعنا کے لفظ استعمال کرنے سے اس لئے روکا ہے کہ اللہ کو اپنے نبی کیلئے یہ گوارا نہ تھا۔ ابوحیان اندلسی نے جمہور مفسرین کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ راعنا کے استعمال سے اسلئے روکا گیا ہے کہ اس میں بہت بڑا مفسدہ ہے۔ یہ مفسدہ کیا ہے؟ سب کا فیصلہ یہی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے کہ "شان نبوت میں گستاخی"

بہر حال بتانا یہ ہے کہ چونکہ اس لفظ کا استعمال ذریعہ ہے شان نبوت میں گستاخی کا اور نبوت کا مقام اتنا ارفع اور اتنا اعلیٰ اور اولیٰ ہے کہ گستاخی تو در کنار ان کی جناب میں آواز کا بلند کرنا بھی تمام اعمال حیات کو اکارت کر دیتا ہے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور انور ﷺ کی شان گرامی میں بے ادبی بنیادی طور پر اللہ کے دین کے منافی ہے۔ بے ادبی سے احترام اور تعظیم پامال ہو جاتا ہے۔ احترام نہیں تو جو کچھ نبوت لیکر آئی ہے اس کا بھی کوئی مقام نہیں رہتا ہے۔ پورا دین' پورا ایمان حرف غلط ہو کر رہ جاتا ہے۔ اسی بناء پر ان کی مدح سرائی' آپکی تعریف' آپکی تعظیم' آپ کی توقیر سے بھی سارے دین کا قیام وابستہ ہے اور اس سے محرومی در حقیقت پورے دین سے محرومی ہے۔

اور یہ بھی لکھا ہے کہ

یہ ناممکن ہے کہ جس قلب میں آپ ﷺ کا احترام ہو اس کی زبان پر گستاخی اور بے ادبی ہو۔ احترام اور توہین کبھی یکجا نہیں ہو سکتے ہیں۔

بہر حال بتانا یہ ہے کہ رسالت کی ذات سے محبت' آپکی تعظیم ایمان کا لازمہ ہے۔

شان نبوت میں بے ادبی بقول حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کفر ابلیس سے زیادہ سنگین جرم ہے۔ قرآن مجید اسی جرم کی طرف جانے والے ذریعہ پر پابندی لگا رہا ہے۔ ذرائع کا یہ زریں اصول اسلام کی قانون سازی میں بے حد قیمتی ہے۔ اس کی کچھ قیمت کا اندازہ کرنا ہو تو اعلام میں حافظ ابن القیم کا یہ بیان پڑھیے۔

اس میں شبہ نہیں کہ مقاصد تک پہنچنے کے ذرائع اور راستے ضرور ہوتے ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اوران کا حکم بھی مقاصد ہی کا ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ معاصی اور محرمات سے روک دیتا اور گناہ کی طرف جانے والے راستے کھلے رکھتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ ایک طرف معاصی سے روکا' اور دوسری طرف معاصی پر آمادہ کرنے والی چیزوں کو بحال رکھا اور اس طرح تحریم کے حکم کو توڑ دیا۔ ظاہر ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ اور اس کے علمِ محیط کے سراسر منافی ہے۔

اس موضوع پر ابن القیم نے اعلام میں سیر حاصل بحث کی ہے اور اغاثہ اللفہان میں مختصر اور عملی زندگی میں اسلامی قانون میں سے چن چن کر مثالیں پیش کی ہیں۔ آپ بھی کچھ مثالیں سن لیجئے۔

فتنہ وفساد کے زمانہ میں اسلحۂ جنگ بیچنا حرام ہے۔ اس لئے کہ ایسے موقع پر ان کا فروخت کرنا شر کی توسیع کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ جب فساد ممنوع ہے تو اس کے ذرائع بھی ممنوع ہیں۔

معاشیات کے طالب علم یہ سن کر حیران ہوں گے کہ اسی اصل کی بناء پر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کھانے پینے کا ضرورت مند ہے اور یہ چیزیں اسکے پڑوسی کے پاس موجود ہیں اور وہ دیتا نہیں ہے یہاں تک کہ وہ بھوک اور پیاس سے مر جاتا ہے تو کھانے یا پانی کے مالک پر اس کا خون بہا واجب ہوگا۔ حالانکہ اس نے غلطی سے یا عمداً قتل نہیں کیا ہے' مگر چونکہ اسکی ذخیرہ اندوزی ایک شخص کی موت کا ذریعہ بنی ہے اس لئے اس پر دیت واجب ہوگی۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس تاجر سے خریدنا ناجائز سمجھتے تھے جو اپنے پڑوسی تاجر کو نقصان پہنچانے کیلئے قیمت گھٹا کر فروخت کرے۔ یہ فتویٰ اسی اصل پر مبنی ہے۔

اگر کسی جائز کام سے دوسروں کو ناجائز کاموں کی گنجائش ملتی ہو تو یہ جائز فعل بھی ناجائز ہوگا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

؎ ان کافروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ آلوسی کہتے ہیں کہ لام عہد کیلئے اور کافرین سے مراد وہ یہودی ہیں جنہوں نے شان نبوت میں گستاخی کی ہے۔ اصول کے مطابق بات کا اندازہ تو یہ ہونا چاہیے کہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے' لیکن ارشاد ہوا ہے کہ ان کافروں کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ شان نبوت میں گستاخی اور بے ادبی اتنا سنگین کفر ہے کہ جس کا نتیجہ عذاب الیم ہے۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کا درجہ ہرگز وہ نہیں ہے جو امت کے اہل ایمان کی گستاخی کا ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کی ذات گرامی امت کے تمام افراد سے حقوق میں ایک نمایاں امتیاز رکھتی ہے۔ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ جبکہ دوسرے اہل ایمان میں سے کسی مومن کی بے ادبی صرف گناہ ہے اور قانون میں سزائیں جرائم کے مطابق ہوتی ہیں۔ (الصارم المسلول)

گستاخی تو بڑی بات ہے۔ شان نبوت میں تعریض بھی کفر ہے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے عذاب الیم کی تشریح کرتے ہوئے دنیا میں گستاخ نبوت کی سزا اس کے وجود سے زمین کو پاک کرنا بتایا ہے۔ اس پر تو آئمہ کا اتفاق ہے۔ احناف' موالک' شوافع اور حنابلہ سب ایک زبان ہیں۔ اختلاف اس میں ہے کہ حضور ﷺ کے گستاخ کو یہ سزا کفر کی بنا پر دی جا رہی ہے یا یہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کی قانونی سزا یہی ہے۔ اسکی تفصیلات انشاءاللہ پارہ ۲۶ سورۂ حجرات میں آئیں گی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جلوۂ دستِ قدرت

بارہ رسائل میلادِ مصطفیٰ

چشمۂ علم و حکمت

سیرت غوث اعظم

خطبات الٰہیہ

راہنمائے نقابت

شانِ رسول

خطباتِ مجددیہ

خطبات نورانی

شانِ حبیب الباری

رسائل مجدد الف ثانی

مسلمان کا عقیدہ

تواریخ حبیب الٰہ

تذکرۃ الاولیاء

سفرِ آخرت
اور
ہماری ذمہ داریاں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari